

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228920

UNIVERSAL
LIBRARY

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
أَنَّ الْبَشِيرَ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ الْبَيِّنَاتِ

دیوانِ وقت

طبع زاد

علامہ محی الدین الخطابی عارف لہنجان وقت
مشتل برغزلیات و بعضے قصاید مع دیباچہ و تذکرہ مصنف

مرتبہ

عبدالباسط مولوی ضال

مطبعہ خیر المطالعہ حیدرآباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

اس زمانہ میں جبکہ شعر و شاعری کا بازار بالکل سہمڑ چکا ہے، اور جدید تمدن اور نئی روشنی نے پرانی شاعری پر پانی پھیر دیا ہے، کسی دیوان کو (اور وہ بھی فارسی کے جوہر وستان میں مکمل مردہ زبان کے ہو گئی ہے) شائع کر کے بھاری امید رکھنا کہ ہلک کی جانب سے اس کا خیر مقدم کیا جائیگا؛ اور شاعر کے کلام کی قدر کی جائیگی؛ اور اس کے شائع کرنے والے کی محنت اور عرق ریزی کی داد دی جائیگی؛ بالکل فضول ہے اور اگر کوئی ایسا خیال رکھے تو اس کی نیت کہا جاسکتا ہے کہ دماغ ہیہود و پخت و خیال باطل بت -

دور عالمگیری سے فارسی شاعری اس قدر تنزل کر گئی ہے کہ اگر اب اس کو مردہ سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس عہد سے لیکر آج تک کوئی ایسی نظم نہیں ملتی کہ فارسی زبان کے کسی شاعر نے اپنے فن میں کمال پیدا کر لیا ہے بعد محض شعر و سخن کی بدولت، مال و دولت کے اعتبار سے وہ فتوحات حاصل کئے ہوں جو ان کے پیشروؤں نے کئے تھے۔ اب تو شعر کو اسکی بھی توقع نہیں ہے کہ کوئی سچے دل سے انکے کلام کی قدر کرے گیگا، اور انکی دماغ سوزی اور جگر کا دی کی داد دیگا۔ اس زمانہ کے ایک شہور شاعر نے انبائے زمان کی ناقدری دانی اور اپنے کمال سخندان کی تصویر ذیل کے اشعار میں نہایت عمدہ کھینچی ہے وہ کہتا ہے :-

لایق مدح و زمانہ چون نیست
خویشتن را ہی سپاس کنم
سچہ امید و زمانہ کو ر
شاید طبع روشناس کنم
کس زبان مرا نمی فہم
بغیر از چہ التماس کنم

اس مضمون کو رد و نفی اپنے ایک مقطع میں اس طرح ادا کرتے ہیں :-
شعر اقدر سے نباشد اندرین عصر کو
خویش را رونق بنا دانی غر نخوان کر و
جبکہ خود اہل کمال کو زمانہ سے قدر دانی کی توقع نہیں ہے تو ان کے کلام کے شائع کرنے والے کو کیسے امید ہو سکتی ہے کہ اس کا کام نظر وقت دیکھا جائیگا اور ہلک کی نگاہوں میں قابل ستائش ٹھہرے گا۔
سچ پوچھئے تو ہم نے اس دیوان کو اس غرض سے شائع نہیں کیا کہ اسکے صلہ میں ہمیں وافر سبکی صدائیں سنیں اور اپنی جد و کاوش کی راہیں اس دیوان کی اشاعت سے محض یہ مقصود ہے کہ اسلاف کا کارنامہ زندگی و جاوید زمانہ کی دستبرد اور انقلابات عالم کے ہاتھوں کا غور و غور نہ ہونے سچے جانے اور جس فن کے کہنے میں انھوں نے عمریں صرف کر دیں اور جس فن کو انھوں نے معراج کمال پر پہنچا یا نہ انبائے زمان کی ناقدری اور کم التفاتی کی وجہ سے ضائع نہ ہونے پائے۔

گو مہر مردہ زمانہ میں شعر فنی اور سخن سنجی کی ایسی ہی حالت ہے کہ جو اہر زہ اور خرف میں کوئی تیز کر نہ آلا نہیں

لیکن ہنوز زمانہ گزشتہ کی کچھ کچھ یادگاریں ایسی موجود ہیں جنکو فارسی شعر و سخن کا صحیح مذاق ہے اور وہ کھوئے ٹکڑوں کو کچھ طرح پرکھ کر ہیں اس لئے ہم کو کلام رونق کے قدر دانوں کے فقدان پر افسوس بھی نہیں ہے۔

اس دیوان کی اشاعت کو طغیان نے رد دوسری کی کرامات سے سمجھنا چاہئے۔ اگرچہ مصنف کے خاندان میں ایک عرصہ یہ دیوان چلا آتا ہے لیکن ادن کے اخلاف میں سے کسی کو اسکی طبع و اشاعت کا خیال پیدا نہیں ہوا جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ وہ اس کو اپنے اسلاف کا ایک ادون و اہون کا نام نہ سمجھتے ہوں اور اس کو ان کے دل و دماغ کا ایک کترین کرشمہ خیال کرتے ہوں، لیکن طغیان نے رد دوسری کی زد سے جب یہ نسخہ صحیح و سالم مکمل آیا تو میں نے سوچا کہ جس نقطہ خیال سے ہمارے بزرگوں نے اس دیوان کی اشاعت کی طرف اعتنائیں کی گو وہ بجائے خود صحیح ہو لیکن زمانہ کے حوادث و انقلابات سے انکی یادگاروں کو خواہ وہ چھوٹی ہوں یا بڑی محفوظ رکھنا نہایت ضروری امر ہے۔ اسی بنا پر میں نے اپنے عم کرم قبلہ کا ہی مولوی عبدالقادر صاحب وظیفہ یاب صوبہ دار گلبرگہ اور برادر عظیم مولوی عبدالرب صاحب قبلہ کی خدمت میں تحریک کی اس کو طبع کروا دیا جا سیری تحریک پذیر راہوں اور میری نگرانی میں دیوان طبع ہونے لگا مگر اُن سے طبع میں کچھ ایسے گونا گوں غیر مترقب تعویضات برائیں کی جانب سے پیش آتے رہے کہ اشاعت دیوان میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی اور جس مدت میں اسکو شائع ہونا چاہئے تھا اس کے بہت بعد وہ شائع ہوا۔ لیکن اس تحویق و تاخیر کو بھی میں اس مصلحت ایزدی پر محول کرتا ہوں جس نے طغیان نے رد دوسری کے ظاہری نقصانات کی تیس بہت سے عظیم الشان فوائد و جلیل القدر سودمند نتائج کو ضم و مستتر کیا ہے اور جس کا ایک شتمہ طبع و اشاعت دیوان کی شکل میں ہمارے پیش نظر ہے۔ اس تحویق سے یہ فائدہ ہوا کہ اُن کا وہ کلام جو بعد میں دستیاب ہوا تھا اخیر میں ضم کر دیا جاسکا۔ جو بصورت دیگر رجالت بیض ہی رہتا اور شاید ہی اس کے طبع کی نوبت آتی۔ دیوان کا اصل نسخہ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے لیکن بالکل غیر مزوف حالت میں تھا طبع کے وقت تمام غریب حروف تہجی کے لحاظ سے از سر نو ترتیب دی گئی ہیں۔ یہ نسخہ والد مرحوم کے کتب خانہ میں موجود تھا ما وجودیکہ طغیانی رد دوسری میں اس کتب خانہ کی قلمی کتابیں اکثر و بیشتر مکان کے بلے کے نیچے دیکر خراب و خستہ اور از کار رفتہ ہو گئی تھیں لیکن تعجب ہے کہ اس نسخہ پر کسی قسم کی آنچ نہیں آئی۔ میں اپنے ماموں مولوی عبدالواحد صاحب قبلہ فرزند مولوی عبدالعلی صاحب والد مرحوم کا نہایت ممنون ہوں کہ انھوں نے دیوان کا اصل نسخہ بغرض طبع عنایت فرمایا اور ایرانی بیاضوں میں سے رونق کا کلام جس قدر دل سکا نہایت شخص و تلاش سے فراہم کر کے محنت فرمایا۔ آپ کو خاندانی تصنیفات کے ساتھ جو اہتمام و اعتناء ہے وہ نہایت قابل تعریف ہے۔ خاندانی کتب کے ساتھ اگر آپ کو شوق و شغف نہ ہوتا تو بہت کم امید تھی کہ دیوان کا نسخہ موجودہ حالت میں ملتا اور بعض خاندانی تصنیفات کا کچھ ہم کو نصیب ہوتا۔

بھر کیف شکر ہے کہ دکن کے ایک مشہور و معروف شاعر کا کلام شائع ہو گیا اور صرصر حوادث سے پریشان اور تلف ہونے سے بچ گیا۔ ہم کو قومی امید ہے کہ آئندہ اگر شعراء دکن کا تذکرہ لکھا جائے تو رونق کے کلام کے متعلق رائے قائم کرنے کیلئے یہ دیوان بطور بہر کے کام دیکھا۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے مصنف کا تذکرہ او ان کے کلام کے متعلق مختصر سا تبصرہ بھی لکھ دیا گیا ہے جس کا مطالعہ غالباً خالی از پرچسپی نہ ہو گا۔

عبدالباسط۔ مولوی فضل

رونق کے حالات اور کلامِ تبصرہ

خاندانی حال

غلام محی الدین المخاطب بہ عارف الدین خاں المختص بہ رونق کی پیدائش ۱۲۷۵ھ میں بمقام مدراس ہوئی اور وہیں انھوں نے پوش پہنھا لانکے والد حافظ محمد معروف برطان پور کے باشندہ تھے، فواب والا جاہ کے عہد میں وارد مدراس ہوئے تھے۔ انھیں سے نواب مدوح نے قرآن مجید کی تعلیم پائی اور تجویذ سیکھی تھی۔ رونق نے ایک سبج میں اپنے والد اور دادا کیساتھ اپنا نام اس طرح نظم کیا ہے

سج معروف ز عارف ست و شذران عارف۔ انکا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر الصدیق سے ملتا ہے۔ مایچی کتابوں کے اسکا کوئی پتہ نہیں لگتا کہ اجداد کہاں سے اور کس تقریب سے ہندوستان آئے لیکن خاندانی روایات سے اس قدر ضرور ثابت ہے کہ اس خاندان کے مورث اعلیٰ نے ہندوستان کی طرف جس تہرے پہلے پہل ہجرت کی تھی وہ وہاں سے تھا۔ ہمارے تہرے مشہور مونی محمد علی عید الجوبار خان صاحب آصفی فرماتے ہیں کہ ”پانچ شاخ برطان پور کے مصنف سید ابراہیم ہندی نے لکھا ہے کہ شیخ محمد معروف برطان پوری کے بزرگان سلف شادی آباد عرف مانڈو ملک مالوہ سے برطان پور تشریف لائے اور وہیں بودوباش اختیار کی اور شیخ محمد معروف ولیخ عارف کی ولادت شہر برطان پور ہی میں ہوئی۔“

نفسِ سلیم

گلزارِ اعظم میں لکھا ہے کہ رونق نے بچپن میں مولوی محمد اسماعیل اور مولوی حاجی محمد عظیم صاحب سے درسیہ کتابیں لکھیں، اور فارسی کی سند اور لکھنا میں غلام محی الدین مجرے پڑھیں جو اُس زمانہ میں فارسی کے بہت بڑے محقق مانے جاتے تھے۔ لیکن حقیقت ماری زبان کی مہمان نہ تعلیم انھوں نے سیر باقرا گاہ اور دیگر فضلاء اہل ایران سے حاصل کی تھی جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

مدرس میں شعرِ شاعری یہ وہ زمانہ تھا کہ مدراس شعر اسے نازک خیال، اور ہر فن اور ہر علم کے اہل کمال کا مجمع بنا ہوا تھا؛ اخلاط اربعہ کی طرح شاعری بھی ایک ضروری خلط سمجھی جاتی تھی؛ اسے ضروری کی طرح شعر گوئی بھی ایک ضروری چیز خیال کی جاتی تھی، امیر سے لیکر غریب تک شعر کہتے تھے، یا کم از کم اس کو تفریح طبع کا ایک عمدہ شغل سمجھ کر اس میں دلچسپی لیتے تھے؛

امرا خاص اپنے اہتمام سے شاعر کے جلسیں منعقد کراتے تھے باورِ شوق و رغبت اس میں تیرا یک ہوتے تھے۔ تذکرہ گلزارِ اعظم ان شعراءِ فضلاء کا ایک عمدہ موقع ہے جس میں ان بزرگوں کی جیتی جاگتی، بولتی جالٹی، تصویریں دکھائی دیتی ہیں اور اس دور کی یادگار کہہ کر تی ہیں جس میں زندہ دلی اور خوش طبعی کے ساتھ فضل و کمال بھی دوش بدوش نظر آتا ہے۔

سوسائٹی کے اس رجحان کو دیکھ کر ایک ناموزوں طبع شخص کے دل میں بھی شعر گوئی کا دلول پیدا ہو سکے۔ انھوں نے کہ یہ کتاب طغیانِ رودوسی میں صاحبِ موصوف کتب خانہ تعلق ہو گئی اسکو عجیب و غریب ردِ فعل کی صورت میں پڑ گئی

بغیر نہیں رہ سکتا، ایسی حالت میں وہ دل جس میں شاعری کے جذبات موج زن ہوں، اور وہ دماغ جس میں ان جذبات کے ادا کرنے کی قابلیت ہو کس طرح خاموش رہ سکتے تھے۔ رونق نے شاعری سے خداداد نسبت پائی تھی جس کے باعث میلان طبع نے انھیں فارسی عربی کی درسیہ کتب کی تحصیل کے ساتھ ہی باطل ابتدائی عمر میں شعر گوئی کی طرف متوجہ کر دیا گوئیں زبانیں ریختہ گوئی کا رواج ہو چلا تھا اور اکثر شعرا اردو میں شعر کہنے لگے تھے۔ انظری جو عالمگیر کے پوتوں میں ہوتے تھے اور خاص قلعہ کے رہنے والے تھے۔ ان دنوں مدراس میں مقیم تھے۔ اور ریختہ گوئی میں مکمل رکھتے تھے انکی وجہ سے مدراس میں اکثر اصحاب کو ریختہ گوئی کا شوق پیدا ہو گیا تھا نیز میر باقر آگاہ کے اردو منظومات نے ریختہ کو بہت کچھ دبیغ بنا دیا تھا۔ تاہم اردو کو وہ عروج و اعتبار نہیں حاصل ہوا تھا جو فارسی کو تھا، اردو میں اگر اگر لوگ شعر کہتے تھے تو اس کو کوئی فن سمجھ کر نہیں بلکہ محض تصنیف کے طور پر اس لئے رونق نے زمانہ کے عام رواج کے مطابق۔ فارسی زبان میں شعر کہنا شروع کیا، اور عمر بھر فارسی ہی میں شعر کہتے رہے۔ سنا ہے کہ اپنے پوتے حکیم الممالک حکیم عبدالباقی صاحب عشق کو اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کرتے تھے۔ باسط کسی ایک زبان میں شعر کہو ورنہ دونوں میں کچھ رہ جاوے گا، یکا یکا ہو کر تاج ہے۔

رونق ابتدا ابتدا میں میر باقر آگاہ کو اپنا کلام دکھاتے رہے، لیکن بعد میں نصیحتے عجم کے متبع اور ذوق سلیم کی رہنمائی پر پھر وسوسہ رکھا۔ آگاہ کے علاوہ انھوں نے مستند اہل زبان مثلاً عزیز اصداق کو کب شیرازی وغیرہ کی صحبت ایک مدت تک اٹھائی تھی جو اس زمانہ میں مدراس میں مقیم تھے۔ مگر ان کا عظم میں لکھا ہے کہ ان کو اہل زبان کے رد و زہ اور محاورات کا اثر اخیال تھا، اور انکی تقلید و متبع کے نہایت پابند تھے مذکرہ معراج میں لکھا ہے کہ شعراے ستارخین کے تغیر سے ایک لاکھ شعرا انھوں نے اپنے ہاتھ سے لکھے تھے، جو جوانی میں مطالعہ کا اس قدر شوق تھا کہ وقت کی قید نہ تھی رات دن مطالعہ میں مشغول و شہک رہتے تھے۔ جس پر خود انکا یہ شعر

۱۔ دکن کے مشہور عالم اور بالکمال شاعر خلیفہ طارحات میر غلام علی آزاد کے ساتھ مشہور ہیں۔ دور اخیر میں دکن کے بزرگ علماء و فضلاء پر اکثر سے ہیں وہ سب آپ ہی کے فیضان کمال سے بہرہ ور اور تصفیہ ہوئے ہیں باوجود علم و فضل کو زبرد و اتقا میں بھی مشہور ہوئے، اور صاحب باطن سمجھے جاتے تھے۔ مولوی محمد رفیعی صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ آپکی سوانح اردو میں لکھ کر صحت کے ذریعہ شائع کی ہے۔ ولادت ۱۲۸۵ میں اور وفات ۱۳۸۵ میں ہوئی تھی نمونہ از خروار یہاں آپکی صرف ایک رباعی لکھی جاتی ہے۔ ایران بقیاس ہر قسم الانکار، بوجہاں دار و بخت آمار، پوئیند کہ بہ طبق احادیث آدم و آدم و در بند فرو آدم و در ایراں مار ہے۔

۲۔ مرزا صدق کو کب شیرازی ایک کمال شخص تھا، جو تیلان روزگار ۱۳۸۵ میں پھرتے پھرتے مدراس پہنچ گیا تھا، زوفا مدراس نے ازراہ قدر دانی ساڑھے تیس سو روپیہ شاہرہ پر خریدت افتابہ رکھی، لیکن قاضی القضاہ مستعد خاں سے بوجہ مخالفت مذہبی طرح گئی، ہزارے تنگ آکر نوکری چھوڑ دی اور وطن کو واپس چلا گیا، ۱۳۸۵ میں اسہال کبدی کے عارضہ سے انتقال کیا۔ تعلیق اور فیضیاست اچھا لکھتا تھا، کبھی کبھی شعر بھی کہتا کرتا تھا۔ رونق کی زبانی اس کا ایک شعر منقول ہے جس سے اسکی اصابت فکر اور تفصیلت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ وہو نذر۔

شکرت را خط غبار آلود دار داند کے خوب حلوائیست اما دود و دار داند کے

شاید ہے۔ زہن گزشتہ لیل دنیا ریافت نجات پر چور و فوج آنکہ بدل انست از کتاب گرفت
اس کا اثر ابتلا میں تو کچھ محسوس نہیں ہوا لیکن پانچ عرصہ میں، دماغی عوارضات میں مبتلا ہو گئے تھے۔

ملازمت و دیگر حالات | بیس سال کی عمر میں، انواب عمدہ الامار کی سرکاری ملازم ہوئے، اس عرصہ میں
نے فارسی زبان میں وہ کمال حاصل کر لیا اور شاعری میں اس قدر شوق پیدا ہوا کہ

کہ انواب محمد نے کمال قدر وانی، امیر الملک تاج الامرا بہادر انواب محمد علی حسین خاں باجوہ و بیحد کی مصاحبت
اور اتالیقی پر مامور فرمایا۔ ماجد مدراس کے امرا اور انواب زادوں میں، نہایت خوش فکر، ذہین اور رطب و
نور جان گزرتے ہیں، ان کی طبیعت اور ذہن کا آدمی، خاندان والا جاہی میں کوئی نہیں ہوا۔ شعر شاعری میں وہ رونا
کے ہر طرح تھے۔ ماجد کی استقامت طبع اور سلیقہ شاعری کے عمدہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ
ان کی مصاحبت میں، رونق کا سا سلیم الفکر اور مستقیم الطبع شخص تھا۔

ماجد، رونق کو بوجہ فن شعر میں ان کی غیر معمولی قابلیت اور خداداد لیاقت کے بے حد عزیز رکھتے تھے،
گھڑی بھر اپنی مصاحبت سے جدا ہونے نہیں دیتے تھے؛ اور ہمیشہ الطاف و عنایات اور خاص التفات فرمایا
کرتے تھے۔ رونق کو بھی ان کے ساتھ بے انتہا وابستگی بلکہ الفت و محبت ہو گئی تھی؛ جب عین غفوان شباب
میں ماجد کا انتقال ہو گیا؛ اور عنان ریاست ماجد کے حریفوں کے ہاتھ میں چلی گئی، تو رونق کو اس کا
اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ اپنے وطن مالون کو چھوڑ کر، کڑپا، املہاری، چٹور، وغیرہ مصافحات مدراس کی
طرف چلے گئے۔ اور ایک زمانہ تک وہیں رہے۔

ان کے فرزند مولوی احمدمدی و اصطفی لکھتے ہیں کہ ترک وطن کرنے کے بعد وہ اس صیغہ میں ملازم ہو گئے
جو پورین افسروں کو فارسی زبان کی تعلیم دینے کیلئے قائم ہوا تھا۔ ان سے تعلیم پائے ہوئے افسروں میں
سے ایک سٹراسنر دہی میں جو مدراس کے مشہور گورنر گزرتے ہیں۔ اس خدمت کے بعد گورنمنٹ کا صیغہ
انشا ان کے سپرد ہوا۔ گورنر مدراس کی جانب سے نوابوں اور امرا کو جو خطوط بھیجے جاتے تھے وہ رونق
ہی کے قلم سے لکھتے تھے۔

سفر حیدرآباد | مدت مدید تک باہر رہنے کے بعد وہ دو ایک بار مدراس آئے۔ یہاں
آکر انھوں نے دیکھا کہ تختہ کا تختہ بدل گیا ہے؛ اور وہ اگلا سا نقشہ ہی نہیں

رہا۔ بعض قدیم دوست اب بھی موجود تھے اس کے مہر مبارک اللہ خاں راغب صاحب فراق نامہ رونق
کے اوائل حیدر کے دوست تھے؛ وہ بڑے تپاک سے ملے؛ اور جب تک رونق مدراس میں مقیم رہے
مدارات کرتے رہے؛ اور قدیم مراسم میں، امتداد زمانہ کی وجہ سے سر مو فرق نہیں آنے دیا۔ تاہم مدراس
رونق کیلئے انقلاب سلطنت و راگین سلطنت کے باعث بالکل جہنمی شہر بن گیا؛ اس لئے انھوں نے
حیدرآباد کا رخ کیا؛ اور اپنے بڑے فرزند مولوی غلام زین العابدین صاحب کے پاس چلے گئے؛
اور عرصہ دراز تک وہیں غزلت گزیر رہے۔ اس وقت ان کی عمر ستر سال کی تھی۔

معاودت مدراس | اقامت حیدرآباد کے زمانہ میں وہ دو تین بار دوستوں کی ملاقات کے لئے
مدراس گئے اور آئے۔ ان کے اگلیں جبکہ ان کا سن شریف چورہتر سال کا تھا؛

و شکر کت مشاعرہ اعظم

بعض احباب کے اصرار سے وہ پھر ایک بار مدراس گئے۔ یہ زمانہ غلام غوث خاں اعظم کا تھا۔ نواب موصوف
شعر شاعری سے خاص دلچسپی رکھتے تھے، ان کے دربار میں شعر کی بڑی آواہنگی ہوتی تھی؛ نیا نیا شوق تھا
شاعرہ اعظم کے نام سے ایک مجلس قائم کی تھی جس میں نامی گرامی کنبہ شوق شعر کی باریابی ہوتی تھی، تو موصوف
کو اس مجلس میں جگہ نہیں دی جاتی تھی۔ رونق اس دفعہ جب مدراس گئے تو افضل الشعر شیریں سخن خاں راقم
میر شاعرہ نے، انکی تقریب کی اور وہ شاعرہ اعظم میں داخل ہو گئے اور ان کے خواہ بھی مقرر ہو گئی، تذکرہ
گزار اعظم کی تصنیف کے وقت جس کو نواب موصوف کو نام سے، راقم نے ایف کیا ہے، رونق سے
بہت مدد ملی ہے۔ کئی شعرا کے حالات رونق کی زبانی منقول ہیں۔ ان کے مدراس بلائے جانکی ایک
بڑی وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ تذکرہ کے لکھنے میں ان مدد ملی جائے، کیونکہ معمر ہونے کے باعث، بہت سے
حالات ان کو چشم دید معلوم تھے

وفات اس زمانہ میں رونق نے، پیرانہ سری اور دماغی عوارضات کی وجہ سے شعر شاعری بیک
ترک کر دی تھی، اور دنیاوی تعلقات بھی منقطع ہو گئے تھے، چھینہ گونہ نشیں اور یاد الہی
میں مصروف رہتے تھے۔ چنانچہ اسی حال میں، چند سال گزرنے کے بعد مدراس میں، انتقال فرمایا۔ سن
وفات ٹھکانہ معلوم نہیں ہو سکا۔

شغل و شام نہایت سنجیدہ، وجہ، متوسط اقامت اور بھاری بھر کم تھے۔ عمامہ باندھتے
اور شام پینتے تھے، شطرنج کے نہایت لہذا وہ تھے؛ جب کبھی کھیلنے بیٹھ جاتے تو دنیا و مافیہا
کی خبر نہیں رہتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس کا شوق میری اولاد میں بھی منتقل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا خط
شفیعہ شامہ آئینہ تھا طبیعت حق گو اور آزادی پسند واقع ہوئی تھی جیسا کہ اپنے ایک شعر میں بیان فرماتے ہیں
حرف حق گویم و اندیشہ ندام از کس
دا و منصور خلافت بس در صرا
مال و دولت اور جاہ و دیوی کو چھینہ چرخ سمجھا اور کبھی اس کے حامل کرنے کیلئے خود داری اور حریت کو
ہاتھ سے نہیں دیا۔

اولاد کئی لڑکیاں اور چار لڑکے یا دو گارجھوڑے۔ انہوں میں خلف اکبر نواب غلام غوث خاں اعظم کے
مرحوم ریاست حیدرآباد میں منصب جلیلہ پرنسپل رہے اور جاہ و دیوی کے اعتبار سے خاص شہرت
رکھتے ہیں۔ جنکی اقیات الصالحات کے جملہ ان ایک یوتے مولوی محی الدین علی خاں صاحب
بی۔ اسے بیرٹھریٹ لا اس وقت ضلع پر بھنی کے اول تعلقدار ہیں۔

دوسرے فرزند مولوی ہمیدی و اصطفی جو سحر علمی اور کثرت تصانیف اور السنہ مختلفہ کے
زبانداں ہونے کے لحاظ سے نہایت ممتاز ہیں؛ ان ہی احفاد میں احقر کے والدہ الما عبد القیوم صاحب
مرحوم جو بڑے میں جنکی ملکی اور اسلامی خدمات سے ہندوستان کی پبلک اچھی طرح واقف ہے۔ اب وہ
کی زندہ یادگاروں میں جو خاص خصوصیات سے ممتاز ہیں۔ ایک میرے حقیقی تایا مولوی عبدالحی صاحب
وصیف و ظیفہ اب دو م تعلقدار ہیں جو فارسی شاعری میں اس خاندان کی بہترین نشانی ہیں اور فی الواقع
گوئی میں اپنی آپ نظیر ہیں؛ دوسرے میرے چچا مولوی عبد القادر صاحب سابق صوبہ دار کلکتہ

میں جبکہ خدا نے خاص پوشیدہ شکل دماغ عطا کیا ہے اور جنھوں نے محض انہی قابلیت سے ابتدائی مدایح طے کرتے ہوئے اعلیٰ ترین خدمات تک عروج حاصل کیا۔ خدا ان بزرگواروں کو سلامت بالکرامت رکھے۔
تیسرے فرزند مولوی حمید الدین صاحب مرحوم جو خوش نویس تھے ان کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ جو تھے حافظ رشید الدین صاحب یہ بھی لاؤ لہ فوت ہوئے۔

اصناف کلام میں
مہارت اور مختلف
تذکرہ و فکی رائے
انکی شاعری کی نسبت

رواقی کے حالات زندگی میں، سوائے فارسی شاعری کے کوئی بہت بڑا نشان کار نامہ نہیں ملتا، سوائے ایک دیوان کے، انھوں نے تصنیف و تالیف فرماتے تھے کہ عجب العجب مولفہ تمنا اور رنگ آبادی میں لکھا ہے کہ روفوق نے ایک مختصر تذکرہ الشعر بھی تصنیف کیا تھا پہلے زمانہ میں رواج تھا کہ ہر ایک پختہ شوق شاعر دیوان کی ترتیب کے ساتھ ہی ایک تذکرہ بھی مرتب کیا کرتا تھا جس میں شعراے مرقعہ میں کا کلام، اور معاصرین کے حالات اور ان کے اشعار اپنی پسند اور مذاق کے بموجب انتخاب کئے جاتے تھے۔ لیکن میں نے روفوق نے بھی کوئی تذکرہ لکھا ہوا مگر سکاٹھ کر اور تذکرہ میں نہیں پایا گیا اور نہ عجب العجب میری نظر سے گزری قاسم بیگ اور سر فرخ زین خاں قاری دو بھائی تھے جن سے روفوق کو دلی محبت تھی۔ یہ دونوں دریا میں ڈوب کر فوت ہوئے تھے۔ روفوق نے اول الذکر کے مرثیہ میں سلاب غم اور ثانی الذکر کے مرثیہ میں گرداب غم نامی دو مثنویاں لکھی تھیں۔ اب یہ مثنویاں تو درکنار ان کے اشعار بھی کہیں دیکھنے میں نہیں آتے۔ ان کی نسبت معدن الجواہر میں یہ ریمارک ہے: "فیض طبع روان خیل پر سوز گفتمہ"

روفاق کو انواع سخن میں، دستگاہ کامل تھی، ہر صنف کو استادانہ کہتے تھے؛ افسوس ہے کہ ان کے تصانیف دوسے زیادہ دستیاب نہیں ہو سکے مگر غالباً ان کے تصانیف کا ذخیرہ غریبات سے کچھ کم نہ ہوگا مولوی نجم الدین حسن صاحب افضل مرحوم اپنے والد شیریں سخن خاں راقم سے نقل فرماتے تھے کہ روفوق نے اکثر جلسوں میں زور و شور کے قصیدے اور سخا لائے تھے۔ اس قول کی تصدیق گلزار عظم سے بھی ہوئی ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے: "بار بار در محافل کثیرہ شعر مدیسی میگفت و گوہر سخن بمنتخب قلم تابان رقمی سفت"

گلزار عظم میں ان کے کلام کی نسبت لکھا ہے: "در انواع سخن قدرت تامہ می داشت و ہر یکے را بکل خوبی می نگاشت معدن الجواہر میں مولوی حمیدی و اصف لکھتے ہیں: "روفاق قصیدہ و غزل و مثنوی یا کثیرہ می گوید و ہر فصاحت و خوبی بیان خود نادر تھا داشت؛ حقیر ہم نہ از رویے فرزند می بلکہ از رویے انصاف برائے ام شبابہ عادلہ،" بیشک لکھتے ہیں: "شعرش سادہ و پرکار و از نثر و اہل انصاف بملک الشعرانی سزاوار"

ملک الشعرانی کا خطاب اس نے اپنے والد ملا عبد القیوم صاحب مرحوم اور نیز دوسرے بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ روفوق کو، نواب کی طرف سے، ملک الشعرانی کا خطاب بھی ملا تھا؛ اور وہ شہرستان تسلیم کئے جاتے تھے؛ لیکن تذکرہ گلزار عظم اور صبح وطن میں اس کا کوئی

اعضائے راقم سے مولوی بی بی یار کا کہیں چھوڑی مولوی عبد المجید رحمان صاحب اعلیٰ

ذکر نہیں ہے۔ البتہ تذکرہ بنیش میں اُن کی شاعری کی نسبت جو بیمار کیا گیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عموماً اپنے نصف فراج بمبھروں کے نزدیک خطاب ملک الشعرانی کے سزاوار و اہل سمجھے جاتے تھے۔ ممکن ہے کہ نواب حمدۃ الامام کی سرکار سے اُنھیں ملک الشعرانی کا خطاب ملا ہو، چونکہ بہت جلد نواب محمد وج کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اُن کے فرزند امجد بن ماجد بھی عین عالم جوانی میں انتقال کر گئے اور رونق بھی دربار سے علیحدگی اختیار کر کے مصافحات مدراس میں چلے گئے، اور بعد میں جو لوگ تخت کے وارث ہوئے وہ ماجد کے خاندان سے جتنک رکھتے تھے، اور ان کے وابستگوں اور موافقوں کو بھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے؛ اس لئے یہ امر بالکل غیر قیاس ہے کہ رونق کا یہ خطاب بعد میں تسلیم کیا گیا ہو، چونکہ رونق کی شاعری اور ان کے فرزند مولوی مہدی واصف کا ذوق سخن عموماً شعرائے مدراس کے برخلاف تھا اور نواب غلام غوث خاں اعظم اور ان کے استادوں کے کلام پر واصف نے نہایت دلیری اور بیباکی سے نکتہ چینی کی تھیں؛ بنا بریں اگر مصنف صبح وطن و گلزار اعظم نے رونق کے خطاب کو تسلیم اور اس کا ذکر اپنے تذکرہ میں نہ کیا ہو تو کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے۔

کلام نثریہ

حالات مذکورۃ الصدر سے، واضح ہے کہ رونق کو شل اُن کے فرزند مولوی مہدی واصف کے، تالیف و تصنیف کا شوق نہیں تھا؛ اور غالباً اُنکی عربی استعداد بھی معمولی تھی۔ لیکن فارسی زبان اور فارسی شاعری میں وہ اپنے زمانہ کے محقق اور شہرہ آستان تسلیم کئے جاتے تھے، ایک زمانہ تک انھوں نے اہل زبان کی صحبت اٹھائی تھی؛ اور محاورات فارسی کی تحقیق میں، ان کے بھر اور کمال نصیحت کی شہادت، مدراس کے اکثر تذکرے دیتے ہیں۔ اُن کے کلام سے خود اس امر کا پتہ لگتا ہے کہ فارسی لٹریچر میں اُنکی معلومات نہایت وسیع تھی، اور اہل زبان کے روزمرہ اور محاورہ پر ان کو پورا عبور تھا۔ انچہ غزلیات میں، احابجا، انھوں نے اپنے کلام کی جھلکی، اور مضمون آفرینی کے ساتھ، سلاست اور روانی اور بیباکی پر فخر کیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں: یہ جھلکی کلامت نبی و سد تکرے، معاصران تو رونق خیال خام کنند، ایک اور جگہ فرماتے ہیں: مدہ بشعر کے نسبت مہرونق، کلامن زمانہ سوس گزید اس میں شک نہیں کہ ایک ایسے زمانہ میں، جبکہ فارسی شاعری، سوائے لفاظی اور خیال بندی کے کچھ نہیں رہی تھی، اور دروازہ کار استعارات، نامافوس تراکیب، متعلق دیر از تعقید اسالیب، کو مایہ ناز سمجھا جاتا تھا، اور ناصر علی اور بیدل کی تقلید کو، سرمائے افتخار اور معراج کمال خیال کیا جاتا تھا، ایک شخص کا ایسی سوسائٹی کے برخلاف آواز نکالنا، اور ان کے عام رجحان کے خلاف ایک الگ روش اختیار کرنی، اور اُس گروہ کی مخالفت کرنی جس میں اُسکو سنجہ رونی اور بلند نامی، حاصل کرنی تھی، بالکل تعجب انگیز بات ہے، اور اس کی سلامتی طبع کا پتہ دیتی ہے، اور اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ فطرت نے اس کا سلیقہ درست اور صحیح بنایا تھا اور اُسکی طبیعت کا سانچہ استقامت و راستی پر ڈالا گیا تھا۔

شاعری اور مصوری دونوں ایک قندیل سے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ مصوری میں کسی شے کی تصویر رنگ و روغن سے کھینچی جاتی ہے اور شاعری میں، الفاظ کے ذریعہ سے جس طرح نبراروں کو تصویر کھینچتے ہیں لیکن جو چیز تصویر کی جان ہے وہ ان کے فہم میں نابود ہوتی ہے۔ اسی طرح ہتیرے کو شعر کہتے ہیں مگر شعر کی روح ورواں ان کے کلام میں مفقود ہوتی ہے۔ فارسی شاعری کے اخیر دور میں یا تو شاعری کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے یا اس وجہ سے کہ تنقید میں تمام نچرل اسالیب برت چکے تھے اور اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے کوئی ایسا اسلوب باقی نہیں رکھا تھا جس سے کوئی کیفیت اور حالت نچرل طور سے نئے اسلوب اور نئے پیرایہ میں ظاہر کی جاسکے۔ تاخیر نے ایک ایسا طرز اختیار کیا جو اگرچہ بظاہر جدت نام تھا، لیکن اصول شاعری کو بالکل برخلاف بلکہ اگر ارکان کو منہدم کر دالا تھا۔ بید اور ناصر علی اس طرز کے مکمل کرنے اور ترقی دینے والے سمجھے جاتے ہیں یہ طرز ہندوستان میں بوجہ اپنی جدید و عموماً مقبول ہو گیا۔ علی العموم تمام شعراے ہند (اکثر ہاشمیاۃ اللہ) جنگو بد و فیاض سے ذوق سلیم عطا ہوا تھا، ایسی ڈگر بچنے لگے، جیسا کہ مشہور ہے کہ جب کوئی فن اپنے موضوع پر قائم نہیں رہتا تو اس کی ترقی رک جاتی اور وہ زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ اس طرز کو اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ فارسی شاعری کی ترقی رک گئی اور اس رونق چلنے والوں نے اس میں کوئی مفید اضافہ تو درکنار، اس کو اپنے مکرر بھی قائم رہنے نہیں دیا جس کی وجہ سے شاعری جن فنون لطیفہ میں شمار کی جاتی تھی، ڈھکوسلہ سازی اور رنگ بندی ہو گئی۔ بیدل اور ناصر علی نے اپنی روش خاص میں جو شعر کہے ہیں۔ وہ بوجہ کثرت تشابہ اور استعارہ ہونے کے اس قدر گنگناک اور مقلق ہیں کہ ان کا کوئی مضمون نہیں کیا جاسکتا، اور سننے اور سمجھنے والے کو یہ اطمینان ہو سکتا ہے کہ شعر کے وہی مضمون ہیں جو اس نے سمجھے ہیں یہی وجہ ہے کہ اہل زبان بیدل اور ناصر علی کی شاعری کو نہیں مانتے صاحب آتشکدہ اور سی ناصر علی کی نسبت لکھتا ہے کہ ان بزرگوں کا کلام میں بوجہ کثرت تشابہ کے کوئی معنی نہیں کیا جاسکتا۔ موم کی ناک ہے کہ جدھر جا یا موڑ دی۔ ایک اور دو شاعر نے اس طرز کے شعر کا اشعار ذیل میں خوب خاک اڑایا ہے۔

اگر اپنا کہا نام آپ ہی سمجھے تو کیا سمجھے | فرا کہنے کا جب ہے اک کہے اور دوسرا سمجھے
کلام میر سمجھے یا زبان میر زاب سمجھے | لگا لگا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے

قرب عہد کی وجہ سے مدراس کے اکثر شعرا نے بیدل اور ناصر علی کا رنگ اختیار کر رکھا تھا۔ حملہ معدودے چند اہل سخن کے عموماً تمام کے خیالات میں وہی بیدلیت، طرز بیان میں وہی اغلاق اور اسالیب کلام میں وہی گنگناک نظر آتی ہے جو خیال بندوں کا خاصہ ہے۔ لیکن رونق نے اپنے ہم عصروں کی طرح یہ روش اختیار نہیں کی جس کا محرک یا تو محض انکا ذوق سلیم تھا جو قدما کے کلام کو مطالعہ کرنے سے انکی طبیعت میں راسخ ہوا تھا۔ یا ان فضلاء ایران کی فیضیت کا نتیجہ تھا جو سن اتفاق سے اندوں، مداس میں، اقامت آئیں تھے رونق بھی کی تربیت و تعلیم کا اثر تھا کہ جدیدی و اصفت بھی اس رنگ میں شعر کہنے سے بچتے تھے اور اس طرز کو نام دھرتے تھے۔ باب ہی کے خیالات کا یہ تو تھا کہ ریٹے نے اپنے تذکرہ میں جا بجا ناصر علی کے کلام کو نہایت ازادی سے تحسینی و تحریہ گیری کی ہے، اور معاصرین کو در زمرہ اور محاورہ کی پابندی، اور بجائے بیدل و ناصر علی کی اہل زبان

کے تتبع کا شورہ دیا ہے اسی بنا پر ان میں اور ان کے معاصرین میں نوک جھوک ہوتی رہی اور ایراد و عہد کا شعر کہہ کر ہم رہا جسکی تفصیل گلزارِ اعظم سے واضح ہوگی۔

دیوانِ رونق میں ایک غزل ہے جس میں رونق نے خیال بندوں کے طرز کی مذمت کی ہے
بنیابست مقامِ ہم اس غزل کو تجمہ برج ذیل کرتے ہیں جس سے ناظرین طرزِ سخن کوئی کر تعلق ان کے خیالات کا بخوبی اندازہ کر سکیں گے:

خاک بر فرقِ وقت گفتار
میکند بر دھن کو انہماک
ور نہ زان گفتگو ست لازم عار
ور کلام ز لالی خوانسار
گشت تلخیصِ معنیش دشوار
کرد ماجد مرا ازین بسزار
چہ ضرورت است این قدر انکار

صاف بندی ست خوبی اشعار
دیدن صاف و درومی این رمز
لیک آن را طاعتے باید
کن نگاہے دقیقہ بند سخن
فہم مضمون اوست بس مشکل
وقت شعر بودہ مرغوب
مختلف شد مزاجا رونق

اس غزل کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا ابتدا میں یہ بھی دقت و اشکال کو پسند کرتے تھے اور ناصر علی اور بیدل کے مبنی اور مہد فیہ تھے، لیکن محمد علی حسین خاں ماجد کی طرزِ شاعری اور ذوقِ سخن کوئی نے، انکو اس روش کے چھوڑنے پر مجبور کیا، مگر اس سے یہ خیال نہیں کیا جاسکتا، کہ ماجد کا رتہ شاعری میں رونق سے بڑھا ہوا تھا، یا انھوں نے رونق سے فن شعر میں کوئی استفادہ نہیں کیا، گو تمام تذکرہ دہ میں ماجد میر باقر آگاہ کے شاگرد بتائے جاتے ہیں، لیکن یہ بخوبی ثابت ہے کہ آگاہ نے جب ناراض ہو کر ماجد کی اصلاح موقوف کر دی تھی تو وہ رونق ہی سے مشورہ لیا کرتے تھے اور ان ہی کو اپنا کلام بتاتے تھے۔ چنانچہ گلزارِ اعظم میں لکھا ہے: ”و فکر سخن ہم بر طرزِ ایشان (یعنی شاخین، بہم طرچی عارف الدین خاں رونق اختیار نمود“، ”معدن الجواہر میں لکھا ہے: ”جہا تا بقی و تیشینی انصاف الفصحا و امام الشعر انواب تاج الامرا بہا و معر حوم ماو گشتہ بسبب کمائے کہ دین فن داشت، مقبول خاطر دریا قاطر لو اب مروج گردید و با او علی الدوام منکامہ صحبت و مجلس شاعریہ گرم سیداشت“، ”واصف اسی تذکرہ میں ماجد کی شاعری کے اسباب ترقی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”پدیر رگوار اعنی عارف الدین خان رونق کہ سراجِ غیر نیم مخموری ست دریافت در کثر و جتن ترقی نمایاں کرد“، ”انکڑیا بھی ہوتا ہے کہ استاد اپنے لائق شاگردوں کے مشورہ سے مستفید ہوتا ہے اور ان کے ساتھ مساوات کا برتاؤ رکھتا ہے۔ اس سے اسکی استاد کی پر حرف نہیں آسکتا بلکہ اسکی منصف مزاج اور تواضع و انکسار کا ثبوت ملتا ہے مشہور ہے کہ نواب مصطفیٰ خاں شیدقتہ، غالب مرحوم سے اصلاح لیا کرتے تھے اور مومن خان کے بعد ان ہی کو اپنا کلام بتاتے تھے، لیکن غالب اہل شان میں فرماتے ہیں:

غالب کہن سخنکوز دہیں ارزش کہ او | نہ نوشت در دیوان غزل مصطفیٰ خاں نثر کرد

حزب ان غالب کے بعض تصانیف میں غلطی نے الفاظ بدل دئے تھے، چونکہ اصلاح صحیح تھی اس لئے مفسر اکی سلامتی طبع نے اسکو تسلیم کر لیا یہی حال رونق اور ماجد کا سمجھنا چاہئے۔

ان کے دیوان میں ایک اور غزل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نری صاف گوئی کو کافی خیال نہیں کرتے بلکہ کلام کی سحر کی اور برتری کے لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ بے تکلفی اور ہر جگہ کے ساتھ شعر میں کچھ نہ کچھ بات بھی پیدا کی جائے۔ درحقیقت جس شعر میں صفائی بیان کے ساتھ لطف مضمون بھی ہو اس کو شعر نہیں سمجھ کر کہنا چاہئے جس معنی اور خوبی ادا کے علاوہ الفاظ کی روانی اور سلاست بھی اگر جمع ہو جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ شعر میں جان پڑ جاتی ہے؛ اور دراصل ایسے ہی کلام پر شعر کا اطلاق صحیح ہو سکتا ہے؛ اور ایسے ہی کلام کی نسبت کہا گیا ہے ان من البیان لیسکھ ایسا شعر جس سے سوائے وزن و جملہ درد بانہ کے اور کچھ معلوم نہ ہو کلام مظلوم سے زیادہ وقوت نہیں رکھ سکتا غزل نگو گزشتہ شعر نسبت تمام کلمہ جات ہیں

پیش لہباب سخن باشد ہماں جان تلاش
سخن برجستہ مابے سخن جان تلاش
از بہار فکر تم غم گلستان تلاش
گلک گوہر بارن گردید نیماں تلاش
کردہ ہر بزم نہاں در خویش دیوان تلاش

بے تکلف گر بود در شعر سامان تلاش
بر فصاحت نام شعر راست ایمان تلاش
بسکہ دارم جستجو سے سخن رنگیں بدل
جیب و دامن نگہ لہر ز گوہر میمند
بسکہ در شعر بود رونق لطافت شہا

موجودہ دیوان عالم | والد مرحوم کی زبانی منقول ہے کہ یہ دیوان ان کے ابتدائی زمانہ کلام جوانی کا کلام ہے | ہے۔ پایاں عمر کا کلام یا تو جمع نہیں ہوا یا تلف ہو گیا، یہ روایت ایک حد تک صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ تذکرہ صبح وطن سے جس قدر غزلیں نقل کی گئی ہیں، ان میں ہر کوئی بھی دیوان میں موجود نہ تھی اور گلزارِ عظم اور سعدی الجواہر میں بہت سے ایسے شعر نظر آئے جو اہل نسخہ میں درج نہ تھے۔ تذکرہ صبح وطن کی منقولہ غزلوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا کہ انکا پایاں عمر کا کلام میں ایک خاص بختگی اور روانی اور صفائی ہے جو موجودہ دیوان میں کم نظر آتی ہے۔ ان تمام غزلوں میں اکثر و بیشتر اخلاق و تصوف اور دعا و نصیحت کے مضامین باندھے گئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جدیدی کا کلام ہے جبکہ دنیاوی تعلقات منقطع ہو گئے تھے اور گوشہ نشینی اور عزلت گزینی کی وجہ سے مطہر کی تراویں کی ایک خاص انداز میں موزون تھی اور کہنہ شقی کے سبب سے کلام نہایت صاف اور ہموار ہو گیا تھا۔ ان کے قصیدہ کے ایک شعر سے بھی یہ مفہوم ہوتا ہے کہ انکا بہت سا کلام ضائع ہو گیا اور اسکو جمع کر نیکی نوبت نہیں آئی چنانچہ لکھتے ہیں

ز دست جو زلزلک جملہ محو و منسی شد

بفن نظم نمودہ ست گر چہ عمر سے صرف

مولوی عبدالعلی صاحب والدہ فرزند مولوی مہدی و اصطفی جو اس زمانہ میں فارسی زبان کے بہت بڑی محقق و باکمال شاعر گذرے۔ آپ کا کلیات نظم و نثر چھپکر شائع ہو چکا ہے۔

کلام کی خصوصیات

ان کے کلام کی مہتمم بالشان خصوصیت تفصیل اور پر بیان کی جا چکی ہے، اس لئے یہاں اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آئندہ جن خصوصیات پر بحث کی جائیگی اور مثلاً جس قدر اشعار پیش کئے جائیں گے وہ ان ضمناً صفائی اور سلاست بیان کے لحاظ سے بھی نظر ڈالنی چاہئے کہ وہ ان کے کلام سے اسی طرح جذب نہیں ہو سکتی جیسا کہ ناخن گوشت سے۔

اس دیوان میں چہرہ تغزل نہیں ہیں وہ اکثر یا شاعروں کی طرح غزلیں ہیں۔ شاعر ہو یا مصنف از خود کسی عنوان پر جس عہدگی اور خوبی سے لکھے گا وہ فرمائش پر نہیں لکھ سکتا، اپنی خواہش اور ارادے سے وہ جو کچھ لکھتا ہے اس میں خوشی اور مضامین کی آمد اس کی مدد کرتی ہے۔ لوگوں کی فرمائشات کی تعمیل میں جو کچھ لکھا جاتا ہے اس میں اور دوا و بناوٹ اور تکلف اور نفع سو کام لیا جاتا ہے اور جس طرح ہنر پرے کام کو ٹالا جاتا ہے اس لئے اکثر دیکھا گیا کہ شاعر کے شعاعوں کی غزلوں میں وہ بات نہیں رہتی جو شاعر کی اپنی طبیعت سے کبھی ہوئی غزلوں میں ہوتی ہے۔ بسا اوقات سنسنے والوں کے خوش کہنے اور ان کی واہ و اسننے کے لئے اپنے چادہ سے ہٹ کر چلنا پڑتا ہے۔ لہذا کسی مصنف یا شاعر کے کلام کا اصلی زور، اس کی طبیعت کا انداز، اس کے فہم کی جولانی دیکھنی ہو تو اور جنرل تصانیف میں ایسے میدان میں دیکھنی چاہئے جہاں اس کا شہب تلم بالکل مطلق العنان ہو، اور اس کی طبیعت کسی فرمائش کرنے والے کی قید اور کسی ستائش کرنے والے کی ستائش کی پابند نہ ہو۔ یہ بات دیوانِ رونی میں مشکل سے نظر آئیگی۔ کیونکہ اس میں اکثر وہی تغزل ہیں جو شاعروں کے لئے لکھی گئی ہیں۔ علاوہ بریں ایک اور خرابی یہ ہے کہ ان کی زمینیں ایسی مشکل ایسی سنگلاخ اور دشوار گزار ہیں ان کو طے کرتے ہوئے اچھے سے اچھے بختہ شوق اور بہن سال شاعر و کاظم بھی دنگاؤ بغیر نہیں رہ سکتا اور ان میں کوئی چھتا ہوا شعر نکالنا اور کسی دلکش و دلنشین مضمون کا نظم کرنا ایسا مشکل ہے جیسا کہ قبیل پر برسوں جمانا یا پتھر میں سے درخت اگانا۔ ایسی زمینوں میں ایک بڑے سے بڑے استاد کا کمال ہے کہ قافیہ اچھی طرح بندھ جائے اور مضمون ردیف کے ساتھ بچھ جائے۔ ایسے شعر جن کی نسبت صاحبِ تشکرہ اور سی بدل نشتر زند کہتا ہے اس قسم کی طرحوں میں نکالنا نہ صرف دشوار بلکہ قریب بحال ہے۔

رونی کی وہ غزلیں جو سہل اور آسان زمینوں میں لکھی گئی۔ غزلیت کے لحاظ سے بد نسبت ان غزلوں کے جو سنگلاخ مینو نہیں لکھی گئی ہیں زیادہ بلند پایہ ہیں۔ ایک رونی پر کیا موقوف ہے وہ تمام شعر انھوں نے زمین شاعر کو آسان پر پہنچا دیا دشوار اور دور از کار قوافی سے چشمہ احتراز کرتے رہے اور کبھی اس خار دار بھاری میدان میں اس قدر فکر کو نہیں اچھا یا۔

تنبیہ و استعارہ کو نہایت کثرت اور عمدگی کے ساتھ استعمال کا استعمال کیا ہے اور اس کے ذریعہ سے سخت اور دشوار گزار زمینوں میں فرایض شاعری کو، بہت خوبی سے انجام دیا ہے۔ اس لئے ان کے کلام میں، قلت مضامین کی شکایت نہیں کی جاسکتی۔ شاعر کا بہت بڑا ہتھیار جس سے وہ اعلیٰ شاعری فتح کر سکتا، ہو تشبیہ و استعارہ ہے؛ اس کی قوت تخیل اور پرواز فکر کا ثبوت

جس قدر تشبیہات کے استعمال سے مل سکتا ہے ویسا کسی اور چیز سے نہیں مل سکتا؛ جذبات اور حالات کی تصویر کھینچنے میں جس قدر یہ اوزار کام دیکتا ویسا کوئی اور شی نہیں دے سکتی۔ دیوان رونق میں آکی کثرت سے نظیریں ملیں گی جن خوانی میں خیال ہوتا ہے کہ ردیف کے ساتھ ان کا نباہ نہیں ہو سکتا۔ وہ ان کو ایک پیش ہا افتادہ تشبیہ سے ایسا دلکش و دلآویز بنا دیتے ہیں کہ شعر میں جان بڑ جاتی ہے۔ دیوان میں ایک غزل ہے "زار زار گر یہ کیم بے اختیار گر یہ کیم" اس میں ظاہر ہے کہ سوار، تیرار، خار کے خوانی ایسے نہیں ہیں کہ ہر شخص شاعرانہ اسلوب کو مد نظر رکھ کر، صفائی سے باندھ سکے مگر رونق نے انکو جس طرح نظم کیا ہے وہ قابل ملاحظہ ہے:

اگر بہجرت آن نیوار گر یہ کیم
لسان شیشہ آتش شدار گر یہ کیم
برنگ شیشہ خالی خار گر یہ کیم

گرہ شود جو تباہ شیار شک در غرہ ام
بے عشق شعلہ رویش ز بسکہ لبر نیم
ز شوق نرگس خمور سانی گل فام

ایک اوزر میں ہے "خار آتشناک بہار آتشناک"، اس میں بعض شعر لکھے ہیں۔
دیں چین ہو دلا زار آتشناک
شب فراق تو اسباب عیش آزاریت
بغیر سیل سرشکے کہ دارد آتش آہ

سپردہ اندول داغ دار آتشناک
بدیدہ شمع بود شل خار آتشناک
ندیدہ ایم دگر آبشار آتشناک

ان ہی زمینوں پر موقوف نہیں ہے، ان کے دیوان میں، ہر جگہ اس صنف کا استعمال نہایت کثرت کے ساتھ، نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ، اور نہایت صفائی اور خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے بعض طعنے و بلیغ تشبیہیں جو عام شعر کے ہاں کمتر دیکھنے میں آتی ہیں مثلاً "دبج و بل کی جاتی ہیں جن سے شاعر کی قوت مدر کہ کی رسائی اور امیا جنشن کی لمبند پروازی کا ثبوت لیک گا۔ مثلاً

اسے دل زاز چوں جس بقعاں
ہم آواز کردہ مارا

جس گھنٹا۔ اسکا وجود کچھ ہر آواز سے در محض لوہے کا کڑا جس نہیں ہو سکتا۔ شاعر کہتا ہے کہ مجھ میں اس دل خانہ خراب کی وجہ سے کچھ باتیں نہیں رہا ہے۔ فریاد و فغاں کی وجہ سے صرف آواز ہی آواز آتی ہے۔ اگر آواز نہیں تو سمجھو کہ کچھ بھی نہیں۔ مثال کیلئے جس کو دیکھو کہ اسکی کائنات جو کچھ ہے محض آواز سے ہے ورنہ وہ لاشی محض ہے۔ دل کی طرف خطاب کرنے سے ایک خاص لطف پیدا ہو گیا ہے اور جس کیساتھ تشبیہ نام حال ہو گئی ہے اور یہ بھی مترشح ہے کہ فریاد و فغاں جو کچھ چلتی ہے دل سے نکلی ہے۔

مرحبا حسن بے نقاب ازل
پردہ راز کردہ مارا

ایک نہایت وسیع مضمون کو چند مختصر الفاظ میں سمیٹا گیا ہے اور اس خوبی سے کہ شعر میں اس کی تشریح خالی از وقت نہیں۔ عارفانہ شعر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا و مافیہا ذات باری کے لئے حاجب ذات بھی ہے اور کاشف ذات بھی۔ یہ عالم گویا ایک پردہ ہے کہ اگر اسکو الٹ دیا جائے تو تجلیات الہی کا تماشا نظر آنے لگتا ہے اور اگر نہ الٹے تو کچھ نہیں۔ ذات باری در حقیقت مراتب خفا و ظہور سے برتر و بالاتر ہے جو کچھ کشف و حجاب ہے وہ ہمارے اعتبار سے ہے۔ شاعر نے مد حسن بے نقاب "اور پردہ راز" صرف

دو لفظوں سے بیان میں جو کیفیت پیدا کی ہے وہ تشریح و تفسیح سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ قریب قریب اسی مضمون کو مرزا غالب نے استفسار و آجباب کے پیرایہ میں یوں ادا کیا ہے کہ جب وہ جمال و لغز و صورت ہر نمروز پر آپ ہی ہونظر اہ سوز پر وہ میں منہ پھپھائے گیوں۔ اسی مضمون کو ایک دوسری غزل میں رونق نے اس طرح نظم کیا ہے کہ ہر جاست بے نقاب رخ شاہد ازل ہزار چشم دل حجاب تو بردار اندکے۔

فراہم کردہ حسرتہائے یک خلق بھین این چین گل نام کردند
اس شعر میں مسئلہ تنازع کی طرف اشارہ ہے۔ خیام وغیرہ نے یہ مضمون پیدا کیا ہے کہ پھول جو زمیں سے اُگتا ہے وہ درحقیقت کسی مجہیب کی شکل ہے جو انقلاب زمانہ کی وجہ سے جس طرح غالب بدلتا نمودار ہوتی ہے۔ مرزا غالب فرماتے ہیں کہ سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں پو خاک میں کیا صورتیں ہو گئی کہ نیچاں ہو گئیں۔ لیکن غالب کسی شاعر نے انسان کی حسرتوں کے مجموعہ کو پھول نہیں قرار دیا، اور اصل پھول کی تشبیہ پھول کی تعریف و توصیف اس سے بہتر نہیں ہو سکتی پھر جس صفائی اور خوبی سے یہ مضمون ادا کیا گیا ہے اس کے لحاظ سے اسکو نوادرا نکار میں شمار کرنا مبالغہ ہے۔
شہر آسائے فرہست ندام کہ آغاز مرا انجام کردند
انسان کی بے ثباتی اور کم فرہستی کے مضمون کو اس بڑھکر زوردار الفاظ میں ادا کیا بیان کیا جاسکتا ہے شہر کے متعلق شعر اگلے سیکڑوں ہزاروں مضمون باندھے ہیں اور بڑی بڑی نزاکتیں پیدا کی ہیں۔ لیکن جہاں تک میر خیال ہے شہر اسے آغاز و انجام کے ایک ہونے کا ثبوت کسی شاعر نے نہیں دیا۔ یہ شعر بھی باعتبار قدرت تشبیہ کے نوادرا نکار میں سے ہے۔

کریاں را عجیب تسخیر دلہا ست خط و ما دست احساں دام کردند
ہاتھ کے خطوط کو دام سے تشبیہ دینی اور پھر ہاتھ کو احسان کی طرف مضاف کر کر ثبات کرنا کہ معمولی اور ہر ہاتھ کے خطوط دام نہیں ہو سکتے اور دست و دام کی مناسبت، ان تمام باتوں سے شعر کو اعلیٰ مراتب بلاغت پر پہنچا دیا ہے۔

یک نفس باشد بقالب عاشق و عشق و حقیقت نالہ ہا بلبلان جان گل رست
شاعر عاشق و معشوق کے ایک نفس و دو قالب ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور کہتا ہے بلبل کے نالہ و حقیقت گل کی جان میں کیونکہ پھولوں کا کہلنا اور بلبلوں کا چہچہانا ایک دوسرے کے لازم و ملزوم بلبل کے نالے اگر کم ہو گئے تو پھول لینا چاہئے کہ موسم بہار ختم ہو گیا۔ چونکہ آواز روح کی طرح غیر مری شی ہے اور جاندار کی زندگی کی ایک علامت اسلئے نالہ کی تشبیہ روح کے ساتھ نہایت موزوں تشبیہ ہے۔ یہاں نفس کا لفظ جو لطف دے رہا ہے وہ ظاہر ہے۔ یہ غزل کی غزل لطیف و بلیغ تشبیہ سے مرع ہے۔

ذوق اسیری از عزم آور وہ ایم آہ از حلقہ ہائے دام بود آشتیان ما
دکھشن دنیا طرب و عیش غم افزاست خندیدن گل بر سر و ارست بہ بہینہ
گل اگر ویدہ بہ لب ہائے تو را ایسا زد برگ را بر لب خود دست جیسا زد

غبار را بنود این قدر رسائی با _____ نگاہ قیس بدنبال محل افتاد دست
گفتگو و اعظم بیہودہ شغور نہ ہا رہا _____ عالمی را می فریبدا ز صد اگوسالہ
رہے جو گوہرست مرا اگر لیستن _____ بہتی من چو اشتک بودا اگر لیستن
زادہ ملاط بیش کہ چون گنبد فلک _____ عمامہ تراست ہمہ عذر در بغل

اس شعر کے قافیہ دردیقت قابل ملاحظہ ہیں۔ اس زمین ایسا شعر نکالنا بختہ شوق شاعری کا کام ہے
مکر و عذر میں گنبد فلک کے ساتھ عمامہ زہد کی تشبیہ نہایت پر لطف واقع ہوئی ہے۔ ملاط کا لفظ ظاہر کرتا ہے
کہ گنبد کی طرح صرف صدا ہی صدا آتی ہے ورنہ حقیقت و واقعیت سے زہدان ریاکار کو کوئی سروکار نہیں۔
بغل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زہد اپنے مکر و عذر کو عمامہ کی تہ میں چھپائے ہوئے ہے۔

بہجو آئندہ تصور کہ برودوشش برزد _____ شذر پائے دگر این صورت رفتار مرا

تشبیل تشبیہ و استعارہ کی ایک اور قسم ہے جس کا نام طمائے بلاغت نے قلیل رکھا ہے۔ یہ مقدمین کے
ہاں یہ صنف اگرچہ خیال خال نظر آتی ہے؛ لیکن متاخرین نے اسکو سچہ درواج دیا اور ہر اسے علیحدہ
صنف قرار دی اس صنف کا خاتمہ صاحب اور شنی کشمیری پر سمجھا جاتا ہے۔ دور اخیر میں جس قدر شعرا
گذرے ہیں انھوں نے کم بیش اس صنف میں کچھ نہ کچھ ضرور کہا ہے ویوان رونق میں اس صنف کے
اشعار کثرت سے نظر آئینگے چند منتخب اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جس سے اس طرز میں ان کے زو
طبیعت کا اندازہ ہو سکے گا۔

با آتشیں نفس نتواں ہزباں شدن	کہ سبک دست تجلی خود ماہ در سحر
اکسیر اعظم ست برنگ سپید صبح	بنگہ ز شب زبا و شود باہ در سحر
رنگ و بوئے دگر سے میدہد تفسیح	شہرہ شد گل بچہ بخت جوش ز خویش
گر یہ چون آید ترا از ناکہ با پرہیز کن	میتو و ضبط نفس جو احص را برہیز کن
ہر کہ پاس آبر و دار دنیا ہمیز و بخت	غرق گردید ست ازیں باعث مگر گوہر دہ
بود قطع علاقی عشرت افزائے دل سالک	پہی گشتن ز سے شد باعث خندیدن مینا
ہست از چارہ گری دوری رحمت مضمحل	منع فیض ست از بردہ بارانی را
بینی ہمیشہ بخ زہر و دکان خویش	دل چاک میشو و ز جفا کج خندنگ رنگ
ریخ می باشد نصیب مردم صاحب خیال	پختگی با وقف یا مالی نماید و اندہ را
وضع تعلیم از جا و آموز دخی عیش و ان	چوں سرش در زیر ناکہ یار کند بادام قص

بادام کا قافیہ اس زمین میں اس سے بہتر کیا باندھا جاسکتا ہے۔ بادام جامد اسلئے ہے کہ سوکھنے کے بعد
اس میں قوت نامید باقی نہیں رہتی طلب یہو کہ خوش تسلیم جامد سے سیکھو اور سختی و تکلیف کو عیش و آرام سمجھو جیسا
بادام جبکہ اس کا سر پیچھے سے کھلا جاتا ہے تو مارے خوشی کے رقص کرنے لگتا ہے بادام پھوڑنے کے وقت
بوجہ سخت اور صاف ہونے کے اڑتا اور تڑپ کر نکل جاتا ہے۔ اس کو شاعر نے رقص مسرت سے تعبیر کیا ہے۔
مخاورہ گوئی | چونکہ ایک مدت تک اپنی زبان کی صحبت اٹھایا چکے تھے، اور روزمرہ اور محاورات

کی تحقیق و تھک میں عمر صرف کر چکے تھے۔ اسلئے جا بجا محاد وہ کی چاشنی اور خوبی ادا اور لطف زبان کا چٹخارہ کلام کو نہایت با مزہ بنا دیتا ہے اسکی کچھ مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

حرفے اردست خویش کن قلمے
نہیست جمعیت از زبانیہا
یار بآں ماریہ راجہ قدر با شد ذریہ
دست از زلف نہ برویم کہ از کار افتاد
معصر غنائی میں بالکل واقعہ کی تصویر کھینچ دی ہے۔

جو دید ریش انگم بدامن گلشن
نگذر سینہ دلم بر دوز و غم نہ او
سحاب راعرق خجلتش در آب گرفت
کہ طفل اشک بد نبال او شب گرفت
گفتمش از شورش مستان و ما غم ہو
عشوہ در کار مجر و غیبہ بر غیا گزاشت
ز ابدان سرودہ را یکوہ تو اس بروں خویش
آں نگار ناز نہیں راجھل آرا کہ دنی ست
دوش سوئے چمنے بیتو گزارم افتاد
خندہ زد گل باد ایک شرام نمنا د
و دوش سوئے چمنے بیتو گزارم افتاد
کے باسانی و ہم از دست دامن فراق
بعد ازیں دست من و چاک گریباں فرما

یہ طرزیان ہندی شاعر کے کلام میں کتر پایا جائیگا۔ اس اسٹائل کو دوسری شخص استعمال کر سکتا ہے جس نے اہل زبان کے متبع و تقلید میں عمر گزار دی۔

میگر نیر و از دغش برق و دشا و دوش

از پے کار سے اگر ہوں رو د از خانہ ما

وقوع گوئی چونکہ وہ تشبیہات کو کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور صفائی زبان و سادگی بیان کا خاص خیال رکھتے ہیں اسلئے اس کا لازمی نتیجہ ہونا چاہئے تھا کہ انکی طبیعت وقوع گوئی

کی طرف زیادہ مائل ہوتی غزل میں کسی مسلسل مضمون کو، بہت کم شعرا نے نظم کیا ہے مگر رونق کی کسی غزل میں جس میں شروع سے اخیر تک ایک ہی مضمون نظم کیا گیا ہے۔ ویوان میں ایک غزل ہے 'آغوش خلق، دوش خلق'، اس تمام غزل میں، باد و باران کی کثرت اور لوگوں کی پریشانی کا نوٹو اتارا ہے۔ نواب غلام غوث خان نظم کی تسمیہ خوانی کی تقریب میں جو قصیدہ کہا ہے اس میں شروع سے لیکر اخیر تک حالاتِ جن کا نقشہ کھینچا ہے، متعلقین کو جوڑوں کا تقسیم ہونا، تباہوں کا بٹنا، رنگبازی کی کیفیت، آتش بازی کا منظر، رقص کی جگہ گاہٹ، دھوکوں کی دھوم دھام، عطر، پان اور بھونوں کی بہتات اور پھر طوائف کے ناچ رنگ کا دل فریب دلربا نظارہ نہایت وضاحت و فصاحت کے ساتھ قصیدہ میں بیان کیا ہے اور کہیں شاعری کے سرشتہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ انکی غزلیات میں بھی ایسے بہت سے شعر نظر آتے ہیں جن میں معاملہ اور واقعہ کو نظم کیا گیا ہے بعض ممتاز اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

شبکہ گردید ہمایا چمن شیشہ و حجام
انتظار ت چہ قدر خوں بدل مامی کرد
بہ مخمل تو گرم رہ نہ شد ملائے نیرت
زد و زینم و با ششم براستان محفوظ
دیگراں را کام فرود ادا و دناز کم
عرض امر دمن بیتاب بر فردا گزشت
بے دماغانہ چور اہمش گیم برم
گویدم دور کہ کار سے دارم

معاملہ کا شعر ہے اور جس الملوہ میں باندھا گیا ہے وہ سوائے اہل زبان یا مشتاق و ماہر زبان کو دوسرا کا حصہ نہیں میثوق جا رہا ہے عاشق بخود ویتاب ہو کر اس کا راستہ روکتا ہے وہ جھٹک کر کہتا ہے ہٹ دو رہو مجھے اس وقت کام ہے۔ اس مختصر بحر میں اور اس قافیہ و ردیف میں یہ مضمون اس خوبی سے ادا کیا گیا ہے کہ ہلکے کے لئے دوسرا الملوہ خیال میں نہیں آ سکتا۔

تغزل

غزل کی بنیاد اس پر پڑی ہے کہ اس میں وہ حالات و واقعات بیان کئے جائیں جو راہ عشق میں عشاق کو پیش آیا کرتے ہیں۔ یہ حالات جس قدر واقعیت پر مبنی ہوں گے اسی قدر دلوں پر اثر کریں گے جذبات کا اظہار نہایت مشکل کام ہے، عربی کی شہر شعل ہے کہ ”الکیفیات لا بتان“ انسان نہایت سی کیفیتیں گزرتی ہیں مگر وہ ان کو نہیں بیان کر سکتا، بہت سی جذبات طاری ہوتے ہیں مگر وہ ان کا اظہار نہیں کر سکتا بلکہ ان کو سمجھ بھی نہیں سکتا۔ ان حالات و کیفیات کو وہی شخص بیان کر سکتا ہے جو روز عشق سے واقف ہو اور اسے ساتھ ہی اسکی قوت بیانہ اعلیٰ درجہ کی ہو؛ اس کا خیال نہایت بلند پرواز اور اسکی قوت نظر نہایت تیز ہو اور ایسا ہی شاعر چنانچہ غزل گو ہو سکتا ہے اور ایسے ہی شاعر کا کلام دلوں پر اثر کر سکتا ہے۔ سعدی، خسرو، حافظ اور نظیری جو غزل کے استاد مانے گئے ہیں ان کے کلام کے دلوں پر اثر کرنے بڑی وجہ یہی ہے۔ میر، جرات، غالب اور داغ پر اردو کی دنیا لوٹ ہے اسکا اہل سبب یہی ہے۔ درحقیقت ان لوگوں نے عاشقانہ جذبات و حالات و خیالات کی تصویریں خوبی سے کھینچی ہے اور راہ محبت میں جو معاملات پیش آتے ہیں ان کو جس عمدگی سے بیان کیا ہے اس کے لحاظ سے ان کے کلام کی جس قدر بھی قدر کی جائے کم ہے۔ میر اور غالب یہ ہے کہ مذکورہ بالا قابلیت جس شخص میں نہ ہو ان کو غزل نہیں کہنی چاہئے۔ جاری شاعری کے زوال کی وجہ اگر دریافت کی جائے تو غالباً یہی کھلے گی کہ اس میں غیر واقعت اور تفسیع اور بناوٹ کو دخل دیدیا گیا اور ایسی باتیں کہی جانے لگیں جنکی کوئی حلیت نہیں تھی اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ کلام میں اثر نہیں رہا۔ کلام اگرچہ ہر قسم کے محسنات سے مرصع بنایا گیا اور ضیاع لفظی و فنی میں بجد ترقی ہوئی مگر شاعری جلد بے روح ہو گئی۔

غرض یہ کہ غزل کی فصیح تعریف یہی ہے کہ وہ عاشقانہ جذبات و حالات کی تصویر ہو لیکن بعد میں اس شعر میں وسعت دی گئی اور غزل میں اور ادب و سبب میں بھی نظم کے جانے لگے۔ تاہم تغزل کا اطلاق کسی ایسے شعر پر نہیں کیا جا سکتا جو ترجمان محبت نہ ہو۔

اس میں شک نہیں کہ رونق کے دیوان میں غزل کم ہے، سبکی وجہ یہ کہ ہم اوپر با تفصیل بیان کر چکے ہیں یہی ہے کہ اکثر و بیشتر غزلیات شاعروں کی طرحی شعروں پر لکھی گئی ہیں جنکی زمین بوجہ تنکلی بننے کے اس قابل نہیں ہے کہ اس میں کوئی عاشقانہ مضمون سرسبز و بار آور ہو سکے۔ لیکن کم و بیش جس قدر اشعار بھی عاشقانہ رنگ کے دیوان رونق میں پائے جاتے ہیں وہ اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ شاعر کی طبیعت بلحاظ تغزل کے پست و اتع نہیں ہوتی ہے بعض شعرا بطور مثال ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

درفن عشق بغلیل نمی باید ریزست
دلبرے گریہ و دل شکستے دگر کارست

اسی مضمون کے قریب قریب مرزا غالب کا یہ شعر ہے۔ قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے، کچھ نہیں ہی تو عدوت ہی رہی، یار سے چھپر چلی جائے، اسد، مگر نہیں چول تو حسرت ہی رہی۔ اس شعر میں اس طرف

اشارہ ہے کہ جس بات کی چٹک انسان کے دل میں ہو، اس کے حاصل کرنے کے لئے وہ کبھی بخلا نہیں بیٹھ سکتا۔ نفع ہو یا ضرر اس کے لئے وہ ہاتھ پیر مارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہر وقت اس سے لو لگا رکھنا ہے کبھی بیکار نہیں رہتا۔

الف صیاد می آرد مر اور دام او بار ہا ہر خید از اغماض بند از پاگزشت
اس شعر میں محبت و الفت کی وہ کیفیت بیان کی گئی ہے جس میں مصیبت و تکلیف آرام و راحت سے بدلتی ہے اور محبوب کے جو رجوع میں بھی فرما لئے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر محبوب ظلم و ستم سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے تو اچھا نہیں معلوم ہوتا، اور اگر وہ دام عشق سے رہا کرنا چاہتا ہے تو رہا نہیں ہوا جاتا۔ اگرچہ یہ انوکھا مفہوم نہیں ہے۔ مختلف شعرا نے اس مفہوم کو مختلف پیرایوں سے باندھا ہے۔ چنانچہ مرزا غالب فرماتے ہیں: -
وا حسرتا کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ پڑھکو حریص لذت آزار دیکھ کر۔ اور بیٹری کہتا ہے سفاک مالدار بہرہ رانی
مخدومغ اسیر پڑخوردافسوس زمانے کہ گرفتار نبود۔ لیکن رونق تو بھی اس مفہوم میں کچھ کم داد بلاغت نہیں تھی
اگرچہ یہ تینوں شعری زبان کے لحاظ سے بہت کچھ اختلاف رکھتے ہیں لیکن ان میں معنائی قدر مشترک بھی ہے
لہذا ان دچہ وار نہ ہو سکتا ہے۔ بیرون میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مشق کے جو رجوع سے لذت و راحت ملتی ہے لیکن
غالب نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ مشق نے مجھ کو آزار سے لطف اٹھانا ہوا اور اس پر حریص دیکھو ستم سے
ہاتھ کھینچ لیا۔ یہ اضافہ نظیری اور رونق کے پاس نہیں ہے۔ لیکن اگر محض ”لذت آزار“ کے مفہوم کو
دیکھا جائے تو نظیری اور رونق نے اس عنوان کو غالب سے بڑھ کر کھینچ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔
رونق اور نظیری کے شعر معنائی بہت قریب واقع ہوئے ہیں صرف تخیل اور طرز بیان کا اختلاف ہے۔ نظیری
کے شعر میں شاعر انجمن کار و فریادہ ہے یعنی رخ کے مالہ کر سنے سے شاعر یہ استنباط کرتا ہے کہ وہ رہائی کے لئے
مالہ نہیں کرنا بلکہ اس زمانہ پر افسوس کم رہا ہے جب کہ وہ گرفتار نہیں تھا۔ اگر نظیری کو ایک مانتھا کیفیت کو
تشیل کے پیرایہ میں ظاہر کیا ہو لیکن تشیل واقعت کے نسبت زیادہ تفصیل پر مبنی ہے کیونکہ اس کے مالہ کو اس
زمانہ کے افسوس پر محمول کرنا جبکہ وہ گرفتار نہیں تھا محض شاعرانہ تخیل ہے جس کا کوئی وجود نہیں۔

برخلاف اس کے رونق کی تشیل واقع کے بالکل مطابق ہے۔ جاندار کو جب صیاد کے ساتھ الفت ہو جاتی
ہے اور وہ مل جاتا ہے تو باوجود رہا کرنے کے نہیں جاتا۔ اغماض کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ زیادہ محض
آزمائش کے لئے پاؤں کے بند کھوٹے تھے کہ دیکھئے آیا یہ جاتا بھی ہے یا نہیں۔ درحقیقت اس کا دل بھی نہیں ہٹتا
تھا کہ بالکل رہا کر دے۔ ہاں یہ ہمہ نظیری کے شعر میں ایک خاص وجدی کیفیت ہے جس کا ادراک و فہم سلیم
رہی ہو تو فہم ہے لیکن رونق کا شعر بھی اپنی طرز میں اجواب ہے۔ اسی مفہوم میں ان کے دو ایک شعر اور بھی ہیں
مثلاً عیا و دوش گفت کہ آزادی کم پڑ، سراپا ہے اور وہ فریادی کم پڑ لذت دام و گرفتاری و تشیل درست
جانب دست کشد الفت صیاد و را۔

اکثر درست غصہ و تشیل کی باتیں کرتا ہے مگر دراصل اس کی شکل ایک خفی محبت و التفات کو ظاہر کرتی ہے
اور بعض وقت اس کے برعکس وہ بالکل سادگی اور صبر کے ساتھ پیش آتا ہے لیکن درحقیقت اس کی صبر و جفا کو
اور اس کی سادگی اس کے عتاب کو آشکارا کرتی ہے۔ اس مفہوم کو رونق نے مختلف طور سے باندھا ہے

ایک جگہ لکھتے ہیں ۵

دریں پردہ تبر تو بود لطف نہاں ہو
میشناسم بنظر خندہ نہاں ترا
یعنی میں ترے غصہ کو جس کے پردہ میں مہربانی چھپی ہوئی ہے اس طرح پہچانتا ہوں کہ گویا میں تری
نگاہوں سے تری پوشیدہ مہربانی خوشی کو دیکھ رہا ہوں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں ۶

نکارسن ز کہ آموخت دلستانی را
کہ بر عتاب کمند خندہ نہانی را
اس شعر کا مضمون شعر ماضی کے بالکل برعکس ہے اس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مشوق کی نہاں مہربانی جو عتاب
پر مبنی ہو ایک ادائے دل فریب رکھتی ہے۔ اسی مضمون کے چند شعر اور بھی ہیں جو معنا و لفظاً نہایت لطیف ہیں اسلئے
ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

پیش طفل شوخی عرض عالم کردنی دارد
کہ بر لب خندہ را دشنام سازد ناز نہاںش
مشوور یا س رونق این قدر بیدل نشود
کہ مضمون تسلی با ست نہاں در ہزار بایش
اگرچہ جو عتاب ست باز چنانش
پیام صلح نمیدنجا نہ ہانش
بر دریش شد مقام از ضعفم
دانا با دانا تو ایچھا ہو
عشاق اپنے اُن نقصانات کو جو کجوصل الی مطلوب ہوں گو وہ کہتے ہی مسرت رساں کیوں نہ ہوں بڑی خوشی سے
برداشت کرتے ہیں اور ان کو اپنے لئے نہایت مفید سمجھتے ہیں۔ اس مضمون کو ضرر را داغ لے بھی بڑے بالکل
سے او کا کہ ہے ۵ نظر آتا ہوں نہ اس نرم سے اُٹھ سکتا ہوں ۶ نا تو انی سے بڑے کام لے جاتے ہیں مگر رونق
کا شعر زیادہ نیچرل ہے۔ کیونکہ نا تو انی کو کیسی ہی ہونظر نہ آنے کو لازم نہیں برخلاف اس کے ضعف کی وجہ سے انسان
جل نہیں سکتا۔ جہاں ہوتا ہے وہیں بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ داغ کے شعر میں نا تو انی سے وہ نا تو انی
ہے جو لاغری کو لازم ہے جیسا کہ خلف کہتے ہیں ۵ نا تو انی نے بچالی جان میری جبریں ہو کوئے کوئے دھونڈتی
پھر تکی تضاحتی میں نہ تھا۔ یا ایک فارسی شاعر نے کہا ہے ۵ تنم از ضعف چنان شد کہ اجل حیرت و نیافت ہو
نا از چہ نشاں داد کہ در پیہرین ست ۶ و فیہ ما فیہ

دست در گردن خود یکا تنم از چہ نشاں شوق
چہ قدر با ست کو حسرت ہمدوشیہا
یعنی مجھے ہمدوشی کی حسرت اس قدر ہے کہ اپنے ہاتھ کو مارے شوق و آرزو کے اپنی گردن میں ڈالتا ہوں اور
اس طرح ایک گونہ اپنے دل کو تسلی دے لیتا ہوں۔ ہمدوشی کی حسرت اس سے بہتر یہ ایمیں ہیں بیان کی جا سکتی۔
مضمون شعر بالکل واقعیت پر مبنی بہ شدت شوق و آرزو کی حالت میں اکثر انسان ہرے ایسا ہوتا ہے۔ غالباً مضمون
سعدی کے اس شعر سے ماخوذ ہو گا ۵ کہ بنود لعل خواہ پیش ہو دست تو ان کہ رو باغوش خویشیں ز لبتیں انکی غزل
سے چند تغزیر اسرار ہر قسم کے مضامین کے درج کئے جاتے ہیں جس سے ان کی غزل کا انداز معلوم ہو گا۔

عاشقانہ کو حوصلہ و طاقت گھٹا رہا دماغ
گر بر سر لطف در کم اسے دشمن کی
تا نظر انگندہ سوے کے
خوشن نمی آید مرار و سہ کے
دستے شد بہر خور بندم
بعد رخ ست و مانی ہا
رخ آرد و نظر آید نہ دار می آید
بسادگی حسیہ قدر از توہ کاری آید

عاشقانہ

عاشقانہ

بہر

عاشقانہ

صبا بار دگر رہبر شوی گزنا سر کوشش
دل آشفته خود را غایم نذر گیسو کوشش
ندامت تاجہ باشند مدعائے اتفاقات او
کہ دار و باسماں میل یارب زلف بند
اس شعر کے نوزدوں کر نیکے وقت رونق کی جو مراد ہوگی وہ تو ظاہر ہے لیکن ہندوستان کو پہلے
انقلاب نے اس شعر کو مسلمانوں کے موجودہ خیالات کے مطابق کر دیا ہے جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کے
میل ملاپ کو تنگ کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور اتحاد و اتفاق کی طرف انکی پیش قدمی کو بدعنوانی پر محمول کرتے
ہیں یہ شعر ان کے خیالات کی بھرپور تصویر ہے۔

بزم بے تو ز صہبائے خوشگوار چہ خط
اگر قصہ ہو بود دل ز نو بہار چہ خط
اس زمین میں غالب کا مطلع بھی نہایت پر لطف اور بلند واقع ہوا ہے۔
مرا کہ باوہندام ز روزگار چہ خط
ترا کہ بہت دنیا شامی از بہار چہ خط
کجا بومل میسر شود چہیں راحت
شب فراق تو بردم در انتظار چہ خط
تو اول از ہمہ جام شراب را در کش
بزم باد و چوسا قیست ہوشیار چہ خط
اسی مضمون کے قریب ان کا ایک اور شعر ہے۔
شکر کہ ساقی نہ تنگ و عار نہ ماند۔
سبو بدوش و صراحی بکف پیالہ بدست پڑ ہزار

باد میں از دم سہر دل پر دانہ ہا
خوش بہار سے روز نذر دار و گل بچا شمع
شوق کامل را بنیاد ہیچ حائل و میان
مانع پر دانہ کے گرد و نذر دیوار شمع
در شب ہجرت چہ گویم ماجرائے درد را
سطرے از حال دل ارم بود و دیوار شمع
ز جہیں را شان احوال باطن روشنست
واع دل گرد و دعبیاں از دیدن شمع
نیست قدرے خبر ویاں را بغیر ز غایت
از پر پر دانہ باشد گرمی بازار شمع
می آید آں آشوب جاں از بہر نقل عاشقا
در دستخ خونفشان بگرفتہ دماں دغبل
مستانہ خرامی جو بھن چین آئی پڑ
چمیانہ شکن گرد بسرا چمن آئی
کے دست و ہذا نیکہ در آغوش مکن لی
جان در زم آید اگر اسے سیم تن آئی
رونی بخیالت ہمہ شب دیدہ نہ بند
شوخ مکن نسیم زلف نگار من
اے کاش بچہ بکاش پنج بہ فتن آئی
فہمیدہ نہ قدم بہ شب تارا اند کے
گر ہمیں ست بدنیا شرم باغ و داد
بچہ امید کسے مہر و فانی سازد

تصوف و اخلاق | فارسی شاعری میں غزل کا ایک بہت بڑا حصہ تصوف و اخلاق کے لئے مخصوص
ہے کوئی فارسی گو شاعر ایسا نہیں نکلیگا جس نے غزل کو محض عاشقانہ مضامین سے محض کیا ہو جو نہ رنق نہ
صائب کی طرز میں ہی شعر کہے ہیں اسلئے ان کے کلام میں اخلاقی شاعری کا عنصر معتد بہ موجود ہے۔ صائب
کی طرز کے اشعار اور پر نقل کئے جلائے ہیں یہاں ان منتخب اشعار کو نقل کیا جاتا ہے جو اس طرز سے
الگ ہیں۔

در بلع این جہاں بچہ دل خوش کند کسے
گل ہیچ، غنچہ ہیچ خزان دہبار ہیچ

نہایت
نہایت
نہایت

زنگ عیش بد ہر نیت کہ طفل
از رخ غیر دیدہ می پوشید
ہفت کشور بگفت آدر دوندیدہ
یک شکر بخت در باغ جہاں بیدار
و اخلق رخ کرد و بخت جو قناعت گیری
لقوف ز بار دام حب کہیم نمی توان گفتن

دست حسرت گزیدہ می آید
میر کہ روی کو دیدہ می آید
کاش اسکندر روی بد سے جامی کرد
یا رمحو آئینہ طوطی گرفت از نفس
آنچہ آنکس بنگاہ تور سد نوش موس
گران چو کوہ بود گر چہ بہت یک بل قرض

اس زمیں میں اور بھی بہت سے لوگوں نے غزلیں کہی ہیں مگر یہ قافیہ ان ہی کے حصہ میں آیا ہے، اور
رویف کے ساتھ ایسا دست و گریبان ہے کہ دوسرے مضمون کی نجائش نہیں ہے۔ بل مختلف پول مبنی ہو
جلوہ گاہ آن پری در کعبہ و بتخانہ نیت

قافیہ اور رویف کی سنگلاخی کو ملاحظہ فرمایا جائے اور پھر مضمون کی برجستگی اور طرز ادب پر غور کیا جائے۔
اکثر شعرا نے لکھا ہے کہ کعبہ و بتخانہ در حقیقت دونوں ایک ہی چیز ہیں صرف ظاہری اختلاف ہے چنانچہ حافظ
فرماتے ہیں: چرخ بنگارہ شمع خانقاہ کی ست پر اگر چہ دیدہ و آندہ لگاہ کی ست پر غری کہتا ہے
ہرگز نہ کہ کعبہ و بتخانہ خوشترست، ہر جا کہ بہت جلوہ خانانہ خوشترست، ایک اور شاعر کہتا ہے:۔
مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئی پر ورنہ من ازیں ہر دو مقام آرام۔ مگر رونق نے ان سب سے الگ اہ
اختیار کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کعبہ و بتخانہ کا نام ہی نہ ہو۔ اس کلم کے تعین و تخصیص سے شاید مطلوب کے
پہرہ پر حجاب پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اسکی جلوہ گری کو نہ کعبہ سے علاقہ ہے نہ بتخانہ سے ایسی شکل زمینوں میں
ایسے نقد بہت کم ملتے ہیں۔

شکل میں ست کہ ہمیں شود دشمن من
چو دل تہی ز غیر شود جلوہ گاہ اوست
چو دل تہی ز غیر شود جلوہ گاہ اوست
نمی گنجیدہ ہم ہمشیر در جلوہ گاہ او
گرد و من جانان جلوہ گاہ در عرصہ اسکان
گزر دل دور کہم دورت خاری را
ملو شد از محیط ازاں خانہ حباب
دو عالم فرد باطل بود شب جائیکہ من بودم
تماشا گاہ او دل بود شب جائیکہ من بودم

کلام میں سوز و گداز چو نہ رونق کا یہ کلام جیسا کہ ہم او پر بیان کر آئے ہیں۔ نوجوانی کا ہے
نہو نے کی وجہ جو بالکل بے فکری کا زمانہ تھا اور تاج الامرا کا جد کی صحبت میں بڑے عیش و
آرام سے گزرتی تھی اس لئے اس میں سوز و گداز نہ نظر نہیں آتا۔ دراصل شاعری جذبات کے اظہار کا نام
ہے جو لوگ فطری شاعر ہوتے ہیں جب تک کوئی کیفیت ان کے دل پر نہیں گزرتی، جب تک ان کا دل
کسی چیز پر متاثر نہیں ہوتا، وہ اس کو بیان بھی نہیں کر سکتے جو شاعر جن حالت میں رہے ہیں، ان کے کلام
میں اسکی جھلک ضرور نظر آتی ہے ایک ایسا شخص جسکی عمر عیش و آرام میں گزری ہو، رخ و نعم کی تصویر اگر کھینچی
جائے تو یقیناً اسکو نا کامی ہوگی۔ کیونکہ طبیعت میں جب آمد ہی نہ ہو تو آدہ سے کیا خاک لطف
آسکتا ہے۔ شاید رونق کے پیاں عمر کا کلام ایسا نہ ہو۔ سہلاب غم اور گرہ اب غم انکی جو دو تھوکیا

ہیں انکی نسبت و احصاف نے دکھایا ہے کہ نہایت پر سوز گہی ہیں چونکہ یہ دونوں تنوایاں ولی دوستوں کے مرتبہ میں لکھی گئی ہیں اس لئے ان میں سوز و گداز جو فو کوئی عجیب نہیں۔ زمانہ کی ناقدری۔ فلک کی شکایت، فراق و ہجر، بدبو انکی، مہقراری اور گرہ و زاری کے مضامین، دیوان میں اکثر جگہ پائے جاتے ہیں، مگر ان میں زار زامی اور درد و اندوہ کی وہ حقیقی کیفیت اور برج و الم کی وہ اہلی تصویر نہیں ہے جس کو دیکھ کر انسان دل بکھر رہ جائے اور سننے والا کھلی تھام کر بیٹھ جائے۔ لیکن اس سے شاعر کے کلام میں کسی قسم کا نقص عاید نہیں ہو سکتا۔ حافظ کی شاعری میں کس کو کلام ہے مگر ان کے دیوان میں مشکل ایک آدھ شعر بھی ایسا نکلے گا جس سے سوز و گداز کی بو آتی ہو؛ فوق کو آج کون استاد نہیں ماننا مگر انکا کلام درد و غم کے اثر سے بالکل خالی ہے۔

ہندی الفاظ کا استعمال

روفتی کے کلام میں کئی ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جو ہندی ہیں اور بعض ایسے مضامین بھی انھوں نے نظم کہے ہیں جو ہندوستان کی خصوصیت رکھتے ہیں۔ یہ اعمام طور پر ہمارے یہاں کے شعر کے بالکل برخلاف ہے۔ خال خال ایسے ہندی شعرا نظرائیں گئے جنھوں نے اپنے ملکی خصوصیات، رسم و رواج اور تمدن و معاشرت کو مد نظر رکھ کر شعر کیا جو ہندوستان عام طور پر ہمارے شعر ارتہتہ تو ہیں ہندوستان میں لکھتے ہیں ایران و توران کی۔ بننا سبت تمام ہم روفت کے ان اشعار کو ذیل میں قلمبند کرتے ہیں۔

بدست تو کل ترجم آزد دست روفت را
بگردن تو جہا سے حاصل افتاد دست
ہزار خلعت زرب و جانہ دیبا
بصبح و شام بدوش کبار برپا شد
میانہ کی سواری کی طرف تلخ ہے جو نیت اہل مدول دریں عالم کو جنازہ ساں کچھ صورت بدوش می آید
یعنی اہل مدول مردہ دل ہیں ایسے میانہ میں جنازہ کی طرح کندھوں پر لدے ہوئے آتے ہیں۔

زنگ گوہر اشک روانے
برائے زریہ را و مالہ دارم
ہندوستان کی ہولی اور تقاریب نشاط کی رنگ انشائی کو اس شعر میں یوں نظم کر دی ہیں۔
زنگ نشاط یہ ختہ آمد نکار من
دارم بدست خود ز برائی نثار زنگ
ہندوستان میں رسم ہے کہ جلوہ کے وقت تفارل نیک کے طور پر، دولہن کا منہ دکھانے سے پیشرو لے کو قرآن کھہ لکھ دھاتے ہیں۔ اس سے یہ شاعرانہ مضمون پیدا کرتے ہیں۔

در امید جلوہ رویش ز سبیل گر یہ ام
مصحف نعت دل از بہر شکون آید بر دس
فطرت پرستی معلوم ہوتا ہے کہ روفت کی طبیعت فطرتاً ہی پرست واقع ہوئی تھی یہی وجہ تھی کہ انھوں نے اس زمانہ میں جبکہ خیال ہندی کا چرچا اور خیال پرستوں کا دور دورہ تھا۔ انکی طرز اختیار نہیں کی اور صفائی زبان اور طرز ادبی کے کافی اور سادگی کو پسند کیا اس میں شک نہیں کہ وہ زمانہ کے اثر سے نہیں بچ سکے اور ان کے کلام میں بھی وہ عامۃ الورد و نقایس نظر آتے ہیں جن سے کسی ایشیائی شاعر کا کلام خالی نہیں۔ لیکن مبالغہ، غلو، اغراق، تخیل محض، اور لفظی ظلم جس کو معنی سے کوئی سرکار نہیں اور جہاں ناز میں سرمایہ نازش سمجھا جاتا تھا۔ ان کے یہاں بہت کم ہے۔

چونکہ مدراس ایک زمانہ تک ان کا وطن رہا تھا، اور وہاں کے دریا کا دلچسپ و دل فریب منظر
نظر تھا۔ اس لئے دیوان میں بہت سے ایسے شعر نظر آتے ہیں جن کے مضامین کا استخراج دریا سے کیا گیا ہے؛
کئی ایسی تشبیہیں استعمال کی گئی ہیں جن کا ماخذ دریا ہے؛ کئی ایسے شعر ملتے ہیں جن سے دریا کی خصوصیات
اور نیچرل کیفیات کا پتہ لگتا ہے۔ یہ ایک بین ثبوت ہے ان کے وقوع گو، نظرت پرست، اونیچرل
شاعر ہونے کا، اگر وہ اس زمانہ میں ہوتے تو ان کی شاعری بعینہ میناظر قدرت، اور حقائق و واقعات
کی تصویر اور ان کا دیوان سراسر نیچرل مضامین کا مخزن ہوتا۔ ہم اس قسم کے چند اشعار ذیل میں التفصیل
کے لئے لکھتے ہیں۔

۱، دریا کے شور و غوغا کو وہ اپنی غزل کے ایک شعر میں اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔
فلک از شور دریا نپہ در گوش خود اندازد بہنگامیکہ آرد سیل آب دیدہ و برجوش

۲، دریا کی موجوں سے ایک شاعر مضمون کا استنباط۔
وسعت دلہا و روشن دیدت یاد کرد منیرند از موج چا بر خولشتن خنجر محیط

۳، شاعر انجیل۔
بہر بھر چو رفت آن نگار زریں پوش ز عکس او شدہ ہر رنگ زعفران گوہر

۴، ساحل دریا سے ایک لطیف تخیل کا استخراج۔
کہ رفت بہر تائے آب دریا را ز شوق دیدن اور بساحل افتادہ ست

۵، مبالغہ سی چشم عشق۔
گڑ گاہ دست اور بساحل دریافت پر رے گرد و صد فہا جہ چہ سنا غور آ

۶، معشوق کے لباس کا عکس دریا میں۔
زعفرانی پوشش من گر جانب دریا رو میشود یکسر حیا بش چوں گل صفر و آب

۷، بغیر مینوں کے دریا کی سیر کا لطیف آئینہ سکتا۔
سیر دریائتواں کرد کہ بے ماہ رنے موج آب رواں کا نام ہنگست اینجا

اخیر خصوصیت | اب ہم دیوان رونق کی اخیر خصوصیت بیان کرتے ہیں جس سے شاید اور دو ایک
خالی ہوں۔ اکثر شعر کے ظاہر میں دیکھا گیا ہے کہ ان کو ایک خاص مضمون اور ایک خاص عنوان پسند
آ جاتا ہے جس کو بغیر عہد کردہ اپنے کلام میں مختلف اسالیب اور مختلف پیرایوں سے باندھتے ہیں۔ چنانچہ
میں زندہ و بلب، کے متعلق اسی قسم کے اکثر شعر کہے ہیں۔ اسی طرح رونق نے بھی اپنے دیوان میں سیر
کے متعلق بہت سے شعر کہے ہیں اور اس سے سنی سنی نہیں اور نئے نئے مضامین استخراج کئے ہیں جو اور
دو دین میں بہت کم نظر آتے ہیں چونکہ دیوان رونق کی یہ ایک ممتاز خصوصیت ہے اسلئے مناسب
کہ ان تمام اشعار کو ایک جگہ جمع کر کے لکھ دیا جائے اور محل طلب اشعار کی تشریح بھی کر دی جائے تاکہ ناظرین
کو اندازہ کرنے کا موقع ملے کہ انھوں نے اس نقطہ سے کیسی کیسی تشبیہیں استخراج کی ہیں اور کیا ایک مضامین
پیدا کئے ہیں۔

بایں حیات تنگ مایہ گرم جلال است
نہستی وعدش بر شہر آخندہ نہ تم
فرصت یک دم این قدر جلال
خندہ ام پر شہر ارمی آید
ان دونوں شعروں کا مضمون واحد ہے مگر ہر ایک میں اس خوبی سے بندھا ہے کہ خیال ہوتا ہے
کہ اس سے بہتر چیز ایہ نہیں ہو سکتا۔

شرار آسا دمی فرصت نہ ارم
کہ آغبار مرا انجام کر دند
اس شعر کے متعلق اوپر لکھا جا چکا ہے یہ شعر منتخب اور برگزیدہ اشعار میں سے ہے۔
یہ بے ثباتی اس بزم سے رملہ سوزد
تم شہر آب خواہم بود شرار غرض
شعر کا مطلب یہ ہے کہ اس بزم (یعنی دنیا) کی بے ثباتی پر میرا دل ایسیجا ہے۔ جس جب شراب کی ایک
بوند چا متا ہوں تو سمجھو کہ میری غرض شرار سے ہے۔ کیونکہ قطرہ شراب اسی قدر بے ثبات اور ناپائیدار
ہے جیسا کہ شرار۔ شراب کا فراغ چونکہ آتش ہے اور بوند کی شکل شرار کی شکل ہے، اس لئے اس کی بوند
کو شرار سے تشبیہ دی ہے۔

چہ قسمت رت مرا زل نگہ رونق
بجائے قطرہ سے زبرد شرار قیج
یہ شعر معنیٰ ادیر کے شعر سے بہت قریب واقع ہوا ہے۔
بر باد رفتی گدردی از وطن خویش
اندیشہ پیر و از بلائے بشر است
صاحب کی طرز کا تشبیہ شعری مطلب یہ ہے کہ سفر میں خطر ہے، اس لئے اپنے وطن سے غم
باہر نہ نکالو؛ ورنہ بر باد ہو جاؤ گے کیونکہ پرداز کا خیال شرار کے لئے معیبت ہے۔ جب تک وہ پھر
میں (جو بہتر لہ اس کے وطن کی ہے) رہتا ہے موجود رہتا ہے۔ جہاں نکلا کہ معدوم ہوا۔ یہ تشبیل
جہاں تک پہنچا کرتے ہیں بالکل نئی ہے شرار سے کسی شاعر نے یہ تشبیل استخراج نہیں کی۔

ز سر و جہری ارباب روزگار میرس
دردن سنگ ز تائیر آں شرار نہاند
کاش پیدا می شد سے از بہر دل جاگرد
عرصہ ہستی بجز لال شرارم تنگ بود
یعنی دل کی جو لالہوں کے لئے یہ دنیا کافی نہیں ہے کسی اور دنیا کی ضرورت ہے و شرارم "اس
مراد دل ہے۔ دل کو شرار سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ شرار میں بھی دل کی طرح حرکت ہے، بلکہ اس کا جو د
اُسی وقت تک ہے جب تک کہ حرکت ہے؛ جہاں حرکت ختم ہوتی وہ فنا ہو گیا، یہی حال دل کا ہے جب
تک وہ حرکت کرتا رہتا ہے زندگی ہے؛ جب اس کی حرکت موقوف ہوتی تو بس موت ہے۔ غالباً تشبیہ
بھی نئی ہے۔

بکار آئی گیتی کجا دے فرصت
مستاع عیش بدوش شرار می یث
یعنی دنیا میں کسی شخص کو عیش و نشاط کی فرصت نہیں ہے کیونکہ سامان نشاط شرار کے کندھوں پر
آتا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ وہ شرار کی طرح بہت جلد فنا ہو جائے یا یہ کہ دوش شرار پر ہونی
وجہ سے جل کر خاک سباہ بن جائے۔
آمد بقصد عربدہ دیگر چنگ سنگ
ہیچوں شرار گرفتہ در آغوش تنگ

زندگی کی بے ثباتی
مذمتی
زندگی کی بے ثباتی

مذمتی

مذمتی

مذمتی

مذمتی

مذمتی

آغوش تنگ اس لئے کہا ہے کہ نچھریں چپکاری چھپی ہوئی رہتی ہے۔ جس سے شاعر نے یہ پیشل پیدا کی کہ پتھر نے اس کو اپنی بغل میں داب لیا۔ یہ تشبیہ بھی اتنی کھلی ہے

بہ عشق شعلہ رویش ز میکہ لبریزم
بساں شیشہ آتش شمر ارگہ یہ کنہم

یعنی عشق کے شعلہ رخسار کے عشق میں، چونکہ میں لبریز ہوں اس لئے شیشہ آتش کی طرح میرا رخسار کے سوا کچھ نہیں۔ مطلب یہ کہ بجائے آنسو کے میری آنکھوں سے چنگاریاں جھڑتی ہیں۔ اس شعر میں صرف ندرت تشبیہ ہے کوئی معنوی لطف نہیں۔ اسی کے قریب قریب انکا ایک اور شعر ہے رونق بدل فتادہ آتش کہ دمدم ہزاراں خنکباری خمرہ کار شمر کنہم

مرد آتش خراج من میر گلستاناں ہرگز
چمن مجر شگل شعلہ میگہ دوشہ شبنم

نہایت لطیف اور بناوٹ تشبیہ پیدا کی ہے۔

اب ہنگی کا رم جانے رسید بہر دم
نہایت بلغ شعر کہا ہے جسکی تشبیح و توفیق کا حقہ الفاظ میں نہیں ہو سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ میر کا مومن میں جو گھٹیاں بڑی ہوئی میں اس کو سمجھو کہ جان بڑی ہوئی ہے۔ میری زندگی کا سرمایہ شمر کہ بیچ عقدہ بند ہے۔ پس اگر اس سرمایہ کی گرہ کھل جائیگی تو موت یقینی ہے۔ شمر اگر کی زندگی اسی وقت تک جو جنگ وہ پتھر میں بند پڑا ہے، جہاں وہ پتھر سے باہر نکلا، بعد دم ہوا۔ شاعر کہتا ہے کہ میری زندگی کے تمام سرمایہ اور تمام کاموں کی ہی حالت ہے، جب تک وہ کتھے ہوئے اور بند پڑے ہیں۔ اسی وقت تک موجود ہیں جہاں ان کے الجھاؤ کھل گئے اور ان کے بند کھل گئے تو سمجھ لو کہ وہ نابود ہیں۔ فلسفیانہ اور تصوفی شعر ہے حاصل یہ ہے کہ جو باریں نظام ہر دم کو مفر معلوم ہوتی ہیں درحقیقت ان ہی میں ہمارا نفع چھپا ہوا ہے، جن امور سے ہم کو نائدہ کی توقع ہے دراصل وہی ہمارے لئے سنگ راہ ہیں موجودہ حالت جو کچھ ادیبی کچھ ہر اس کی بہتر حالت نہیں ہو سکتی۔

قصائد رونق نے قصیدے بہت کہے تھے مگر وہ یا تو فراہم نہیں کئے یا تلف ہو گئے اگرچہ اس ویوان میں ان کے صرف دو ہی قصیدہ ہیں مگر انکا دور طبیعت جس قدر قصیدوں کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے ویسا غزلیات سے نہیں ہوتا۔ انکی غزلیات میں اکثر ایسے شعر نظر آتے ہیں جن میں قصیدہ کی نشا پائی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی طبیعت کو بہ نسبت غزل کے قصیدہ سے زیادہ لگاؤ تھا اور قصیدہ گوئی کی شوق بہت رہی تھی۔

گلزارِ اعظم میں ”گوہر“ کے قصیدہ سے چند اشعار نقل کر کے مصنف نے لکھا ہے ”باید دانست دیگر طر حان اور ہم دریں زمین باوے سابقہ نمودہ اند“ اور ایک بعد انکی معاصرین خلوص، ناعمی اور شایق کے جتنے اشعار نقل کئے ہیں اگرچہ قصیدہ کی مصنف ان کے ہاں اس قدر کم ہے کہ اس کے متعلق زیادہ لکھنے اور بحث کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اگر ہم مصنف مذکور کے رباعی پر نظر ڈالیں تو انکی غرض سے اس قصیدہ کے بعض اشعار کا، ان کے معاصرین کے اشعار کے ساتھ موازنہ کریں تو معلوم ہوتا ہے

موقع محل کے لحاظ سے نامناسب نہ ہوگا۔ ذیل میں ہم بھی اشعار کا موازنہ کریں گے جو مضمون اور مقام کے لحاظ سے ملے جلتے ہیں؛ اور ہر ایک شعر کی تفسیر کرنے کے بعد ہم اپنی رائے بھی اس کے متعلق لکھ کر دینگے جس کا فیصلہ منصف مزاج اور نقاد سخن حضرات کے ہاتھ ہے۔

خلوص

روفت

جو آب و تاب سر تکم بہ بیدار شورش ز حسرت در دنداں آن گراں گوہر
بخویش تیغ کشد از طعن نہاں گوہر شدہ چشمتہ صدف اشک سنان نہاں گوہر
نہاں کا قافیہ نامی اور شایق نے نہیں باندھا۔ روفت کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ میرے آنسو کی آب و تاب دیکھ کر موتی اس قدر شرمندہ ہوا کہ صدف سے جو تیش تیغ کے ہے اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ خلوص کہتے ہیں عشق کے در دنداں کی حسرت سے موتی چشم صدف میں چھپ گیا۔ حسرت پوشیدہ ہونے کو لازم نہیں ہے۔

خلوص

روفت

زینہ صافی جاناں صدف کند خبر سے جو آب بستہ شود در صدف گہر گہر
زنگی و بینش می و بد نشاں گوہر ز فیض جاری غرلت و بد نشاں گوہر
روفت کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ معشوق کے سینہ کی صفائی کی خبر صدف دیتی ہے اور اس کے تنگ دہائی کا نشان گوہر سے ملتا ہے۔ تشبیہ نہایت عمدہ اور نیرمل ہے۔ خلوص کہتے ہیں جب بانی صدف میں جم جاتا ہے تو موتی بن جاتا ہے اور موتی غرلت کے فیض جاری کا نشان دیتا ہے۔ پہلے تو روفت کے شعر میں ”کند خبر“ اور ”می و بد نشاں“ کے تقابل سے جو حسن پیدا ہوا وہ خلوص کے یہاں نہیں دوسرے یہ کہ جاری کا لفظ محض بیکار ہے کیونکہ فیض کے جاری رہنے کا کوئی ثبوت شعر میں نہیں ہے ہر حال یہ قافیہ روفت کے یہاں زیادہ اچھا بندھا ہے۔ غرلت گزینی کے مضمون کو روفت نے بھی نظم کیا ہے جو قابل ملاحظہ ہے مدام اہل ہنر گوشہ گیر می باشند کہ منہ زوی ہمارے مستجادان

خلوص

روفت

ز جب مال دل اغنیا شود ناسور ز آہ رخنہ بدل کن وصال گر خواہی
ز رخنہ بہر ہیں یافتہ زریاں گوہر کہ یافت جا بگلے بست ازاں گوہر
ان دونوں شعروں میں رخنہ کا مضمون باندھا گیا ہے۔ روفت کہتے ہیں کہ مال دودھ کی محبت سے مالداروں کے دلوں میں ناسور پڑ جاتا ہے؛ گوہر بھی اسی نے چنڈھا گیا ہے۔ جب سوئی بازار میں پکتا ہے تو استھان میں لائے تیلے اس میں سوراخ کیا جاتا ہے؛ اس سے شاعر نے یہ ٹیکل پیدا کی کہ روپیہ سے گوہر کو جو کہ محبت تھی اس نے اسکو یہ نقصان برداشت کرنا پڑا؛ ورنہ وہ کہوں بندھا جاتا یہی حال بالداروں کا ہے کہ ان کے دلوں میں جب مال کی وجہ سے ناسور پڑ گئے ہیں۔ خلوص کہتے ہیں کہ اگر جھکے نہاد مظلوم کے وصال کی خواہش ہے تو آہ سے دل میں رخنہ کہ کیونکہ اسی وجہ سے موتی نے سینوں کے گلے کے پاس جگہ پیدا کی ہے۔ شایق نے اس مضمون کو یوں باندھا ہے۔

سفر تے زعفران گشت گوشہ گیران را کہ زخمت زعفران فتنہ بجان گوهر۔ اس شعر میں سفر کی بکرا پر ہی معلوم ہوتا ہے اس کے سوا کوئی دوسرا شعر ہے اس قدر مناسب نہیں ہے جس قدر کہ محبت یا آگہ کو کیونکہ ان کو شعر از زعفران کہ نام ہے بر خلاف سہر کے۔

رواقی زہر مال بود ز آمدگی زرد واراں
بہ پیش صاف دلاں قدر ناتوان باشد
بقالب صدق آمد برنگ جان گوهر
کہ حاسے رشتہ کند در میان جان گو
رواقی کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ مالداروں کی زندگی زرد و دولت کی محبت سے ہے اسی وجہ سے موتی صدف میں مثل جان کے رہتا ہے۔ صدف کی قالب سے اور موتی کی جان سے نہایت عمدہ تشبیہ ہے۔ اور پھر کثافت اس سے نتیجہ نکالنا کہ صدف کو موتی سے جان کے برابر محبت ہے نہایت بلیغ پیرایہ بیان ہے، اور پھر پہلے مصرع میں زندگی کا لفظ بلاغت کی جان ہے۔

نامی کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ جو ناتوان ہوتے ہیں ان کو صاف دل ابھی جان کے اندر جگہ دیتے ہیں جیسا کہ موتی کہ اس نے تاکے کو اپنی جان کے اندر جگہ دی ہے۔ اس شعر کا مضمون غیر واقعی ہے۔ محض شاعرانہ ادعا ہے جس کی صلیت نہیں۔ رواقی کے شعر کو لفظاً و معاً ہر طرح ترجیح حاصل ہے کمالاً بخفی علیٰ من لہ ذوق عجمی۔

رواقی بہم رساندہ ز بانے ز رشتہ می سازد
ز جوہر بسیران روشن ست نام پدر
ستایش و در دمان ادبیاں گوهر
نمودہ یعنی ابر کر مہ سبساں گوہر
رواقی کہتے ہیں، موتیوں میں جو ناکا پرویا گیا ہے وہ گوہر مشتوق کے دانتوں کی تعریف کرنے کیلئے ایک زبان پیدا کی گئی ہے جو اس کے چھوٹے چھوٹے موتی سے دانتوں کی چمک دمک ہمواری بڑھ وغیرہ صفات کی تعریف کر رہی ہے۔ یہ شعر حسن تخیل کا نہایت اعلیٰ نمونہ ہے۔ ایسے لاجواب اور لطیف اور نازک تشابہ یہ شعر کو بہت کم سوچتے ہیں اس بیت کو بیت الغزل اور بیت القصیدہ کہا جائے تو ہیچانہ ہوگا۔ گو لفظاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاکے کو زبان سے تشبیہ دی ہے اور اس سے یہ معنی پیدا کئے ہیں کہ وہ زبان حال سے دردناں کے وصف میں رطب اللسان ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس میں یہ خوبی بھی ہے کہ موتی جب تاکے میں پروئے جاتے ہیں اسی وقت وہ دانتوں کے شاد ہوتے ہیں؛ دوسرے یہ کہ گوہر دندان مشتوق کی تعریف خود شاعر کر رہا ہے مگر اس کی اسناد گوہر کی طرف کرتا ہے۔ جس سے مدح میں زور پیدا ہو گیا ہے کیونکہ ہر شخص اپنے محبوب کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیتا ہے اگر غیر شخص کرے گا تو اس کی تعریف جانب داری اور غلط بیانی کے تشابہ سے بھر ہوگی۔ چونکہ یہ مضمون کثافت میں ادا ہوا ہے اس لئے نہایت یہ لطف ہو گیا ہے جس کا اور اک ذوق سلیم پر موقوف ہے۔ اسی موقعہ کیلئے کہا گیا ہے الکنایۃ البلیغ من التصحیح۔ نامی کا شعر اس تالیف میں اسی قدر پست اور کم وزن ہے جس قدر کہ رواقی کا شعر اعلیٰ

پہلے تو نامی کے شعر میں الفاظ کی مناسبت اور موزونیت نہیں ہے۔ پہلے مصرع میں ”پسران“ کا لفظ استعمال کیا ہے حالانکہ گوہر جس سے تشبیہ دی گئی ہے واحد ہے۔ دوسرے یہ کہ مصرع اولیٰ میں کہتا ہے بیٹوں سے باپ کا نام روشن ہے اور مصرع ثانی میں کہتا ہے موتی نے ہر کوہم کے سنے بیان کئے۔ ظاہر ہے کہ دوسرے مصرع میں نام کے روشن کرنے کے لئے کس قدر پھیلے اور کم وزن الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو بالکل اصول بلاغت کے خلاف ہے۔ اسی مضمون کو روفیق نے بھی نظم کیا ہے۔ بخاندان خلف نامور و بدشرف نے فرود منزلت و قد بر جود کاں گوہر پر مضمون ایک ہی ہے مگر روفیق نے کس قدر ترقی دی ہے! ابابو جہاد کے نام کو روشن رکھنا اس قدر قابل تعریف نہیں جس قدر کہ ان کے لئے باعث فخر و نازش ہونا اور اس کی قدر و منزلت کو اپنی ناموسی سے بڑھا دینا۔

روفق

نامی

گداز صحبت شمع ہمیشہ دار دعار
جد افتادہ ز دریا بر اسے آں گوہر
اگرچہ دونوں کے ہاں تو انی مختلف ہیں لیکن دو مصرع کا مضمون اور الفاظ لڑ گئے ہیں۔ دونوں کے شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ موتی اپنی ہلکی جگہ سے نکل آیا مگر وجوہ مختلف ہیں؛ روفیق کہتے ہیں کہ فقر کو مالداروں کی صحبت سے نفرت ہوتی ہے اور عار آتی ہے اس لئے گوہر نے دریائے علیحدگی اختیار کی۔ نامی کہتے ہیں اہل ہنر غربت آشنا ہوتے ہیں اسی لئے موتی دریا کو چھوڑ کر باہر آ گیا۔ نامی کا شعر واقع کے زیادہ مطابق ہے کیونکہ موتی کا گدا ہونا ایک غیر معروف بات ہے؛ برخلاف اہل ہنر جو کہ وہ ظاہر و واضح ہے۔

روفق

نامی

ز آبر و نہ پندم بخوش ننگ سوال
بغور میں کہ تفضل آبر و ہاں کوہر
روفق کہتے ہیں کہ باس آبرو کے خیال سے میں سوال نہیں کرنا چاہتا۔ دیکھو اسی وجہ سے گوہر نے اپنے منہ پر تفضل لگا دیا ہے۔ چونکہ دریائے کالنے کے بعد موتی میں سوراخ نہیں ہوتا، اس لئے شاعر نے ”تفضل پر دھاں“ کی تخیل پیدا کی۔ آبرو کا لفظ گوہر کے لحاظ سے بہت مناسب واقع ہوا ہے اور تفضل میں اور گوہر میں ایک کو نہ مشابہت بھی ہے۔ نامی کہتے ہیں روشن موتی کو جب سانپ نے معشوق کے گیسوؤں میں پرویا ہوا دیکھا تو بہرہ گو بجائے گوہر کے اپنے منہ میں رکھ لیا۔ اس میں شک نہیں کہ نامی نے بہت عمدہ تشبیہ پیدا کی ہے۔ لیکن تھاکر دھالی کی صفت سانپ میں نہیں ہے اس لئے اگر یوں کہا جائے کہ معشوق کے بالوں میں موتی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا سانپ کے منہ میں ہرہ تو زیادہ مناسب ہوتا؛ یا یوں کہا جائے۔ سان لولولا لایہ تبار گیسویش پڑ زہرہ مار نہاں کر دور دہاں کر

شایق فی بھی اس قافیہ کو باندھا ہے مضمون مختلف ہے بدیہ اعرق روی یا زہر حیرت یا زہر شمع کی مٹھت
در دہاں گوہر۔ نہایت عمدہ تشبیہ ہے لیکن پہلا شعر بھی ایک نہیں ہے۔ مطلب شعر کا یہ ہے کہ یار کے
چہرہ کے پسینہ کو جب موتی نے دیکھا تو مارے حیرت کے تاکے کی نگلی منہ میں رکھ لی لیکن جب تک لفظ
عرق کے قبل یہ الفاظ نہ دیکھے دن نہ مانے جائیں و و آب و تاب قطروں یا عرق کا اس وقت تک کچھ معلوم
نہیں ہوتا کہ پسینہ کو دیکھنے سے حیرت کیوں ہوئی جو کہ عرق کا دیکھنا حیرت کو لازم نہیں ہے اس لئے
وجہ حیرت کا حذف کر دینا صحیح نہیں ہو سکتا۔ اگر یوں کہا جائے تو ایک حد تک درست ہو گا ہے
جو آب و تاب نے یار وید از حیرت الخ

رونیق
مال عاریتی نازش تو نگر حیرت
دروں دیدہ مانٹک چوں بود نام
کہ در خزانہ ادب است یہاں گوہر
کہ چند روز بند ریاست یہاں گوہر
قافیہ ایک اور مطلب مختلف ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ایک ہی قافیہ کو دونوں نے کیسا باندھا ہے
رونیق کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ عاریتی مال پر مالدار کیوں اس قدر فخر و ناز کرتا ہے کیونکہ اس کے
خزانہ میں موتی چند دن کا جہان ہے باج ہے کل نہیں۔ نامی کہتے ہیں: موتی دریا میں صرف چند
ہی دن جہان رہتا ہے مگر جاری آنکھوں میں آسو قایم و دائم کیوں ہیں۔ گوہر کا دریا سے نکالا جاتا
اس قدر ضروری اور لازمی نہیں ہے جس قدر کہ مالدار کی دولت کے بعد اس کے خزانہ کا دوسروں کے ہاتھ
پڑ جاتا کیونکہ موتی کا نکالا جانا اور نہ نکالا جانا دونوں امکان کا حکم رکھتے ہیں۔ مگر کوئی مالدار شخص ایسا
نہیں جس کو موت نہ آتی ہو اور اس کی دولت دوسروں کے ہاتھ نہ جاتی ہو۔ درون دیدہ کی ترکیب کھٹکتی ہے
درویدہ کہنا کافی ہے اور اٹھک پر قایم کا اطلاق بھی غرابت سے خالی نہیں۔

شایق
کمال یافتہ ناچیز ارسہ بختیاں
ز درت عہد درم کے شود گہر زری
کہ کہ ظلمت شب فلس مہیاں گوہر
ندیدہ ایم کہ بخشند مایاں گوہر
رونیق کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ ناچیز سیہ بخشوں سے کمال حاصل کرتا ہے کیونکہ ظلمت
شب نے فلس مہی کو گہر بنایا کہ وہ رات کے وقت موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔ شایق کہتے ہیں
مندہ درم سے گہر زری نہیں ہو سکتی کیونکہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ مچھلیوں نے کسی کو گہر بخشا ہو جو
درم کی ترکیب نقل معلوم ہوتی ہے۔ عہد درم کا گوہر زری ہونا کوئی ضروری امر نہیں ہے۔ کیونکہ
ان دونوں لفظوں میں نظر اکر کوئی تلافی نہیں پایا جاتا۔ اگرچہ اسکی یہ تاویل کی جاسکتی ہے کہ
عہد درم سے شاعر کی مراد اس مالدار سے ہے جو بخوش بھی ہو، لیکن الفاظ کی ظاہری مناسبت
جس پر شعر کے حسن و جگہ کا بہت کچھ دار و مدار ہے بہر صورت مفقود ہے۔
اگر جاری رائے صحیح ہے تو اس موازنہ سے ظاہر ہوا ہو گا کہ اکثر قافیہ مضمون کے لحاظ سے
رونیق کے ہاں اگر زیادہ چست اور گرم نہیں بندھے ہیں تو کم از کم برابر تو ضرور ہیں۔ بندش کی

چنگی اور زبان کی صفائی کے لحاظ سے تو انکو اپنے ہمعصروں پر ہر طرح ترجیح حاصل ہے۔ اس کے بعد اسکا یہ دعویٰ اپنے ہمعصروں کے مقابلہ میں نہیں کچھ بیجا نہیں معلوم ہوتا جو انھوں نے اپنی ایک غزل کے قطع میں کیا ہے۔

چنگی کلامت نمی رسد مکرے معاصران تو رونق خیال خام کنند
ہر حال اس بحث سے بیکار آن خیالات کی تصدیق ضرور ہوتی ہے جو ہم نے شعر اے مدراس کے ذوق سخن کی نسبت، اس مضمون کے شروع میں ظاہر کئے ہیں؛ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مخدوران مدراس کا وہ حلقہ جو غلام غوث خان کے زیر اثر تھا مذاق شاعری کے اعتبار سے رونق اور واضح صاف کا مخالف تھا جو کہ یہ دونوں سوائے اہل زبان کے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے اور اسکا مخالف گروہ بیدل اور ناصر علی پر جان دیتا تھا اس لئے یہ ان کو ادا دہ ان کو کم مانتے تھے اور اسی لئے گلزارِ غنم میں، رونق و خواص صفت کے حالات پھر صفحہ ست متعصباً تنقیص کی جھلک نظر آتی ہے۔ اخیر میں ہم رونق کے ان اشعار کو جو بعد میں دستیاب ہوئے اور دیوان میں درج نہیں کئے جاسکے درج ذیل کرتے ہوئے اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

اشعار منقول از محمد غوث خاں صاحب

طاؤس و ہزار و زغن و فاختہ نالد لیکن نہ بدر ددل بیباختہ نالد
آہم جو ہو ائی یہ ہوتا فاختہ نالد دل باختمہ باید کہ بدل باختمہ نالد

منقول از بیاض قدیم

تہ کشی از کفم اے یا گنہگار دامن کہ سرشت رگ جانم شدہ تار دامن
نوبت افتاد بچاک جگر و سینہ و دل شد تمام از کف ایں غمرہ کار دامن

سوز دل در سینہ ام آتش زند چوں نشینم آہ پہلوئے کسے

جدید اضافہ

مضمون مسطورہ الصدر کا تب کو بغرض تحریر پیدا کیا تھا کہ حالات رونق کے متعلق مزید معلومات حاصل ہوئے۔ جبکہ اخیر میں مضمون کو دنیا نہایت ضروری ہے۔ مولوی جمیدی و مصنف نے اردو میں اپنی سوانح عمری لکھی تھی جس میں اپنے آباء و اجداد کے حالات بھی درج کئے تھے۔ یہ کتاب عفیانہ رود موسیٰ میں مولوی عبدالواحد صاحب کے پاس سے ضائع ہو گئی۔ حال میں اسکا

ایک درق دستیاب ہوا جس کے ایک صفحہ پر رونق کا ناتمام حال لکھا ہوا تھا چونکہ اس سے بعض نئی باتیں معلوم ہوئی ہیں اس لئے مناسب ہے کہ یہ کل صفحہ ذیل میں عینہ نقل کر دیا جائے :-
 ویر... جناب (رونق) اپنی فراغت کے عالم میں سخی اور فقیر دوست رہتے تھے۔ آخر سن پیری میں چند سال حیدرآباد میں مقیم رہے سلطان حسین خاں مرحوم کی سرکاریوں کا عطا علاقہ تھا جب حیدرآباد سے برداشتہ خاطر ہو کر حکیم حب الوطن من المملکت پھر وطن مالون کو آئے اور فواید محمد غوث خان مرحوم کے شعر میں داخل ہوئے ان ایام میں جناب رونق ضعیف پیری غالب تھا فواید مرحوم (انے) کمال اشتیاق سے نوکر رکھا۔ آخر چار سال کے بعد تیاری وقت سے لاغراور بیمار ہو کر ۱۹ سالہ ہجری میں رحلت فرمائی اور اپنے باب کے بیٹوں میں کریم احمد شاہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ صاحب اور نوکر اور اہل اللہ سے تقاضا تھا، اور انھوں نے تلمیذ برہان الدین قادری سے بیعت بھی کی تھی۔ رمضان شریف میں تمام روزے رکھتے تھے۔ اور عبادت قرآن شریف کی کیا کرتے تھے اور والدین کو اس کا اجر بخشتے تھے۔ حق تعالیٰ ان کو بخشے اور ان کے حسنات کو زیادہ کرے آمین آمین جب ان کا کچھ احوال لکھا گیا تو کچھ ان کے اشعار کا بھی لکھنا مناسب ہوا۔

مولوی صاحب موصوف کو پاس سے رونق کے انتقال کی ایک تاریخ بھی دستیاب ہوئی جو خان عالم خاں فاروق کی طبعزاد ہے وہ بھی ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

دم واپس عارف الدین رونق
 محبت ان کی اس عرض کے میں قبولے

آیہ شریف کے اعداد میں محبت کے اعداد کا تذکرہ کرنے سے تاریخ محل آتی ہے یعنی ۱۰ سالہ ہجری اس سن میں اوراد و جوسن تحریر کیا گیا ہے اس میں اختلاف ہے۔ لیکن تراویح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ سالہ ہی صحیح ہے کیونکہ گلزار عظم میں لکھا ہے ۱۰ سالہ میں وہ اخیر دفعہ مدراس گئے تھے۔ اوراد پر کی عبارت میں لکھا ہے کہ فواید علام غوث خان کے پاس ملازم ہونے کے چار سال بعد وہ فوت ہوئے اس حوالہ سے ۱۰ سالہ اسی کا سن رحلت ہونا چاہیے۔ لیکن محسن ہے کہ جو تھے سال کے اخیر اور پانچویں سال کے آغاز میں ان کا انتقال ہوا ہو۔ اس توجہ کے بعد فاروق کی تاریخ میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

عارف الدین خان رونق کی زبان پر رحلت کے وقت آیہ شریفہ "فوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد" جاری بھی تاریخ مذکورہ بالا میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔



بسم الله الرحمن الرحيم

مانند شمع پر نور محفل زبان ما
 یک ناله دارد همچو بحر شد دمان ما
 از ناله بر فروخت رخ و لسان ما
 از نقش پای ما برگیری نشان ما
 باشد ز داغ دل جگر کاروان ما
 مهتاب اشک ریخت ز در و فغان ما
 از حلقه های دام بود اشیان ما

شد از شناسه خالق کون و مکان ما
 افتاد بسکه شور محبت بجان ما
 یثابی است آئینه پر د از حسن او
 افتاده ایم در ریش از جویش اشیا
 در راه عشق ضبط نفس رهبری کند
 بشنم بروی سبزه نباشد درین چمن
 ذوق ایسری از عدم آورده ایم آه

<p>در آه و ناله بین اگر ت خواهش گشت اگر بی ادب شویم با غماض در گذر اینهم غنیمت است ازین و چون صد</p>	<p>صد جلوه بهار بود در خسران ما درین خودیست ز گسست ضمان ما پوشیده است نفع و گرد زیان ما</p>
<p>قد رکال نیست درین دهر ای دریغ ربونق تمیم شد بهر اندر زمان</p>	
<p>عکس چشمش دیده آهوکند پیانه را اگر گذر افتد ز راه ناز آن جانانه را هوش را در بارگاه بخود بیمار آهست بخود بیایینک حسن رخ دلدار شد رنج میباشد نصیب مردم صاحب کمال هست در صحرادل مجنون ما</p>	<p>شوخی او لغزشش ستان دهد میخانه را پر تو مهتاب یا انداز گرد دخانه را سنگ طفلان و ربایش عقل شد یوانه را پرده چشمش بشیاری ل فرزانه را پنجه گها وقف پایمالی نماید وانه را آباد این پیرانه را</p>
<p>افشری رونق اگر پا در طریق عشق کن حریر بازوی تو کل بهمت مردانه را</p>	
<p>بفرود بس بین آری اگر آن سرو قامت را برفتن آوری از ناز گران سرو قامت را</p>	<p>ز خنخال تو بر پایی کند شور قیامت را غبار دامن رنگین کنی شور قیامت را</p>

کجا در پیشگاهش ناتوان را رسایهاست
کشیدم جام می و محفل مستانِ خدا فضا
مداں زاهد مرا محروم از لطفِ گنه سوزش
بر آرزید تن تا آخر بخت شود روشن

شفیع خویشتن سازم مگر اشک ندامت را
شکست توبه دارد و در بن گنایست را
که آوردم نیل از بارگاهِ اوندامت را
که دلقِ کهنه گر سوزی بر باخویشتامت را

پیرس انجام کارم جمله تقصیرم گنه کارم
سیه شد نامه ام رونقِ ششامِ علامت را

بود از دوری ساقی بخون غلطیدن مینا
بهرم مانه زنا راست این در گردن مینا
بود قطعِ حلالی عشرت افزای لیسالک
نیکویر که گشت پی زینت صفا مشرب
و چیز از عالم اسباب عشرت انتخابم
صدای شورستان پیش ساقی بر غمی خیزد
ضمیمت میتوان است سامان سرت را
مرا با ساقی نازک دلی افتاد کار مشب
دل پر شورم آتش آورده در حیرتی اورا

ز موج می بود صد خار در پیر این مینا
به پیش قد ساقی حلقه میگرد دتن مینا
هنگام گشتن زمی شد باعث خندیدن مینا
ز رنگ می بجاف سرخ شد بر دامن مینا
زمی پر گشتن جام و هتی گردیدن مینا
که میریزد گنگا هوش سرمه را بر شیون مینا
مرا روشن شد این معنی ز قفل کردن مینا
که داند پنبه را بارِ گران برگردن مینا
که مستی میفراید عاقبت ارشیون مینا

دل پر خون بود آینه وار گلتان رونق
ز رنگ می شکفت آخر بهار گلشن مینا

بسکه از جگر فلک بارش سنگست اینجا ناله و آه و فغان نغمه چنگست اینجا حال سرگشته دلازاتو چه پرسی زنا سایه سرو چو مار سه بنظر می آید سیر دریا نتوان کرد که بی ماه رسد شب بجز آن ترا کیفیتی می باشد بخودی وادی خوخنوار بود عاشق را خامشی کس در جمیعت دلها باشد	سپیل خون دل ماگردش رنگست اینجا میزبانی غمت را چه درنگست اینجا هین آسایش ماگردش رنگست اینجا هر رنگ گل به تنم زخم خدنگست اینجا موجه آب روان کام نهنگست اینجا ناله و آه صدای ف و چنگست اینجا هر قدم راه پر از کام نهنگست اینجا که زو اگر دین لب سازش چنگست اینجا
--	--

بر درم جلوه غزالی دلم از کف رونق
شوخی برق روان رفتن لنگست اینجا

صفای شعر مقدر می دهد نازک خیالی را اگر آرام بجزیر اندک کاشفته حالی را شب بجز تو ای مبروی من از آتش آ	نماید حکرم از شرم آب دیوان زلالی را ز آب گریه ساقی پر کند مینای خالی را برنگ رشته شمعی کنم تا ز بهالی را
--	--

چه پرسی از جای گردش چرخ ترم پرو ز جوش غم ندارم رغبت سیر گشتی پیش آن تغافل پیشه گر طح فغانم	که آخر میکند با خاک یکساں طبع عالی ز آب گریه کم دایم شراب پرنگالی زبان نوحه پیدا هشد و تصویر قالی را
--	--

کجا رونق بقید وضع عالم مبتلا گردد
که کاری نیست با اسباب ندانا اوبالی

چه الفت هست با هم خاطر شد اوبالو بریز خاک طوفانهاست سیل چشم پرخو ز نقش سیم او داسه بی پای آهوان افتد بهر مندان دور سفره پرور مرگ میخوانند مشو غافل ز بچ و تاب سیل گریه عاشق بجز ننگین دی تحصیل زر ممکن نمی باشد	ز تار جاده در پا افکند زنجیر مجنون را چنان سازم جدا از خوشین اینجاست و ازون را بصرای که شوخیهاش جولان او گلگون را غم این دهر اندر خاک افکند فلاحون را در آب اشک خنده پنهان نمودم سین جیون را نشان ننگ خارا میثاسم گنج قارون را
--	---

رخش با مار زلف اوباز بهاست حیرانم
که با این سادگی رونق کجا آموخت افسون را

دیده باز است براه تو شهیدان ترا چه اثر است بدل ناوک مرگان ترا	چقدر ناز بود سر و خرامان ترا بخراشد جگر از شوق شهیدان ترا
--	--

پشت پای است تمنای لـ مشتاقم
 آتش افاد بجانم چو شرار کاغذ
 شوکتِ یادشها ز انبساط کی آرد
 در پس پرده قهر تو بود لطفِ بنان
 مایه دینِ دلِ بهر دو جهانست نشا
 رنگِ روی تو فزاید ز سرشکِ گلگون

سفت از کف ندیم دور و دامن ترا
 دیده ام دو شمعِ پرو عی قافان ترا
 هست سامانِ دگر میر و سامان ترا
 می شناسم بنظر خنده پنهان ترا
 برخ تابان ترا زلفِ زرافشان ترا
 چشمِ خونبار دهد آب گلستان ترا

رونق از دولت دیدار نکردم

هست تائیس گر ناله و افغان ترا

صرف بیدادمی کنیم ترا
 بر درت کرده ایم منزلِ خویش
 گفت چون دید عاشق خود را
 دست در دست دیگر و گوید
 گفت با من رقیبِ بی ازهر
 سینه کاوی من چه میگفت

ناله ای بادمی کنیم ترا
 خانه آباد می کنیم ترا
 زود بر باد می کنیم ترا
 سخت ناشاد می کنیم ترا
 خانه و امان می کنیم ترا
 رشکِ مادمی کنیم ترا

چون گرفتار دید رونق را

گفت آزادمی کسیم را

چه قدر هست سخت جانی ها
 من بقربان بد گمانی ها
 بعد رنج است شادمانی ها
 و امّا با دانا تو انی ها
 از لب خویش گل فشانی ها
 نیست جمعیت از زبانی ها

من دل داده و گرانی ها
 از سر کوی خود مرا نگذاشت
 مدتی شد بجز و خرسندم
 بر درش شد مقام از ضعفم
 بعد مرگ آمد و بنجام کرد
 حرفی از دست خویش کن قلمی

غیر رونق ز کس نمی آید

بندگی با و جان فشانی ها

چشمم گزگنشم ناله واقفانی را
 نتوانست گرفتن سر دمانی را
 دست در خواب زدم لب پریشانی را
 گر فوازی به نگه بے سرو سامانی را
 در غم اشک نهان ساخته نیسانی را
 من که در دید نه هم ناوک فرگانی را

کرده ام گم زنگاه به رخ تابانی را
 خاک بر چپند نمودم دل نالانی را
 شاید این بخت سیه کار بمان بد
 بهنجو یوسف شوی از حسن عزیز دلبا
 خاک صحرا بهر گوهر شده بگر چشم
 نتوانم که نگاه به برگ گل فگنم

شاخ گل مصرع رنگین تو رونق باشد
هست دیوان تو آئینه گلستانی را

دلا اگر طلبی عیش جاودانی را	مده بخاطر خود راه شادمانی را
نگاه او ز که آموخت دلستانی را	که پر عتاب کند خنده نهانی را
بحرف خود دل آئینه میسر دلو	زلزل یار بیا موخت خوش زبانی را
تمام آه دلم بر فلک رسید بی	کجا بجا که شود میل آسمانی را
رقیب غافل چشم تو پر خمار بود	سزاست عاشق بیایا پاسبانی را
با سمان تنگ ظرف کشف راز کن	فراخ حوصله جو بند رازدانی را

بخوبت زشت جهان اختلاط کن رونق
مثال آئینه یکسو بنده گرانی را

بگذر از خویش تماشا می نگارست اینجا	در خزان جلوه صد نگارست اینجا
ره عشقت و بدردی سر کارست اینجا	نشسته باده بخت بران خارست اینجا
میتوان شد بخال رخ او عشرت یار	رهن بر دل بیصبر و قرارست اینجا
در فراغت توان دید ز گلشن حیات	رگ گل آئینه نشتر خارست اینجا
لذت زخم محبت رسد در اهل	صد چمن خرمی و جان نگارست اینجا

شب وصل آمده غافل بنشستی رونق
صد گلستان تما به ثار است اینجا

دوش بلال نه در چمن افتاد مرا	مسی آلوده لبش آمده در یاد مرا
دها ز پر تو سیما می بسته یاد مرا	سیر مهتاب باین رنگ خوش افتاد مرا
بر سر سینه کشم صورت زیبای کی	نوک خار است بکف خامه بهنر اد مرا
ساقی از دست خودم داد می بخود کرد	رو نماند مگر آسیب پر ز اد مرا
لذت دام و گرفتاری دستش در گراست	جانب دست کشد الفت صیاد مرا
نیست چون منی گری جویش ناز و عتاب	لب با فوس گری گری کنی آزاد مرا

میسر و لذت دشنام بسویش رونق
سوخت هر چند دل زار به بیداد مرا

رازها گفت شرم یار بسر گوشیها	سوختم سوختم از ذوق هم آغوشیها
صد خرد جلوه نمانگشته زبیهوشیها	در خمراست نهان لذت می نوشیها
بعد ازین پرسش حال زارم سازد	یادها جلوه یذیر و زفر آغوشیها
دست در گردن خود میکشم از جوش طالع	چه قدر هست مرا حسرت بهم دوشیها
جز ندامت نبود حاصل اسباب بهمان	عرق از شرم کنی وقت گهر پوشیها

عجب را بسکه درین دور بخت گیرند چون صدف شیوه من گشت هنر پوششها

شاد آخر شود از یاس دل من رونق

خنده باشد ثمر باغ الم جو ششها

رنگ می افروزد از سیر چمن خوب مرا آتش گل بادد امن گشت محبوب مرا

خواستم از جام صهبانی حجابی رودید نشه می شد نقاب چهره محبوب مرا

مدعای دل چه خواهم از فلک کین جو گیش در کف دیگر بند از رشک مطلوب مرا

از هجوم غم فروزان شد دل گشته ام اگر به روشن بنیاید چشم یعقوب مرا

بر دل حیران نماید دیده رقت بیثما طاقت دیدن نباشد صبر یقوب مرا

عرض حال سیر از انش تغییر می دد بیچ و تاب افزون کند بند چو کتوب مرا

رونق اندر وصف زلفش می شود پدید آمدن

همچو بوی گل سالی شعیر مرغوب مرا

سوخت دل شعله جداینها کرد گل باغ آشناینها

فرش دایم وزان قدم محروم داغ شد دل ز نار ساینها

می شناسم یقین سلیمان را گشت ذوق برهنه پاینها

خسته خاطر شدم بجزو کجاست آن اداها و در باینها

<p>بندۂ قست خوشنمایها حیرت افزاست این خدایها</p>	<p>کی برویت رسد بباغ گل لاله پرداغ و سرو بی همرا</p>
<p>چون گهر تابقای هستی خویش رونق ما و جبه ساینها</p>	
<p>تیر نبود که مژگان ترا رنگ گل دورۂ دامان ترا هر که بسند رخ تابان ترا ایینه زلف پریشان ترا حلقه گیسو افتان ترا بندۂ از دل شده فرمان ترا</p>	<p>شوخ کردست که چشمان ترا دادم ام از مژه خون فشان رحم بر حال دلم میازد از سیب بختی خود گردیدم هرۂ ماری سیه میدانم لاله را نام که نافه زمان</p>
<p>حیف رونق که نشد هیچ اثر چون جرسها دل نالان ترا</p>	
<p>بستم برفق صد لعل خوش آب ز سنگها آید از فیض خرام او گلاب از سنگها نیست ممکن بشنجد جام شراب از سنگها</p>	<p>در خونم شد میا آب تاب از سنگها از نگاه مست او ریزد شراب از سنگها کز بزم میکشان آن سنگدل ساقی شود</p>

صاف طینت را بود جمیعت دیگر برنج	بر سر دریا شود پیدا حجاب از سنگها
راحتی دارد دل شیدا ز آفتابای دهر	در دماغ من فراید جوش آب از سنگها
شورش مجنون چه مستی ریخت اندر کوهها	میرسد در گوش آواز رباب از سنگها
جلوه گاه آن پری در کعبه و بتخانه نیست	برنج مطلوب آمد صد حجاب از سنگها
نالہ را در شهر و صحرا یک اثر باشد مدام	میرسد از سوز دل بوی کباب از سنگها

رونق از رشک دل سنگین اورقت کند

فصل باران مینماید جوش آب از سنگها

دشتی همچو نیم است ز گلزار مرا	آرزو سخت کشد جانب دلدار مرا
دیده ناسور شد از گریه گهر و ارمرا	چه قدر باست نگر حسرت دیدار مرا
دیدن آئینه ساخته سرشار مرا	بر داز خود اثر ز گس پرکار مرا
سالمها کرد فراق تو گرفتار مرا	میتوان کرد گهی شاد و دیدار مرا
بنخود یه باست مگر سایه نشین خاش	سر کوسه تو بود خانه نهار مرا
آهوی دشت نگه کن که بگردم نه رسد	شوخی چشم کسی کرد گرفتار مرا
حرف حق گویم و اندیشه ندارم از کس	داد منصور خلافت بسر دار مرا
جوش ز دگریه چو داشتند کهم بر ویش	سخت ناکام نمود است دل زار مرا

<p> بمحو آئینه تصویر که بردوش برند چتر ز رین شهبان تکیه ببادست ایدل دود آهیم چو کمان حلقه زندسوی فلک مست گشتیم باعث جمعیت دل بمحو نقش قدم آئینه حیرت بودم شد ز پای دگران صورت رفتار مرا باغ فردوس بود سایه دیوار مرا پیچ و تاب است از ان بروی خمار مرا گر دش طالع من شد خط پرکار مرا و حشت آموخته زونق نگه یار مرا </p>	<p> بمحو آئینه تصویر که بردوش برند چتر ز رین شهبان تکیه ببادست ایدل دود آهیم چو کمان حلقه زندسوی فلک مست گشتیم باعث جمعیت دل بمحو نقش قدم آئینه حیرت بودم </p>
--	--

جز هوای صنی نیست بدل رونق هیچ

چون جاب است تپی خانه زاغیا ر مرا

<p> اگر دشر منده نگاهش مبه کنعانی را تا کجا ضبط کنی خنده پنهانی را بندگی را اثر روشنی دل باشد جاه و اقبال جهان لایق رغبت نبود هست در چاره گرمی و ری حمت مضمهر نیست از دیدن آئینه گزیرش ایدل گرچه را در دل زار است عجب کیفیت نیست و حشت ز دکان زابه کسی میل سخن آتش افکند لبش لعل بدخشان را از دل خون شده بردار پریشان را سجده در گهش افروخته پیشانی را تکلیف بر باد بود تحت سلیمانی را منع فیض است اثر پرده بارانی را از کف خود ندی دامن حیرانی را عزتی شد بصدف قطره نیسانی را ور و دل از شهر طالی است بیابانی را </p>	<p> اگر دشر منده نگاهش مبه کنعانی را تا کجا ضبط کنی خنده پنهانی را بندگی را اثر روشنی دل باشد جاه و اقبال جهان لایق رغبت نبود هست در چاره گرمی و ری حمت مضمهر نیست از دیدن آئینه گزیرش ایدل گرچه را در دل زار است عجب کیفیت نیست و حشت ز دکان زابه کسی میل سخن </p>
---	--

بسکه از شرم رخت ریخته شد رنگت چمن زود بگذر ز سر خاک شهیدان ترسم	برگ گل آئینه شد کشتی طوفانی را چشم زخم است اثر دیده قربانی را
	همزبانی چو نیامد بنظر رونق زار یکطرف کرد ز دل میل سخندان را
رام میخواهی اگر آن بُتِ هر جانی را اکن گوارا بدل غم زده رسوائی را خبر دوستی و عالم همه خوبت گویند زود برباد رود خاک چو گردید بلند جو را فلاح نگر کار مرا و اثر و کن کرد سخنی طیفِ میناست نگر دشمن و جمل از بسکه بود عام درین دور خراب مشکل اینست که بجنس شود دشمن من	یکدم از دست مده عالم تنهایی را دامن از گل شده لبریز شکیبائی را برشتی خونه سرد شهرتِ زیبائی را بندگی محو کند حشمت دارائی را سر مه ام تیره کند دیده بینائی را بشکند سنگ دل گنبد مینائی را هر خری داشته دعوائی سیجائی را اگر ز دل دور کنم صورتِ خارا را
	همچو آن طوطی خوشگو که بدامش آرند کرده ام دشمن خود رونق دانائی را
ضجِ بیار موج زند از قفا سے ما	چون گل شفتلیست بچاکِ قبا سے ما

رفتند در زین همه خوبان دلفریبا	نی بوجی بنجاک نہ غلطہ گداسے ما
در دم زدن فاست طلسم بناغی خاک	کم فرصت از جاب نماید بقاسے ما
رفتیم زین جهان ولی را گذاشتیم	ایں پتیرین خلف بہ نشیند بجاسے ما
در وادی مصیبت عشق بتان نگر	از در چشم آبلہ گرید پیاسے ما
عکس خوش در آئینہ دل نہاں بود	خورشید آشکار شود از صفا سے ما

رونق تمام عمر بھراں گذشت وآہ

یکدم بسر نیامدہ بامہ تقاسے ما

بر شرم کی افکند آس شوخ جانان سایہ را	کز لباس زر کند روح سپر آغان سایہ را
طبع آزادان شود وارستہ از بند خطر	در گذشتن آتش و آب است یکسان سایہ را
از غم بھراں گشتی سایہ آسانا توان	بر زینجا گر گنجدی ماہ کفان سایہ را
صحبت روشن دلاں اکیر قلب عیبہا	چون شعاع مہر سازد دود غلطان سایہ را
بہ رنگ آتوخ گل پوشم چو آید سوی باغ	میکند گویا برنگ شاخ ریحان سایہ را
اختلاط ظالمان دارد خلشہا بیشتر	بجلاوت میکند خار مغیلاں سایہ را

یہہ اور اسکے بعد کی غزل اصل نسخہ میں درج نہیں تھی مگر یہ صبح وطن ہوئے تو اب غلام غوث خان عظم سے نقل کی گئی ہے ۱۲

یابد آسایش برفا و دل مشتاق وصل
بیشتر جویند رونق متشنه کام سایه را

چشم هر کفیش مثل خمستان سایه را آن که پنهان میکند از دور دامان سایه را بر لب دریای سیمی کرد لرزان سایه را شیر باین رعب کی سازد بهرسان سایه را نیست در صحرا نور دی سیم نیان سایه را	مست نازم انگیزد برگستان سایه را سرو قد خویش را چون جلوه بخشد در نظر در بیابان بهری با کوه دار و حیرت میکند افتادگی آزاد از بنه خطر خاکساری خضر راه او مگر گردیده است
---	--

وردماست را چو رونق حرز جان اردام
بر سرش پیوسته نه یا شاه جیلاں سایه را

نال غم ساز کرده مارا محرم را ز کرده مارا نظر انداز کرده مارا همه آواز کرده مارا پرده راز کرده مارا	دل نغم ساز کرده مارا شب که دمساز کرده مارا سحرائی ناز چه نام نهیم ای دل زار چون بحر سلف مرحبا حسن بی نقاب ازل
--	---

بیه بغول تذکره معدن الجواهر مؤلفه مولوی مهدی اصفی نقل گیتی ۱۲

تماشائی شود آئینه حسن مجابش را	آنگاه شود پرده های چشم عاشق ماهتابش را
محال است این که در عشقش او دیم بجای	که باشد نشه از موج جنون جام شرابش را
بصحرای مرا افکند چشم عشوه ساز او	که از خاک شهیدان نگ می باشد سرش را
نهار آلوده چشمی میشود غارتگر بهوشم	که شد گهواره جناب فتنه بیدار خوابش را
زدستم سیر و دل شهوار برق جولان	که از مرگان آهواد والی شد رکابش را
یک آهنگ دلکش مطربستان بهوشم	اگر از ناله و آهست آهنگی ربابش را

دل و ارسته از اندوه غم یارب که دیدم	چو پید گشت طفل از الم آبی کشید اینجا
چه مشغولی سیر باغ و ریحان گل و دینار	ایای شوخ از خون گم گلشن دیدم اینجا

کلید گنج معنی ساختی یارب ز بانم را	ز یاقوت سخن رشک بدخشان کن بانم را
شود که گوش اسرافیل هم از شور فریادم	تغافل بای او کرد این قدر افروغ فغانم را

احوال تیره بختی ما را ز ما پیرس	خال رخ تو آئینه دار نشان
آواره گرد و ادعی عشقم چون غیا	خدا من نگار نباشد امان

یابد آسایش بزیفا و دل مشتاق وصل
بیشتر جویند رونق متشنه کامان سایه را

<p>مست نازم افکند گر برگستان سایه را سرو قد خویش را چون جلوه بخشد در نظر در بیابان همسری با کجوه دارد و حیرت میکند افتادگی آزا د از بند خطر خاکساری خضر راه او مگر گردیده است</p>	<p>چشم هر کفیف کشن مثل خمستان سایه را آن که پنهان میکند از دور دامن سایه را بر لب دریای سیمی کرد لرزان سایه را شیر با این رعب کی سازد بهرسان سایه را نیست در صحرا نور دی بیم نیان سایه را</p>
---	---

در دناست را چو رونق حور جان از دام
بر سرش پیوسته نه یا شاه جیلاں سایه را

<p>دل نغم ساز کرده مارا شب که دمساز کرده مارا سحر این ناز چه نام نهم ای دل زار چون جرس نغم مرجا حسن بی نقاب ازل</p>	<p>نال غم ساز کرده مارا محرم را ز کرده مارا نظر انداز کرده مارا همه آواز کرده مارا پردہ راز کرده مارا</p>
---	---

بہ بغول تذکرہ معدن الجواہر مولفہ مولوی مہدی اصفیٰ نقل گلی ۱۲

تاشائی شود آئینه حسن مجابش را	اکنان شد پرده بای چشم عاشق ماهش را
محال است این که در عشقش دل و دینم بجای	که باشد نه از موج جنون جام شرابش را
بصحرای مرا آگند چشم عثوه ساز او	که از خاک شهیدان رنگ می باشد سرش را
نهار آلوده چشمی میشود غارتگر هوشم	که شد گهواره جنیان فتنه بیدار خوابش را
ز دستم میرد دل شهوار برق جولان	که از مرگان آهواد والی شد رکابش را
ایک آهنگ دلکش مطربستان دهم	اگر از ناله و آهست آهنگی ربابش را

دل و ارسته از اندوه غم یار که اینجا	چو پید گشت طفلی از الم آبی کشید اینجا
چه مشغولی بسیر باغ و ریحان گل و لعل	ایا ای شوخ از خون گمشدیم اینجا

کلید گنج معنی ساختی یارب ز بانم را	ز یاقوت سخن رشک بدخشان کن بانم را
شود در گوش اسرافیل هم از شور فریادم	تغافل بای او کرد این قدر افروغ فغانم را

احوال تیره بختی ما را ز ما پیرس	خال رخ تو آئینه دار نشان
آواره گرد و ادعی عشقم چون غبار	جز دامن نگار نباشد امان

پا بند بر سین و گوید که دشمن زیر پا	بعد قلم آن سنگ سیوفای سنگدل
شمع میداند که آخر هست دفن زیر پا	نیست کس در جا نگدازی مثل آن ثابت قدم

بصرای جنون لب تشنه ام آبی نمی حوا	لب خشک مرا سیراب می سازد سرب اینجا
-----------------------------------	------------------------------------

بر دیفت بار

نمیدانم چرا شد زرد رنگ با تبار مشب	اگر آمد گلشن شمع رویش بحجاب مشب
بتا شیر گاه چشم مست آتش خوشه	زهر اشکم بطغیانیت صبح شراب مشب
رواج از بس گرفت از دور چشم نشسته بجاش	که ریش خویش را از می کند زخواب مشب
مگرافا و عکس شوخی مرگان گیرایش	اگر باشد ماه چون کد داب اند خضاب مشب

صریر کلک رونق واکند گلهای معنی را
معطر شد مداد خامه او چون گلاب مشب

ناز مرفت دل دیوانه جاب	بر بام بحر یافت بنا خانه جاب
آئینه فلک شده خمخانه جاب	جام جهان نماشد پیمانه جاب
افاق و عکس عارض نرنگ او مگر	طاووس جلوه شده پیمانه جاب

❖ منقول از تذکره گلزار عظمی ۱۳

<p>ز دشت پاگوهر و سرمایانجی چون لختی زغیر شود جلوه گاه است هرگاه وصف لعل در افشان یار کرد</p>	<p>شرمنده ام ز بهمت مردانه حجاب ملو شد از محیط از آن خانه حجاب شد رشته دار لعل و گهر دانه حجاب</p>
<p>روفتی دلم گرفت بصحرای بعد ازین آرم بدست گوشه ویرانه حجاب</p>	
<p>عکس آن لعل شراب آلوده افتد در آب گریه چون آید ترا از ناله یار هیز کن پر قوی افکند شاید بر و خمدار او هر که پاس آید و دارد دنیا میزد خلق گرنگاه مست در ساحل دریافت زعفرانی پوشش من گر جانب در یارو</p>	<p>جای نیلوفر دیدیم گل احمد در آب میشو مضطرب نفس خواص را بر در آب بچ و تاب موج در یاشت چون خنجر در آب غرق گردیدست ازین باعث مگر گوهر در آب پر زمی گردد صد فها جمله چون ساغر در آب میشود بیکر جایش چون گل اصف در آب</p>
<p>اگر رود در باد شور ناله های غریب بسکه ملو شد چمن از ناله های غریب در حقیقت ناز معشوقی نیاز عاشقی است</p>	<p>اگر شن باشد گل پی سمع صدای غریب از بهوب بوی گل آید نوا ی غریب در گلستان برین گل بهت و پای غریب</p>

عشق در آغوش خود سرسبز دار و سن را	گل سریر آراست از فیض نای غنایب
ارتباط از بسکه میدارند با هم در میان	آشیانی ساخت گل خود را برای غنایب
ناله عاشق کفد غمخواری جان حسرت	نیست خیر از آه و زاری آشنای غنایب

سکب گوهر بر پای نخل ازین مشب	میدهد جلوه مهر و مه و پروین مشب
خون گل میکند از سیل سر شکم طوفان	دیده ام دیده بخواب آن کف نگیل مشب
رشته دار و رگ گل گشت سر پای تنم	بهم آغوشی آن ساعد ز رین مشب
بهر بابوس تو ای غارت آرام خیز	پردۀ دیده نهادم بجه آینه مشب

بجو برفت برو دت همه تاثیر در آب	سرو مهری فلک ریخت طباشر در آب
تیغ ابروی کسی کرد چه تاثیر در آب	جنش موج بود جوهر شمشر در آب
نظرش را بدل زار عجب کیفیتی هست	میشود طافه تماشا چو فتیر در آب
دشمنش از نخل آه دل محزون کس	لکشاں گم بغلک گشت چو زنجیر در آب

از چه کیفیتی است

رویف نام

کفِ خانی او ساغر شراب گرفت صبا بصرین چمن از رخس نقاب گرفت چو دید ریزش اشکم بدامن گلشن ز آه سر در مذاوق بر بط و چنگ است بفصل پیری خود دل چو عیش او در زید حنای بخت خوں باغ من نکر ز سینه دلم بر دوز و غمزه او	می از بهار کفش طاف آب و تاب گرفت تمام روی زمین را به ماهتاب گرفت سحاب را عرق خجسته در آب گرفت دلم ز ناله خود عشرت را باب گرفت ز سبز رنگ خشن نوحه خضاب گرفت ز دست یار دلم لذت شراب گرفت که طفل اشک بدنبال او شتاب گرفت
--	---

ز رنج گردش لیل و بهار یافت نجات
چو رونق آنکه بدل آنست از کتاب گیت

تا پای تو خار رنگ قد موی ریخت مسی آکوده لب یار چو آمد به خیال رفت بر باد فاش و شش این دیر چرا بسکه از داغ تو سر تا قدم بریز است زده و ناله چشمش بدل من بشخون با کراں کار سبک را نیفتد که بلال	نخت دل خوں شد و از چشم زما یوسی ریخت پر تو شمع بکاشانه ما طوسی ریخت عاقبت سر مه بکام و لب نا قوسی ریخت اشک من آب رخ گلشن طاو سی ریخت حیف کس فتنه از این گشته چا سوسی ریخت بر فلک پیکر حمالی مع کوسی ریخت
--	---

عشق زان آتش جان سوز که پنهان میداشت جاه دنیا سپر تیر قضا کے گرد	شرری بود که بر صبر دل موسی ریخت عاقبت فوج اجل بر سر کاوسی ریخت
--	---

شمع رخسار در آمد چو به محفل رونق
طرح مینا پئے پروانه فانوسی ریخت

در خونِ دلم تازدهاں سیم تن انگشت از بکه بود موج تیر ز رخت شمع سرمایه بخت ترا شربت آفاق تا بر و صبا بخت زلفت زده از شک تا ریخته رنگ خرام قد رعنا تا رنگ سخن ریخته لعل تو به محفل	دار و چمن از عسچ کل در دهن انگشت چون خار ز حیرت شده یکسر بد انگشت دار و زنده امت مه نو در دهن انگشت در دیده ز مونا ف مشک ختن انگشت هر جا ده باغ است بحشیم چمن انگشت بر چشم زرگ داشت عقیق مین انگشت
--	---

برگشتن رونق پئے اثبات شهادت
گر دیده بد امان تو هر بهر سخن انگشت

برنگ کافور نگین داغم تازه خشکست لعل بزمست گرم از آتش رخسار به ساق شب از حسرت بهای آن لدا گر یام	بسان لاله گلزار داغم تازه خشکست که همچون بهتاب شبای داغم تازه خشکست بیاد لعل رنگش چو داغم تازه خشکست
---	--

بود ویرانه دل از خیالش ز نیست آباد	که مانند فضای چرخ را غم تازه و خشکست
نرخ نیز نگ جانان تا بچشم آمده رونق	برنگ دیده سرشار با غم تازه و خشکست
<p>عاشقان را نه فقط طالع ناساز بلاست غمزه از یک طرف آراسته فوج خوریز خامشی پیشه خود ساز که مانند جاب بمچو سایه بره عشق زین گیر برو مطرب باد که شان بدول زاهد را صلح و جنگست ز حرف تو عیان دل من</p>	<p>دل بلا دیده بلا گریه بلا را ز بلاست نه همی عشوه آن دلبر طراز بلاست اندرین بحر فنا جنبش آواز بلاست که درین داد آتش زده پرواز بلاست شوخی نفسم ملا دم کشی ساز بلاست سخن تند بلا معنی انداز بلاست</p>
شد برو از دل رونق به نقش و نگار	بمحو طراوس بخود زینت و پرواز بلاست
<p>پیرهن تاب به قدش طرح هم آغوشی ریخت گل خورشید بهوس کرد که جانش گردد دل تا صف برد از کم شدن قطره اشک فلک از کاکشان رشته گل می آرد</p>	<p>خار حسرت بدل گل زالم جوشی ریخت تا بگلشن بشل الفیت میوشی ریخت بمچو آن کیسه گوهر که زبیهوشی ریخت تا بخاطر بت من حسرت گلپوشی ریخت</p>

<p>ظرف زاهدان شود صلاحت نداشت بیشتر گشت تغافل بگناه و شوخت</p>	<p>جام می از کف ساقی بفراموشی ریخت دگر گوش تو چه اسرار بر گوش ریخت</p>
<p>الفت آمد بجهان باعث زحمت رونق شاخ گل در چمن از آفت همدوشی ریخت</p>	
<p>بیسرفه ز غفلت بکف پای تو خاست دریا و تو هر ذره بخور شید و چار است از غیر نبیسنند چو دفا سوسن آمد اندیشه نظاره ز کس نیست رخت را از منت پیر این اسباب چه پری زاهد تو و گلزار نعیم و من و آسپه بر باد شوی گر بروی از وطن خویش چون عامل مغرول که در بند نشیند</p>	<p>در پرده گل چون نگر می جلوه یار است چون دگر غم غنچه دل و جان بار است ناخن ز لطافت دل بصیر قرار است حیرت زده حسن تر اویده نگار است موبرقن ارسته دنیا همه بار است اینجا بدل خوں شده غم سرو کار است اندیشه پرواز بلای بشرار است برداشت سری هر که بعالم همه خوار است</p>
<p>در دام محبت همه عالم شده پاسبند رونق دل آنشوخ چه یال بشکار است</p>	
<p>شهید ناز ترا یک جهان تماشا نیست</p>	<p>بجیر تیم که حسن ترا چه زیبا نیست</p>

<p>نگاه شوخ ترا بس که جوش رعایت مجوی صحبت کس گرفتار غمتی خواست چو شمع داغ دلم پر توی همی گیرد گفت که دل ناتوان بدست آری دل آب شد بغم و مایل شکست بایست که راحت دو جهان در لباس تنیست نگار ماه رخ من محفل آرایست شنیدن سخن دوستان ز دانا نیست بگرد و پیش و دو خلق همه محسنون بگرد بدیده دل عزتی بر سوا نیست</p>	
<p>بفیض حضرت آگاه کلک رونی بگلزمین سخن در بهار پرایست</p>	
<p>بد و در ماه رخام چه مشکل افتاد است نگاه شوخ تو از بس که قاتل افتاد است بهر کجا که رود از نیا ز عاشق او غبار را بنود این قدر رسائی داد که رفت دل ز کف و خواهرش دل افتاد است بهر کجا که به سینم بسپار افتاد است چو سایه در قدش تاب منزل افتاد است نگاه قیس بدنبال محل افتاد است که در چمن بخت گل مقابل افتاد است ز شوق دیدن او سربا حل افتاد است</p>	
<p>بدست تو گل زخم آرزوست رونی بگردن تو چو بار حمایل افتاد است</p>	

یک جلوه می‌توان که بتجانه التماسی است در بزم باد و نوشان بی روی و لغت از زلف پیچ در پیچ زنجیر کن بپاش در شهر نیست وسعت یک آره نار سارا بر چاک دل نظر کن از مدتی به پیش از بکه آب دارد در یاد آن پرورد	نازی صنم بچشم مستانه التماسی است مینا بگریه آمد پیسانه التماسی است ای نازنین ستم جو دیوانه التماسی است ای ناله شعله برکش ویرانه التماسی است از جوش بقیراری این شانه التماسی است با اشک بقرارم در دانه التماسی است
--	--

روقی بحفل آمد آن شعله روی سرکش
با آه آتشینم پر دانه التماسی است

رغبتی گز نه ز مژگان و لازاری هست در عدم نیز بخاطر هوس یاری هست ناله آبسته کنم مرا سآید سخن تشنه چرا هست نگاهت کافی اشک در دیده ام آئینه صفت شد چو از شعاع است چرا رشته زنجیر به پا شبهت جلوه روی تو دهد دیده کجا	در دل از رشته انفاس پنازی هست بدل خفته ام میل جفاکاری هست که درین سینه زارم دل بیماری هست عشو کن اگر تو خواهش پیکاری هست چقدر مایه لم حسرت دیداری هست گرنه خورشید بعشق تو گرفتاری هست و نه صحرا بهم دریا و تو گلزاری هست
--	--

سرما بچو کبر بر تن ما باری هست	حال دستار چه پرسی بفراق دلدا
رونی آید بنظر تخت شاهی چون سنگم	چتر مشکین بزم سایه دیواری هست
<p>تا توانی در رهش مارا پیش پا گذاشت یکی در وادی تنهایم تنها گذاشت یادگار آتش فساد در خار گذاشت عرض امروز من بیات بودا گذاشت از جفای دو گیتی نیست کس را و گذاشت بارها هر چند از اغماض بنداز پا گذاشت عشوه در کار برد و پنبه برینا گذاشت چون بن افتاد فبت ساغر صبا گذاشت</p>	<p>بسکه نازش بار غما بر دل شیدا گذاشت آن نگار افکن قدم در عرصه صحران گذاشت سوز دلهای پریشان را اثر باقی بود دیگران را کام فردا داد امروز از کرم از زمین تا آسمان یک حلقه دامت بس الفت صیاد می آرد مراد در دام او کفتمش از شورش مستان ما غم میرود داد اهل بزم را جام مکرر ساقیم</p>
وخت مجنون بود رونق بصر اما بخت	چشم پوشید و بجای خویش آهوا گذاشت
<p>مایه صید و دوا عالم را میب کردنی است بوی مشک نافه را بسیار رسوا کردنی است</p>	<p>انفعال یکی بایم متشا کردنی است حلقه های زلف را جانان مگر واکردنی است</p>

رفته در ویرانه در انتظارش می‌گشتم دست اندر حلقه زلفش زخم مشب بستی تا شود آگاه از کیفیت نازک دلاں زاهد افسرده را یکره توان بدون زخوش نیست اندر عاشقانت اندکی بویی فا گر تماشا مینائی چاک گل بار ابرسغ	عرض حال دل‌هرا بادوست تنها کردنی است نشسته دیوانگی باراد و بالا کردنی است سنگ دلمای ستاں را همچو مینا کردنی است آں نگار نازنین را محفل آرا کردنی است باز مجنوں را بجا کش رفته احیا کردنی است دلبطاعت را باراجامه زیبا کردنی است
---	--

نیست در عشق بتاں رونق بجز ناکامی
الفی باطلماں خون تمنا کردنی است

دیده ام حسن‌ریشانی بسا مان گل است گر متاع نخت دل خواهی بدو کان گل است آه روشندل کجا بایتر گه یال شود ایک نفس باشد بقلب عاشق و معشوق را سینه چاکان عدم را شورشی باشد دم گرم جوشیهایی ایناں را نباشد فحش باغ را چون بگرم یک دیده حیرت بود	دو گلستان دست چاکمی هست و اماں گل لاله اندر باغ آتشهای افغان گل بر فلک رنگ شفق دو و دیر افغان گل در حقیقت ناله های بلبلان جان گل غنچه در صحن چمن گرداب طوفان گل گل بود و همان باغ و رنگ همان گل گل بخود حیران و شبنم نیز حیران گل
---	---

دیدن گل عاشقا ز یاد رویت میدهد	بر دل زارم بجران تو احسان گل است
--------------------------------	----------------------------------

می شود رونق هجوم بلبان چون بی گل	
آه مادر یاد رخسارش ز خویشتان گل است	

دوشن محفل او آه شرر بارم سوخت	آب هر چند شدم جوشش دلازم سوخت
در برم آمد و از گرمی بسیارم سوخت	از فلک شکوه ندارم که دلازم سوخت
سوختن را بدلم منت دیگر باشد	راحتی هست که آن یار بخاکارم سوخت
که بجران تو سوزم نبود هیچ عجب	مشکل نیست نگر لذت دیدارم سوخت
سالنا شد که بدروازه باغم محروم	باغبان رحم دل از حسرت گلزارم سوخت
آتش دل نشود گاه به تسکین مایل	چون نشستم بدش سایه دیوارم سوخت

حیرت حسن چه نیرنگ نماید که چو شمع	
نشدم آگه در رونق همه دتارم خست	

تا زخمش بخاطر اندوگین نشست	گردم بدامن فلک هفتین نشست
تا حسرت لبش بدل انگین نشست	چون شمع سوخت ز آتش شک و خیز نشست
افروخت تا عذار تو شمع بهار را	پروانه گشت مهر و بکروش قرین نشست

<p>خلوت - جام می گلبه فی در کار راست دبری گر نبود دشکنی در کار راست بنگر از غور که حسن کفنی در کار راست</p>	<p>در فراقم نه هوای چینی در کار راست در فن عشق به تعطیل نمی باید زیست در فراغت بفرست تن عریان پوشی</p>
<p>ردیف ثناء</p>	
<p>آنکه صدمه بدهم کند آزا و عبث پیش موی مژه ام خامه بهزا و عبث بر سر سنگ تو محنت فرما و عبث در دل من بهوس عشق تو افتاد و عبث چندای شیخ کشی ز محبت او را و عبث بر من زار کنی این همه بیداد و عبث</p>	<p>ایل الفت او شد دل نا شاد و عبث با ننگ و غضبت خنجر جلا و عبث کاش بر صفه دل صورت شیرینستی بی وفا هستی عالم همه نالان تواند نیت جز دیده تر لذت کوثر حاصل میتوان از نگهی کار مرا آسوده کرد</p>
<p>نیت رونی اثری در دل سنگین هیچ میکنی بهر چه شبها همه فریاد و عبث</p>	
<p>شانه شد گسار بازلف پریشان الغیاث</p>	<p>میشود آئینه همز انو بجانان الغیاث</p>
<p>معادن الجواهر سے نقل کی گئی ۱۲</p>	

می طبدول در برم از در و بجران النیاس	جز امید وصل نبویج در مان النیاس
استین در دست دیگر میرود خدا نیا	میکشد از دست این آواره و اما النیاس
سوی من چون بگر و چیں بر چین خود زند	میشود خرم بدیدار رقیبها النیاس
کل پریشان لاله پر خون سرود حیرت بود	یکدل خرم نباشد در گلستان النیاس
میرسد فصل گل بر باد و من در حیرت	با یکی باشد سرم اندر گریبان النیاس

نیت خرفیاد و رونی چاره در دلم

بست جمیت ده آشفته حالان النیاس

ردیف جیم تازی

عارض روشن و نیت بافتان محتاج	خلج نور و زنباشد بچراغان محتاج
دل حیرت زده با گریه کجا پردازد	نشو و گلشن تصویر بیارای محتاج
لب لعل تو چرخ امت پان بردارد	آتش لاله نگردد بد اما محتاج
جام می نیست غرض شیفته چشم ترا	محو روی تو نگردد و گلستان محتاج
منعمان بپرگه امت غیری کشند	بجز از بهر صد فگشت به نیای محتاج
ساقیا سحر لبسریز من ده نشود	چشم گریان بسوی پرچم ران محتاج

غنچه سان و اشو و از خویش دل من رونی

عقدۀ خاطر من نیست بیا راں محتاج

بکشد اندر سرشت این گنبد و ارج خوبتر از راستی گرد و ز وضع یار کج میشود کج و بسوی راستی رهبر دمام کج کلاه بی میکند بر مسند خود از غرور میشود دل محو عشق کج کلاه بی اشبم عشق را لازم بود پیوسته بهمرگنی خشن	کهکشانش کج ماه کج عقب کج و رنق کج چون گذارد بر سر خود طره دستار کج حلقه آید راست باشد گرچه در پرکار کج بیشتر باشد ز بس در طینت زرد ارج کج بر فلک پرواز کرده آه آتشبار کج میکند بکبل ز وضع شاخ گل منقار کج
---	--

ظالم آخر میشود رونق نخل از جورش
میشود از درد اندر پا خلیدن خار کج

رویف جیم فارسی

تکیه نشد بگریه دل بقرار هیچ خواهم کی بنا و کمرگان او زخم دارم تا فلک بچه تشبیه او دهم در باغ این جهان بچه دل خوش کنده سویم رسید یار و ندامت همی برم	از لیل اشک هم نه نشست این غبار هیچ دل را بهی ز غم نکند نوک خار هیچ شد زخم گل مقابل جان نگار هیچ گل هیچ غنچه هیچ خزان و بهار هیچ جز دل نامده است برای نثار هیچ
---	---

در بستن شکم آتش طسنگی بود
این توبه بخت چو بیان یا نه هیچ

رونق بغیر آه نداریم ساز و برگ
بخسوز دل مانند متاع شراب هیچ

رویه حار

در فراق ببردیش اشک ریزانم چو صبح
زخم دل به شد ز موی زلف میازد رفو
شد دل من آنقدر روشن به فیض عشق یا
نا توانی مانع نظاره رویش بود
خوایم هر چند تا در پرده دارم ستر خویش
نیست تاب و طاقت ببرد شدن از دام او
گل کند خورشید از چاک گریبانم چو صبح
رشته خط شاعی چاک دامانم چو صبح
منظر انوار آس خورشید تابانم چو صبح
دست و پا گم کرده شوق گلستانم چو صبح
از صفای لعل عیان شد راز پنهانم چو صبح
بسته زنجیر آن لعل ز رافتانم چو صبح

هر که می بیند مراد دل چاک میازد بغم
نیست غیر از نخت دل رونق ببا نغم

بدست خویش اگر گیری ای نگار قدح
بیا به محفل رندان بدست آر قدح
کجا علاج فراقش به میکشی آید
شود ز روست تو آینه بهار قدح
بانظار تو گردید چشم زار قدح
به ببرد دست فزاید مرا خمار قدح

بیابان محصل ماز اهد اندک دار	برای غارت هوش تو انتظار قبح
بنوش ساغری گر که ورتی و آری	بفیض بادیه برد از دلت خبار قبح
دیکه روی تو از بادیه بر فروز نگ	ز جوش شوق کند خویش را ناثر قبح

چه قیمت است مرا از ازل نگر و نوق
بجای قطره می ریزد دم شرار قبح

ردیف خا

میتوان گشت بصد بار به جانان گستاخ	نتوان حرف زدن که به رقیبان گستاخ
دسترس نیست چه سازم من بچاره غم	شانه گردید با تزلزل پریشان گستاخ
پشت پامیزد از ناز و عتاب آشوخم	گر بگیرم برهش گوشه دامان گستاخ
دور باش مژه گر مانع جرات نشدی	چقدر میشدم افسوس کبابان گستاخ
بچه تدبیر در آغوش من آید آسوخ	بخش و انتوان کرد چو مرغ کاه گستاخ
بیج و تابی بدش گر نشدی از من زار	میزدم دست بر آس کامل بجای گستاخ

اگر رسد فصل بچار از سر عشرت روق

میشوم باز بد لب گلستان گستاخ

ز جوش نشسته صبا تراست چشمان سرخ	مرا از قطره خونایا شک مرگان سرخ
---------------------------------	---------------------------------

<p>بخون دیدۀ عاشق کرده رنگین چه رشک است بهم حن خوب رویا ز چگونه خون شود در کفش دل عاشق چگونه سرخ نه کرد در رخ تو در خوابان ز تاب روی تو خاموش گشت آتش آه</p>	<p>وگر نه این قدرت از چه گشت اماں سرخ که گشت رنگ رخ یار در گلستان سرخ خانی بخت او کرد گوی و چو گان سرخ که تکه سرخ قبا سرخ هم گریبان سرخ پیش مهر کجا میشد چهر افان سرخ</p>
--	---

کدام شوخ دلت میبرد ز کف رونق

که باز دیده زار تو شد بهیچان سرخ

ردیف دل

<p>گر بخیل صفت تیشه فرما و کنسید چون گاه بی بخت بر گل و بشتاد کنسید عاشقان گر بخت خواش گل گشت بود گر بجا طهر و سبزه پایش باشد بعد مدت دل او مایل تصویر یافت نامه مرگ رسید است ز درگاه عدل</p>	<p>سینه چاکان ز سر ناخن بیا و کنسید از رخ و قامت و لحوه کی یاد کنسید لاله در باغ بینید و دل بشاد کنسید خویش را در سر کوشش همه بر باد کنسید زود موی مژه را خامه بفراد کنسید چشم پوشیده بفرمان اجل صا و کنسید</p>
--	--

پھر رونق با سیری به خرم بشید

درفس نیز د عا در حق صیاد کنسید

اگر بیداری بخت تو زاهد یا ورت گردد	بسوی گوشه میخانه ساقی رهبرت گردد
گو ارا نیست بال افشانی نامحرمی میت	دل دیوانه ام اکنون سپند محرمت گردد
نمایم تخته یا قوت صحن آستان را	که بال افشانی دلمای پرغول ورت گردد
غور و رجاه دنیا نیست شایان قوای منم	که بر باد زوال این مایه کز وفرت گردد
تواضع پیشه کن کراوج دولت را بباخو	که بچون نقش پاروی زین فزائرت گردد

ز خون خوشتن رنگینا رونق تو داهش

که در روز جزا بر قتل او تا محضرت گردد

لبش از متدی پان غنچه نیلوفری باشد	بستم حسن او را در ملاحات پروری باشد
بت غارگر بهوشی بن در دلبری باشد	که نقش پای او آینه حسن پری باشد
بلاگردان جنش شد ز دست مهر و مه گردد	هلال اندر کف او حلقه انگشتری باشد
بپیش قامتش سر دسی خم گشته از حیرت	بشوق عارضش گل محو پیراهن دری باشد
کجا موج کمر آئینه تکلیف او گردد	زین بوس حسنم یار من یکب دری باشد
هوای بوسه اش در عرصه امکان نمی گنجد	بهای رونمایش صبر و جان مشتری باشد

خواب افاد رونق خانه دل چون خم صبا

گناه ساقی مابسه در غارتگری باشد

چو گرد باد بحشم بجز غبار نماند
بغیر دیده ماهیچ آبشار نماند
در و ن سنگ تاثیر آن شرار نماند
بغیر سیل شرکی چو آبشار نماند
کشد چشم گل و موسم بار نماند
هزار شکر که ساقی به ننگ عار نماند

ز بسکه گریه دل را دمی تسرار نماند
نشان فصل گل از جور روزگار نماند
ز سر و مهری را باب روزگار پیرس
که اخت آتش بهر شش مرا که ازین من
خمیر مایه این بنام عبرت و الم است
سبوح و شمس و صراحی بکف پیاله بدست

ز فغین پر مغنا رستم از الم رونق

بعتل و هوش مرا هیچ کار و بار نماند

دل سوختگان طرف بهار است بهینید
جانان که سر گرم گذار است بهینید
خندیدن گل بر سر و دار است بهینید
بر تو حسن شوخی که سوار است بهینید
یاران بزمین چه خار است بهینید
بنی پردگی او بچه کار است بهینید

هر داغ دلم رشک شرار است بهینید
عالم همه آغوش دکنار است بهینید
در گلشن سکان طرب و عیش غم افزا است
گردیده او سر مه کشیده آهوست
نه شیشه افلاک بیک جرعه کشیدم
در پرده چو بوده دل عاشق همین برد

ای بی بصران اینهمه یار است بینید اندر دل بر شمع چه خار است بینید	هر کس که دوچار است درین کشور خوب بهر چند که پروانه فاکت بیک دم
صفا و چو بلبل طبله از شستن رونق در وادی عشق این چه شکار است بینید	
کجاست دامن آلوده و کجا فرما د ز رشک باز ده برفوق تیشه را فرما د فدا کار بسنگین دلی مرا فرما د بپوش چشم ز دلداری و وفا فرما د ندیده است ز شیرین جنین جفا فرما د که نیست خشم بیارای قدر روا فرما د	محو مناسبتی خسرو اتو با فرما د برابری نتوان کرد پیش با فرما د شود ز تاب نگاهش چو آب سینه کوه بغیر دلیر عاشق نواز دل نه د ز کم نگاهی او آنقدر رستم دیدم رضای خاطر او میتوان مقدم داشت
شکست دل بره عشق رونقی نبخشد زده است تیشه بر ازالم کجا فرما د	
سلاح خوب است خوب و آقا خوب می باید ترا در جنگ دشمن طاقت ایوب می باید ترا با ساغر می دلسر محبوب می باید	سپاهی را بدینا اینقدر اسلوب می باید بایں سه چیز که منازگشتی جا و دوا لیدل ظفر چو یاقوتی بر فوج خصم از رنج و محنتها

نخواهم گفت باین ناصحان سوزنازی را / ز کم ظرفان همیشه را ز دل محبوب می باید

تمیز عقل و رونق مردار دارد بناکمی

ز بهر بیغنی با حالت مجذوب می باید

ایدل مسج شراب آمد	بر خیز که آفتاب آمد
مطرب شب مانتاب آمد	رنگی گل را باب آمد
تا چشم زدن فاست بگر	هستی مثل حجاب آمد
واعظ بردارد فیر خویش	از گریه هجوم آب آمد
مینا بر سنگ ریخت ساقی	رحمش بدل خراب آمد
وصف گفتیم و داد دشنام	از دوست چه خوش خواب آمد
از شکوه گذشت یا راز جو	کردیم خط صواب آمد
می خورد و ز خویش رفت بیرون	سنگ بر حجاب آمد

رونق ز ازل برای مستان

از نخت جگر کباب آمد

چون روی تو بی حجاب گردد	چشم مسج شراب گردد
اگر آینه در کف تو آید	تیش بوی گلاب گردد

<p>دل در خمِ حجاب گرد چون کاه بروی آب گرد این خانه بهنم خراب گرد هر ذره چو آفتاب گرد</p>	<p>از جوششِ شوق باوه مارا در سیلِ سریشکِ جسم زارم از نازکیِ دلم حبه پری اگر شاید غیب رخ نماید</p>
<p>داغ دل من به عشقِ رونق چون نقطه انتخاب گرد</p>	
<p>بهر نفس بر شیشه دل آه مثل سنگ بود افعی در فلک را طره با من جنگ بود عرصه هستی بچو لیلان شرارم تنگ بود الفی این فو خطان آئینه ام رازنگ بود یار با حسن از لاطره ایس تیرنگ بود از نگارش بوی گل آئینه دار رنگ بود</p>	<p>شک در بزم تو ماراناله سیر آهنگ بود دوش کان لاف زرافشان مراد چنگ بود کاش پیدایشی از بهر دل جای دگر بعد ازین در حسن برنگ کسی دل میدهم در هوایش جمله ذرات جهان گشته است در گلستانیکه ان تکلیف اثر کردی حرام</p>
<p>طرف غمت دهنم رونق به عالم پیش ازین نقش پای در سیر راهی مرا اورنگ بود</p>	
<p>گلستانی بدیده می آید</p>	<p>پرده از رخ کشیده می آید</p>

<p>گر بدست تو گل رسد بچمن از رخ خیر دیده می پوشد مژده ایدل که آن ستم ایجاد یا فتم از هراس و خوف قیام صیت حن تو بر فلک هم رفت ز نگ عیشی بد هر نیت که طفل محو عشق رخ تو شاید گشت</p>	<p>خار در دل خلیده می آید هر که روی تو دیده می آید هر قلت رسیده می آید گل وصل تو چیده می آید ماه پشت خمیده می آید دست حرمت گزیده می آید بوی گل آرمیده می آید</p>
<p>چون سخن باز پیش تو رونق جامه خود در دیده می آید</p>	
<p>یا دیشی که بخاطر هوس یاری بود حسن زیبای ترا بکه خدایار شدیم بیمرض نیت درین دهر کی رافت خالی از درد محبت نمرشتند دل همه شب نوحه و فریاد بگو شدم آمد از پریشانی عالم با ما می بودم</p>	<p>دل بیمار مرا مونس و غمخواری بود از گرفتاری ما گرمی بازاری بود شاید از دیدن آئینه ترا کاری بود گر گلی رست درین باغ بدل خواری بود صبح دیدم که فغان لیل یاری بود مایه جمیع ستم طره سراسری بود</p>

رونق از چرخ عبث شکوه نمودم که مرا
باعث رنج و الم میل دل آزاری بود

غمره شوخ تلاش دل شیدا میکرد بوی صد نافه بیک تار تو سودا میکرد باغبان طرح چمن کاش بصحرا میکرد شور محشر بر کوه تو بر پا میکرد انتظار ت چند رخون بدل مایکد بوی گل را به چمن روی تو رسوا میکرد کاش اسکن در روی بی جا میکرد اگر در ساقی مانده دو بالا میکرد	روی خود را چو در آینه تماشا می کرد شانه چون حلقه زلف سیب و میکرد دل و حش زده را مایه تسکین گشتی یا در روزی که بحر و ستمت ناله من شکله گردید مینا به چمن شیشه و جام پای بمرنگی خود مانع او شد و رنه بهفت کشور یکف آورد و ندیده شمر شیشه می چه قدر مستی دل فزاید
---	---

یا در جمعیت و عیشی که بر عینم حاسد

دل رونق بر زلف تو ما و امیکد

بسادگی چه قدر از تو کار می آید متاع عیش بدوشش شرار می آید جنون کنیم که دیگر بهار می آید	رنج تو در نظر آینه و ارمی آید بکارمانی گیتی کجا می فرصت یکام خاطر دیوانگان گذشت سپهر
---	--

پرس حرفِ تمنا می خود زویدہ من	بجای اشک دل بے قرار می آید
بہ عاشقی تو ضرب المثل شدم بجمال	تراہنوز ز نام چہ عار می آید
بعشق او دل دیوانہ بخودی تا چند	بخویشش کہ بفرق تو یار می آید

نیاید از کف صد قیس کو کفن و نق
بعشق آنچه ز دست غبار می آید

منماں چوں بز و مال جان دل بستند	گوہری سیر ندیدند کہ محل بستند
عاشقان تا بہر کو چہ او دل بستند	از دم تیغ تو بردوش جلال بستند
چہ قدر باست تمنا می شیدان وفا	دیدہ را در ہوس چہرہ قاتل بستند
می توان گشت بیک نالہ بجانان وصل	در میان من و او آہ چہ حایل بستند
عالم وصل بتا کہ نذازد بد لے	بخودی طرفہ طلسمی بہ مقابل بستند
ہر کہ نظارہ آں کرد بو حشت پیوست	چہ طلسمیت کہ بردیدہ اسل بستند

ہمچو نقش قدم افادہ ام از غم رونق
پایم از سلسلہ جادہ منزل بستند

جوئی ز وسعت دل وام کرد
سرشت چرخ مبینا قام کرد

بہ غزل اور اسکے بعد کی غزل دونوں دیوان میں موجود نہیں ہیں نہ کہ صبح وطن سے
نقل گیتی میں ۱۲

<p>که آغاز مرا انجم کردند بفرش چهره کلفم کردند بصحن این چمن گل نام کردند مشکبک دیده بادام کردند مکر دل را چوبی آرام کردند خطوط دست احسانم کردند</p>	<p>شرار آسادی فرصت ندارم نموده انتخاب رنگ هستی فراهم کرده حسرت های یک خلق بچشم مست او چون همسری کرد به اعضای انسان یافتگی اگر یار را عجب تخمیر و گشت</p>
<p>بسان مردمک رونق در آغاز سیه بختی مرا الفصام کردند</p>	
<p>آه رسا بقصر فلک خوشش کند شد پامال مثل سایه دل ستمند شد هر ناله ام چو شعله آتش بلند شد محو فغان و ناله چو دل بند بند شد آشوب و نوا از چه گویم که چند شد میاز جوش بادیه رویش خند شد</p>	<p>بازم هوای الفت جاست بلند شد رسم جابیه پیش بیاں چون پسند شد دیگر فراق زخم دل در دمنده شد زنجیر زلف کیست و گردام عاشقان هر دم بوعده نامی صال است جلد نما زاهد چو کرد گریه به شرب می مدام</p>
<p>نوتین لب کدام لبست را فواخت با</p>	

رونق حلاوت سخت رشک قند

<p>و اشود تا مژه شیشه به خار از ده اند داغ سودا است که آنرا بدل زده اند گلر خاں سنگ جفا بر دل شیدا زده اند پشت پای زهوی صفا بر بازو زده اند بستگان سر زلف تو به صحرا زده اند طعنه از لب میگویند به سیحان زده اند</p>	<p>میکشان نقش و نگاری که به مینا زده اند نقطه خال که بر عارض زرباز زده اند میتوان یافت ز خارا می شبیه شیرین خواهش وصل محالست که این دجوان گرد باد از سبب تنگی جا برخیزد طرفه ناز است که این خوش گلمان رعا</p>
---	--

انچه رونق بپاشی چمن دید این است

نقش عبرت بر صفحه گل بازده اند

<p>خنده زد گل بادایک شرم افتاد هوس سیر گل و باغ و بهارم افتاد الفتی طرفه مرا بدل زارم افتاد آتش بود که در جان مکارم افتاد جلوه گاهش دل بصیر و قرام افتاد شبکه در رگداری پای بخارم افتاد</p>	<p>دوش سوی چمنی بی تو گذارم افتاد تا که اندر نظیر آن لاله عذارم افتاد همچو بیا بر عزیزی که بدستش دارم کف رنگین تو در دست رقیبی دیدم خواب آرام بچشم تو رقیب از آن خلش آن مژه تیز بدل یاد آمد</p>
--	--

سرخوش آمد ب سرم یار و دل از رونق بزد
هی بگیرد که میناز کف ر م افتاد

کدام غارت سامانِ هوش می آید بقصدِ خون که آن سرخ پوش می آید اگر نه کوه ز سنگ دش به فریاد است درین جهان پراقتش سپید سان یاب چونست اهلِ دول مرده دل درین عالم اگر نه دیده من گشته چشمه سیاب	غبار در نظم گل فروش می آید که ناله دل زارم به گوش می آید چرا به نفس از و می خوش می آید کسی که ناله بر آرد خموش می آید جنازه سان بچه صورت پوش می آید چرا سر شک بهردم بچوش می آید
---	--

مده شعر کی نسبتی مرا رونق

کلام من زندای سر و ش می آید

بتاں که کار رقیبان خود تمام کنند دیکه باده کشان فکرا انتقام کنند و اگر مجال که مه پاره چون کتان نه شود خوش است حلقه آن زلف تابدار بتاں فلک دهد ز میه نو بدست شان تیغ	بگردش گنگه روز ما چو شام کنند منو ده خوں دلِ افلاک می بجایم کنند بشی که ز ردقباں بهوایم کنند پی گرفتن عاشق چو فکرا دام کنند ستگراں چو بدل غم قتل عام کنند
--	---

چستی است سراپای نازنین را | شراب جوش زندهر کجا خام کنند

به پختگی کلامت نیرد فکر
معاصران تو رونق خیال خام کنند

در سرم تا بهوس ز گس یار افتاد | فصل اوساعتی آرام دل زار افتاد
تن سنجی ده اگر عافیت می خواهی | گل کجا تازه بود چون کف خار افتاد
یار باین ماریه راجه قدر باشد پر | دست از زلف نبردیم که از کار افتاد
چتر فردوس برین دوسر زاهد خوش باد | خاطر مایل آن سایه دیوار افتاد
بهر مشق ستم ادلی است رقیب گستاخ | جان من گردلت خواهش آزار افتاد

کی شود رونقم آزاد ز دام گنجهت
چشم مخمور تو بسیار سیه کار افتاد

گل اگر دیده بلب های تو دایم سازد | برگ را بر رخ خود دست جیایم سازد
لب لب پای تو گر رنگ حنا می سازد | خار حسرت بدل خسته مایم سازد
نه شقایق نه گل دهنه نه ز گس نسیم | با چمن مایل روی تو کجایم سازد
شادی و عیش و طرب را چکنم آه بدل | خار مرغان کسی نام خدا می سازد

بدل غمزده ام خار جفا میازد	لطف و اشفاق تو با بوالهوسان ارزانی
هر که از کوی توام یار جدا میازد	گاه روی تو نبیند ز جفای گرد و
که بوشت زدگان باد صبا میازد	هر سحر طرف چمن مکن مامی گردد
بچه امید کسی محسوس و فای میازد	گر همین است بدنی با ثمر باغ و داد

روقی اندوه مخور از تم دور فلک

چاره درد دولت غوث و رای میازد

مژده یاران گنار می آید	بعد سالی بهباز می آید
ای دل خسته یار می آید	صبر و عیش و قرار می آید
فرصت یک دم این قدر جلال	خنده ام بر شرمای می آید
خوش شدن با نجاک غلطیدن	دیگر از دل چه کار می آید
از فلک گرفتار و آتش	سنگ بر گنار می آید
چشم خود را ز دیدنش پوشم	از غنی بکه عار می آید
گوهر اشک جمله از کف سخت	دل برای نیشار می آید
کی زیر و سنان کشاید کاه	آنچه از نوک خار می آید

زود پهلوتی کنی اسے برق

رونقِ معیتِ راری آید

ز مژگانِ بدلِ خارِ سَ ندارد	برنج است آنکه دلداری ندارد
دلِ بزد دوستیِ کارِ سَ ندارد	کسی کو الفتِ یارِ سَ ندارد
بفرقِ خویشِ دستارِ سَ ندارد	جابِ آساکبارِ سَ است ختم
دلت چون غنچه آزارِ سَ ندارد	مرا چون گلِ جگر صد چاک گردید
هر آن کس دیده آزارِ سَ ندارد	بخشِ آبرویش از چه باشد
که چشمانِ شرر بارِ سَ ندارد	به بیداریِ دلم چون شعله زرد

نیاید رونق از غمِ راحت نکس

دل زاریِ شبِ تارِ سَ ندارد

ردیفِ ذال

چشمِ بیمار تو بخشد به سیحانِ تعوید	از کسی بهر چه خواهیم بن شیدا تعوید
عاشقیِ راجه سر و کار بود با تعوید	مینویسیم ایدوست بسودا تعوید
کن رقم بر ورقِ زکس شهلای تعوید	گر با شفته آن چشمِ سیه در مانع
بزنای یارِ دیگر بر سرِ فلک تعوید	گوشه دامن او بهر علاجِ جسم کافی است
کار دیوانه بود و شکرِ مداوا تعوید	بوسه گرِ کفِ آید ز لب شیرینش

ای پرخواں بکالت شوم آنکه قایل هر که بیمار و پریشان دل و آشفته بود	اگر به بندی بسر آهوی صحرای تویند بهست رخساره آن آینه سیما تویند
نیست جز حسرت ویدار بخاری درو	بس بود پاره آن آینه مارا تویند

زهره در پهلوی دیدم این رونق نیت
بهست بر ساعد دلدار چه زیبا تویند

چون نوشتم بآن دلیگل رو کاغذ عشو بهست میان من و او واقف راز	همچو اوراق گلستان شده خوشبو کاغذ میفرستدین از گوشه ابرو کاغذ
هر بو حسی نگهان نامه نویسم گاه بهرتسکین دل زار خیال دارم	چه عجب گر بشود دیده آهوی کاغذ کی نویسدین آن کافیه بد خو کاغذ
وین مار بن چار نامیم دو آ عرض احوال توان کرد بوشش لکین	اگر نویسم بآن حلقه گیسو کاغذ میدهد سیل سر شکم به در جو کاغذ

رونق از تن دی خویش چه نویسم دیگر
سر قاصد طر فی مانده به یک سو کاغذ

روین راء

بس است حلقه گیسو دل باز نخیل	اگر چه کاره بود و دستان مرا نخیل
------------------------------	----------------------------------

فقا و تا بجنون کارم آه باز بخیر
خیال زلف تو خوش میکند دل را
فغان دشواری دیوانه ام و دو بالاش
بیان نفقه بزدان یکی متاشاکن
ز بسکه حسن تو دیوانه کرد عالم را
ز قاصدان نکشم بار منته دیگر
و قاپرستی مجنون رسید در جاک

ز شور ناله من گشت بی صدا زنجیر
و گریه جنبش پاسبان کند ره زنجیر
رسید تا بفراقت مرا به پا زنجیر
کجاست این دل دیوانه و کجا زنجیر
بر بگذار تو افتاده جابجا زنجیر
هزار حرف پیام کند ادا زنجیر
هزار ناله کند چون شود جدا زنجیر

چو دید حالت رونق بهج یار کشید

ز بیستاری دل ناله رسا زنجیر

در دل از آتش عشق مصنی اگر دار
ای هنرمند ز سر مایه خود جوهر دار
صابوری طرف قلبیست نگریس را
همت از هر که پوشیده حید باشد
حس ظاهر بصفای دلی آراسته کن
مانتی را بتماشا چمن کاری نیست

نفس سوخته چون شعله خاکستردار
بی قبای تن پیرایسته چون گوهر دار
دل خوشنود بغم چون علی هضر دار
در هواداری او پیروی قبر دار
رنگ و بو بهر دو مسادی چو گل محمد دار
وادی سبز تر از باغ ز چشم تر دار

زیر خاک ارشوی از فکر کبندی گذر هوس فرم و کورنما بجهر خدا	گر شوی نقش قدم حوصله نرسد دار قطره آب از آن خنجر بر و بر دار
پاکدامن شو و در عشق تبستان خاطر خواه رونق از داغ بکاشان دل اختر دار	
صاف بندی ست خوبی اشعاع دیدن صاف و دردی این فر ایک آن را لطافتی باید کن نگه ای دقیقه بس سخن فهم مضمون است بر شکل وقت شرب و در غو بم	خاک بر سر قی وقت گفتار میکن بر دست قی گو اظهار ورنه زان گفتگوست لازم عار و کلام فلاسفه خواب گشت تشخیص معنیش دشوار کرد ما جبر ازین مرا بسزوار
مختلف شد مرا بهار رونق چه ضرورت است این قدر انکار	
گرد و قبول بار گش آه در سحر در هر قدم مقابل رویش جاروم با آتش نفس نتوان پسزبان شدن	گیرد گشاد ناله جانکاه در سحر بچون مسافری که روزه راه در سحر گم میکند تجبلی خود ماه در سحر

فریاد عاجزان پریشان که بشنود	گر بر پلنگ خواب کند شاه در حشر
ایکبر عظمی است بزرگ سفید صبح	بگر ز شب زیاده شود باه در حشر
از زلف دل برآمده رسوا بچهره شد	گرد گرفته در شبانگاه در حشر
در ماندگان غفلت شب را بچی کند	بیدار اسم اعظم الله در حشر
هر کس بقدر ظرف از آن کام دل برد	یک نام دوست است با فواه در حشر

رونی نگر بیده دل تا شود عیان

تا بدستاره سان دل آگاه در حشر

مژده ای یاران که مستم در بها	ساغر دینا شکستم در بهار
که کاش آمد بدستم در بها	با مغانی عهد بستم در بهار
توبه تقوی شکستم در بها	می پرستم می پرستم در بهار
گاه مخمور دسگ پیانه نوش	گاه عاقل گاه مستم در بهار
میش از بس پروای تنگی داشتم	از جنون زیر قید پرستم در بهار
در خیال نشسته بنگ خطش	که بلند و گاه پستم در بهار
بجو خال گهر خان سیم تن	بیر از روز پرستم در بهار
میکنم باد خیز ز عقد خویش	چون ز کرخ زهد بستم در بهار

رویف زای تازی

انگومیت که به مینای می شراب انداز	بنای صبر و خرد را در گپ آب انداز
بقتی کن و در سا غم شراب انداز	ز کان لب نگی بر سر کباب انداز
گره کشاده شد از کار عالمی دیگر	بموی زلف تو یکبار پیچ و تاب انداز
ز تند باد طلسم فائش امین کن	فروغ عارض خود در دل حباب انداز
باب دیده عاشق برابری دارد	نگاه گرم کلی بر سر سحاب انداز
ببرم وصل دلا این قدر تحریصیت	بجای آب شرابی بچشم خواب انداز
فروغ رنگ رخت فافل این قدر گوید	که آتشی بهوس موسم شباب انداز
هزار دعوی بجا کند به پیش لب	شرار در دل با قوت از جواب انداز

بغیر دیده رونق زای حسنیت

ببرم بوالهوساں گر روی نقاب انداز

حکمت راست باینکه سرو کار بسنوز	در دلم موج زند حسرت دیدار بسنوز
مایل رحم نشد چشم ستمکار بسنوز	می طپد در سر کویش دل بیمار بسنوز
قطره از نیم اشکم هوا رفت ز آه	ابر نیسان بزین است گهر بار بسنوز
ماه کنگان و زلیخا به زمین آرمید	در نظر است بهماں گرمی باز بسنوز

<p>رشته طول امل بای جان شد کوتاه ساغر مهر و مه و شیشه افلاک شکست</p>	<p>در درازی است مگر طره خمار هنوز جام در دست بود ز گیسو شراب هنوز</p>
<p>شور محشر هم افغانه ر بود و رونق در ترقی ست بجایم هوس یار هنوز</p>	
<p>پیرگشتی هوس نقش و نگار است هنوز ریخ زیبای تو سر جوش بهار است هنوز نسبت گل بلب لعل تو دادم یک بار عمر باشد گهر دل ز کفم گم گردید بعد عمری چو بویم گذری شد پرسید نگه مست ز چشم تو مخن بر سر من</p>	<p>چون فلک در قدخم گشته شراب است هنوز شوخی حسن تو بر برق سوار است هنوز شبنم باغ بهر غنچه شراب است هنوز آسمان گذری سوی غبار است هنوز در دل غم ز دوات صبر قرار است هنوز خم و پیانه تنی گشت و خمار است هنوز</p>
<p>خط را آوردی در گشته جانی از تو رو نقم را بتو جانان سرو کار است هنوز</p>	
<p>حالی در باغ خدا نیست و گریه ام هنوز شور بلبل سر مه آلود است و ناله ام هنوز دور می آفرشد و بیرون ز مجلس رفت یا</p>	<p>از سر شک دیده بریزد گل بدام ام هنوز در عدم بیدار گردد گل ز افغانم هنوز ریشه در خون سپید و اندوه می هم گام هنوز</p>

ما دو کس آشفته گیوی پر خم بوده ایم نکته سربسته ساقی ز راز جام گفت پخته کارتی جنون از آتش ریج است بس	یافت جمیعت گل سبیل پریشانم هنوز بزم می برخواست در سیر گریبانم هنوز سنگ طفلان را نخوردم دیابانم هنوز
---	---

تا بخوانم دفتر نگینی حسن ترا
بجز رونق در تماشای گلستانم هنوز

دیگر ای شوخ مگر آمد میر سهرناز سرمه دال تاشده چنان ترایا و رناز دارم اندیشه که حسن تو نیاید به زوال گر دیش چشم بلایت که می میدانم عشقه مهر بست که در شام و صبح میخشد سرخشش تا بدم حشر نه چسبند از جا	ساغر باد به بدست تو بود سهرناز ریخت در دامن آسینه گل فوبرناز مورخلت نشد و فتنه و قمار نگرناز باز افاده دل غم زده در ششدرناز طایق بروی تبارست مگر خاورناز ز کس مست تو ساقی است عجب ساغرناز
---	--

رونق از دیده او غره دی بیرونیت
با گلکاهش بر شتند مگر چه سهرناز

پهانی محض شود اندر عدم بر خیزد	بیر گلشن نیز گلی تدم بر خیزد
--------------------------------	------------------------------

یہ نقل دیوان میں دیج نہیں تہی تذکرہ صبح وطن سے نقل لگئی ہے ۱۲

<p>چو گرد قافله ای کار روان زهم برخیز گنه نکرده ازین ره بیک قدم برخیز بهر چه خواست مشیت زین و کم برخیز حلاوتی رسد از کمان سم برخیز بسوی دشت نگر از سیرا رم برخیز</p>	<p>متاع سود و زیان بابر خاطر است اینجا بهر زمیں کہ ننی یا بجز فزاری نیست فراخ کامی داری شد زیاده سری به فوش و فیش ترا دخل نیست کی سیر مو زلاله داغ دله وام کن بغض بها</p>
--	---

هوای ابر بر وفق دماغ ایساقی
بکف گرفته صراحی و جام جم برخیز

روین سین

<p>بگرنگ بود تیره چو شب پیکر طاوس کز طره زلف تو شود و انس طاوس بر آینه ریزند چو خاکستر طاوس دل غیت مرا لیک بود یک پر طاوس جز گرگیه گلشن نشود رهبر طاوس داعی است مرا منتخب از زبور طاوس جز ناله صحر که بود یا ور طاوس</p>	<p>کز دل پرداغ بود افریطاوس سوزی ست زجن تو مگرد سیر طاوس از حسن تباں چون شود داغ دل ما یزنگ رخت آفتد رم سوخت بمرت اشکیست که تا کوی تو آیم بر غش هر چند سراپاںش پراز نقش و نگار است آهی سیر اچاره گرای دل بیتاب</p>
--	--

فکری ز قیامت بدل بخیرمیت
گرشته نگاهیت همین محترط اوس

رونق ز شکست مرا خلتِ نجاب
گر جامه متاب بود در بر ط اوس

بود از روز ازل بار سرو کارِ قفس
در حق ما قصر فردوس است دیوارِ قفس
گر نشینی ساعتی در چار دیوارِ قفس
بهر از صد گل شماری یک سرِ خارِ قفس
یک شکر لب نیست در باغ جهان بی درو
یا همچو آئینه طولی گرفت از قفس
حلقه زد در کمند زلف با عزمِ شکار
باز از نو میشود گرسنه باز از قفس
بر چراغ افتاد گرم گرفتار ان چه پاک
میشود از ناله شمع شب تا ر قفس
سایه پرورد بهار وصلِ خو پانیم ما
بلبل مار است از روز ازل عارِ قفس
در ابری گریه پیش گلر خان باشی چه غم
نیست جز مجور می صیاد آزارِ قفس
ناله مرغان مگر در خواب او آتش زند
بیشتر بیدار میباشد نغمه از قفس

گر شوی نگاه رونق از فراغ غلغله
بر سر خود دیگر از منت کشی با قفس

گلشن من چشم گریانیست بس
خنده ام چاک گریانیست بس
مرهم دل خارِ مژگانیت بس
کسوت و تار دمانیت بس

<p>نقش پای یار یو اینست بس عشرتم در لعل خند اینست بس بهمدم من آه ناد اینست بس از صبا یم بار جهانست بس</p>	<p>بهر معراج بلند ی می من از می ساغردم که بشکند بیقرار ساو گیما سے دم اکی تو انم بر دنا ز باغبان</p>
<p>چون شود محروم رونق از وصل دلشیش آه و افغانست بس</p>	
<p>ساعتی آسوده شواز ووشن بار لباس بهمجو گوهریستم در بند آزار لباس ای حریفان آتشی افتد باز از لباس در دل آریابی و لت میخند خارب لباس خفته آن تکه خوش آمد ز گلزار لباس</p>	<p>تابکی خافل بدنیانی گرفتار لباس نیست چون تصویر عیانم سرکار لباس جامه سرخش چه خوننا در دل بیتاب سخت چین دامن میکنم ظاهر مرا با صد ز لباس گرچه سرتا پای و رنگین بود لیکن مرا</p>
<p>اطلس و زربفت چون یدم بدوشن در دم رونق از انصاعت بود عار لباس</p>	
<p>اصل بیاض میان یک شکر کبرکات دیگیا سے ۔ و هوذا پاره خواهد شد تشش چون گل زبده افک هر که میگردد درین عالم هوادار لباس</p>	

<p> عالمی راست زبں دست و آغوشِ هوس بخیچر چند نشینی تو در آغوشِ هوس همچو اکیر کند خاک تلاشِ زروسیم نشود سرخوشِ عشرت و می از بیتابی ساغر بدر ز ممتاب پراز صہبای شد تلخ گردد و بذاقت چو قناعت گیری </p>	<p> ہر کہ دیدیم بدنیا شدہ مدہوش ہوس ہچو طاموس ہمہ داغی و گلپوشِ ہوس بار ز رچند کشتی آہ تو بردوشِ ہوس ہر کہ گردید دریں نکلہ مینوشِ ہوس بسکہ در فصل بہار است بدل جوشِ ہوس انچہ اکنون بگاہ تو رسد نوشِ ہوس </p>
---	---

انچہ بر فرق شہانت مذا فی انس
 رونق افادہ بران قوم چہ سر پوش ہوس

رویتِ شین

<p> ز کس مست او شرابِ فروش چون بزمِ شرابِ بنشستی تا تماشا می روی جانان کرد ساغر می زد دستِ یارستان گشت مدہوش تا ز دیدارش تابِ رویت مگر نمی دارد </p>	<p> حاضرش از عرق گلآفوش دل صد پارہ شد کبابِ فروش دیدہ من شد آفتابِ فروش محتب و فیر حسابِ فروش دیدہ گوہر است خوابِ فروش برگ گل می شود نقابِ فروش </p>
---	---

بسکه بریز از هواست قوتش
دل رونق شود جاب فروش

<p>بگلزاریکه باشد جلوه گرسرو خرامانش دل چاکم اگر گردد در فواز تار دانهش ز دست آن نگار هفت کجا پنهان تو ان گشتن بگلزار ارم صد خنده از زخم جگر دارد چه پرسی از ازل آواره گرد میر و پائے سر شکم شورش طوفان بر انگیزد بد ریگ بپیش طفل شوخی عرض حالم کوفی دارد مناش جتویت کی گذارد این دل شیدا</p>	<p>ز نهر آب گردد بجای چاک گریه باش فراهم میکند زخم کو اکب شور افغانش دو عالم پای موری هست صحرای باش بدل هر کس که پنهان مینماید خار و فکش که باشد گرد باد آسا خبری ساز و مانش که بار و نخت دل در جای گوهر بندش که بر لب خنده را دشنام سازد فغانش زندگر بر زمین صد بار چرخ رشید و رانش</p>
---	--

اگر رونق رود بهر مقامی چمن گاهی
غرض جز لاله در دل نیست از سیر گلشنش

<p>ز بس که دید شوخی بقرار قد رعنائش شود شیرین دل من از لب شام پیرایش کی از مشق ستم در دل گذارد قطره اشکی</p>	<p>نماید جلوه چشم پری خفال در پایش که خنفل میشود انجیر از لعل شکر خایش که از یاقوت سازد درگ جدام گان پیرایش</p>
--	---

ز بس احکام نامش ربه گماروان گرد اگر از محفل می ساقی از مستی برون آید کجا بر طاس گل التفات آن نگه افتد زندان آب تابش غوطه در آب گمر گردان پی آرایش ز یورچو گیرد در کف آینه	بود کخیر و تخت گلستان چشم شملایش کند چون لاله کیر و اغ در دل جام میثاق قبا از چشم بلبل می نماید سرو زیباش به سنگا میکه لبریز عرق شده ماه یماش نگاهم رشته گوهر شود وقت تماشا
---	---

مشو در باس رونق اینقدر بیدل زخیم او
که مضمون تسل است پنهان در هر ایمایش

به سنگا میکه یگون میاید چشم غمخوارش نگاهی کن بر گیتی بیچ و تاب و تارش هوس با نوجوانان بیشتر دارند پیران هم غرض از دل طیدن با هم آغوشیت میدهم نمر خور دست آب از چشمه حیوان نهال او باندک التفاتش خسته جانان میرهند از غم اگر در انتظارش کور گرد و دیده عاشق لقونهای کثرت پرده وحدت شود بهر دم	زند در سیندهام صد تیر مرغان جفا کارش که در دل خار خاری ارد از دیدار رخسارش کند شام و سحر بر رخ نگاهی لف خمدارش بایما میکند مطلب او آشفته گفتارش بدرمان ناز منت میفرودند خار ازارش چو بر خود میندازد نگاهی چشم یماش ظهور چشمه میوان از تقافلهای بیارش جواب آسازستی دیده می پوشد هوا دارش
---	--

نکته بر دوش هر گاه تکیه زد رونق تمام
ز بس طاقت ربانی میکند صبا عی دیدارش

دگر ساغر کش نماز است ایدل چشم میگوشت ولی دارم که باکی نیست از آسیب گردنش نظیرش مصرع جسته دیگر نمی بینم چرا عاشق نگرد و بی نیاز از منت گردول برنگ چشم او ترک دلاور رانی بینم عنان توین او از رگ جان غزالاں بود نخواهد سرخوش و ساغری گجام جم باشد بفرق خویش بند دمنم و صد ناز دارد	پری در شیشه پنهان میکند تاثیر افش بصرا مونس دیرینه باشد روح مجنوش بود در هر زمینی دلش آن سرو موزوش که باشد زردی رخساره او گنج قاروش که صفهار ابرابر میکند در روز شبنوش رکاب از حلقه چشم پری میداشت گلگونش بیک جو غم نگیرد راحت کونین مخروش نم آید خجالت میثارم در مکنوش
---	--

هر آنکس چون خا هم بچید و لبر شود رونق
بآئین حمیت لازم آمد زینش خوش

اگر سیاه آید بخاطر وضع نمیش چه راحت است یارب نصیب خانه زینش ز آسیب قیامت نیست باکی دلخارش ما	نماید آب که هر کس بخود داری آیش حایل میشود در گردن او ساق زینش که شور حرار بجشد حلاوت لعل شیرش
--	--

پای نازک او دست عاشق کی گذریا	که بچوں لاله داغی میرساند برگ زرش
چه نیرنگی تماشا میکند دل از طسید نما	بهنگامیکه باشد در نظر سرو بلور زرش
رمید نهایی شوخی را دگر از من چه میپری	که از میتابی برق است مد خوابش
بجرت میرسیدم از هجوم بعیت راریا	که لب چنان به فودرخنده و میدگش
حذر از زلال دنیا کن اگر میناشی داری	شود سرمایه عمر تو آخر صرف کاش

به نیکین میشود فردای محشر آشنای رونق
 که بچوں خواب پنهان شد چشمش بایرونش

اگر چه محو عتاب است باز چشمانش	پیام صلح نماید نگاه پنهانش
عجب فتاد بدل رغبت گلشنش	کجاست رنگ بهار و کجاشیدنش
عجب نباشد اگر مالش فغان کشد	که سرمه هست نگر هم زبان مرگانش
چه نسبت است خط یا را به سبیل و گل	که یک غلام کمر بسته است ریگانش
همین دل است و من و دگر و باد و صحرای	و گر ز خویش برد الفت غزالش
هوای تخت سیلان چو راز رسد دل	بقتد رمور اگر جا کنم بدانش
ز آبیاری سیلاب فوج دم زرش	نهان بقطره اشک من است طوفانش
صبا نثار کند باز دستر گل را	بشاعری که باین رنگ دوست دیوانش

دل شکش رونق قناد مایل اشک

بیاض و بحر مسلم هوای نیشانش

که از راه ادب در پیش او خم گشته ابرویش
دل آشفته بخود را نمایم نذر کیوش
که میدانیم ما از عمر با کیفیت بوش
اگر افتد گذر از ناز گاهی بر لب بوش
بچشمش مردمک لرزان بود از تندی بوش
که دارد با مسلمان میل یارب لعیندیش

نمیدانم چه میگویی بشوخی چشم جادوش
صبا بار دیگر رهبر شوی گزاسر کوش
اگر دارد نسیم از گرد و آلوداش
لنگ بر زخم ما بی ریزد از ریگ تیر دریا
منی باشد فرو نتریز غاب و خشم و رعنا
ندانم تا چه باشد مدحای لغات او

کند رونق تصور سیاغرمی دیده پر خون

رگ گل را شناسد خار خاری نایلش

که سلب گوهری ارم برای زینت دوش
برنگ سایه میکردم برو خاک بعدوش
چون آب رنگی میداد اندام گلپوش
بهنگامیکه آرد سیل آب دیده در جوش
اشک ریزد بجام باده زاهد لعل مینوش

صبا پیغام اشک من سانی تا در گوش
دمی که خود در دم از مقرای سبای آغوش
نه پنداری که به زینت خود داری میشود
فلک از شور دریا پنبه در گوشش و اندازد
اکن اندیشه عصیان ملاحظت بین قبح بستان

بزرگ چشم او از بکه دارد وضع خود و کار
بستی و انماید خویش را بشمار مد هوش

عبت رونق با امید وصال چشم در راه
که گردیده ز خاطر و عده دوشین فراموش

دلت را از گشتان میکند خوش	مرا رخسار جانان میکند خوش
نه ما را صبح تابان میکند خوش	دل عاشق شبستان میکند خوش
هلاک و فخط این محل ندارم	و لم را بوی ریحان میکند خوش
ندارم مدحای غیر نسیب	مرادشت نیتان میکند خوش
مدا و خانه کاغذ کرد سیراب	صدف را ابرویان میکند خوش
خزان رخت مغربست از گشتان	و کفضل جباران میکند خوش
اگر دل نایل آن چشم داری	تماشای غزالان میکند خوش
و لم و ایشود در بزم موزون	بیک بریم سخندان میکند خوش

کجا میل شوم رونق ببشاد
دلم سرو خرامان میکند خوش

بی تکلف گر بود در شب رسان تماش	پیش از باب سخن باشد همان جان تماش
بر فصاحتای شعر است ایمان تماش	معنی برجسته مانی سخن جان تماش

<p>بکده دارم جستجوی معنی رنگین بدل خویش را خاکِ ره ابل سخن باید نمود اگر شوی محو تفکر بیشتر اندیشه کن بر طرف کن عیب را از خود که شیران سخن بکده در بحر سخن غواص بودم عسر و جیب دامن نکه لبسریز گوهر میکند</p>	<p>از بهارِ فکر تم خرم گلستان تلاش کی رسد دستت آسانی بدامن تلاش خار بی ربطی بر آرد سر زبستان تلاش بیشتر گیرند آه و در نیستان تلاش میزند هر مصرع من موج طوفان تلاش اکلک گوهر بار من گردیده فیضان تلاش</p>
---	--

بکده در شرم بود رونق لطافت بیثبات
کرده هر تم نمان در خویش دیوان تلاش

<p>از آئینه رخت کز قتاب میزند جوش کمر شکست ما را از بکده در طبیعت انجیات ریزد و در ساغر دل ما حال جدائی او گر اندکی کنم عرض اند ز خیال آن لب گشتم شعر مایل آئینه فلک را سازد سیاه بکمر</p>	<p>از چشم اشکبارم سیاه میزند جوش هر جا ز نیم پای گرداب میزند جوش اند ز سخن چو طبع شاداب میزند جوش از جان بیقرارم سیلاب میزند جوش از خامه طرفه لعل نایاب میزند جوش از سیندم چو آه و قیاب میزند جوش</p>
--	---

الحکم فشاندا کی بر تیره بختی دل

رونق بدیده من چون خواب میزند جوش

<p>باغبان از برگ گل ناکرده در گلزار فروش گو که از مخمل یکدیده بهر خود زردار فروش چشم پر خون را عجب دستیت در نقش و نگار خود فروشیهای زاهد از مصلای شود همیش را اگر کند بیاب جای شکوه نیست مست رنگ خابصر فردن سو نیست دام فقرش کن آلوده منغم زینهار سرد مهربای گردون عجب خاصیتی است</p>	<p>میکند بل برای خویش از خار فروش عاجزان را بس بود آن سایه دیوار فروش هر کجا آرام گیرم شود گلزار فروش چیده از زهد ریادر کوچه و بازار فروش میکشد از پهلوی بیار صد آزار فروش پانهادی بر کجا شد دیده خونبار فروش اگر بدرویشی طاقی میشود بردار فروش گسترده در خانه آئینه از زنگار فروش</p>
---	--

نرم رویان صاف جگر سختی کجا رونق شوند
بیچکه جزمه سنگین نشد هموار فروش

<p>ولی دارم که موج نشه صباست بخیرش چه امکان است تا مانی کشد بر صفحه تصویرش لب لعلش کجا تاب گزید نای ما دارد مگر از پر تو حسن فروغی یافت شمع شب</p>	<p>صدای قلقل میا بود افنون تخیرش که نال خامه زنجیر است در پادقت تخیرش که نیلی میشود از صدمه آواز تقریرش اگر گردد بر کل از فیض رنگینش گلگیرش</p>
--	---

زبان شعله گردیدست هر سطرخی تاثیرش
 که غیر از کاهش و پستی نباشد هیچ تعبیرش

رقم شد حرفی از سوز دل بی تاب در غنای
 بود خوابی عروج جاوه دنیا پیش آگاه

چه پرسی رونق از زبانی دست نخارینی
 کز انگشتش خانی میشود پیکان و زگیرش

سپیل خون یافت ام تا بعدم بهر خویش
 آگریه های کنم از زخم بچشم تر خویش
 قمری میکنم ایجا د ز خاکستر خویش
 همه تن سوخت مرا از اثر جوهر خویش
 شعله شد گل چمن ریخت چوشت ز خویش
 بهر پرواز بود ناله مرا شپس خویش
 آگریه گردید مرا آبروی گوهر خویش
 داغ گشتم ز قناری دل بستر خویش
 چه شکایت که ندارد دلم از دهر خویش
 بهمچو مدام بنشانند دل من در بر خویش

بسکه برنگ زدم از غم عشقت بهر خویش
 شب بجران چه کنم چاره در دهر خویش
 بهوس سر و قدت بعد فاسم زود
 بهمچو یا قوت بهر سوز جگر می بخشد
 رنگ دلبوی دگری میدهدت فیض سخا
 برق را شعله زنی مایه شربت باشد
 آب تاب دگر است از اثر ناله زار
 طاقت در دهر آیش ندارد دهر گز
 سالها گر شنوی نیست نهایت آن را
 اگر رسد تیرنگا بهت ز غلط اندازی

سوخت دل ز آتش عشق رخ تابان کسی

رونق از داغ نشانی شده بر مخمر خویش

ردیف صا و

غمره در چشمت بشوخی کرد صبح و شام قص	بهجو مخموری که سازد از نشاط جام قص
میکند از شوق دل رزف غبر فام قص	بهجو آسستی که گیرد بر کنار بام قص
وضع تسلیم از جامد آموز و سختی عیش دان	چون برش در زیر سنگ آید کند بادام قص
اول عشقت دل میتاب گیسوی توشد	نوگر فاق قص را میشود و در دام قص
حاصلی جز ترک دنیا نیست از بر طرب	میشود از پشت پای در نظر اتمام قص
شوخی حسن مگر آورد و دیگر در نظر	دل کند سیاب سان آماز قص انجام قص
ناز و بی پروائی او را کرده منج القات	بسمل از تما داشت و هر گام قص
و جدا میکرد و صوفی کسر با و بایل نشد	اکی برد و دل را اگر باشد بطرز خام قص

و این افشاگر رسد رونق نگار و کفر

میکند از بنخود با جمله خاص و عام قص

بالا ساں چکش سر بر آسمان ناقص	بچشم ابل بصیرت بود همان ناقص
رسائی عجب داشت شور فریادم	اکنون ز سرمه چشم توشد فغان ناقص
بصد جاش و دشمنش خدنگ قضا	اکیکه فهم کند آه بید لاں ناقص

غ

کل است بخان

بفر

<p>همیشه رشک مناید ز کمالان ناقص که سبب ببرد وقت استخوان ناقص هزار حیف که گردید و استان ناقص</p>	<p>رقیب گر کند از ما حد تعجب نیست بیش روی تو در باغ گل نخل گردید شنید نام تو از قاصد و دل از خود رفت</p>
<p>ز تاب خانه ر و فقی شدت شمع خموش بزم اهل کمال است بیزبان ناقص</p>	
<p>ردیف ضاد</p>	
<p>زیستقاری من آه کرده بیل قرض و گر کنیم پریشانی ز سبیل قرض ادای وصف تو گردید به خود کل قرض نموده تیغ ز باغم ز فصل ذل قرض اگر آن چو کوه بود گر چه است بکل قرض چپچ و تاب دهد ناله ام بکل قرض</p>	<p>کن گفتگی از طبع روشنم کل قرض رسید فصل بهار و بزلزل بستیم کلی ببلغم ندیدم رنگ زخارت چه آیدار بود حرف من که جوهر را ز بار دام چگویم نمی توان گفتم شب فراق کسی باز بقرارم کرد</p>
<p>و گر چه کار مرا ر و فقی از ایام شراب که نشسته داده نگاهش با غل قرض</p>	
<p>و گر نه دلشده را چیت با بهار غرض</p>	<p>سیر باغ مرشد رخ نگار غرض</p>

مراد نیست ز سبیل بجز پریشانی
ز ناوک مرده شاد کن سرت گردم
چرا ز منت آئینه منفعل گردی
هنر ارحیف که گل محل از گلستان بزد
ببینی ثباتی این بزم منم دلم سوزد

بغیر د اغ ندارم ز لاله زار غرض
جزین خدنگ ندارد دل لگا غرض
که باغ حسن تر نیست آبیا غرض
فقا د بلبل د خسته را به بخار غرض
نم شراب چو خواهیم بود شرار غرض

بیهی قرار یی ل غور اگر کنی رونق
ز دو د آه بود زلف تابدار غرض

رویف طار

آشنای باده را باشد ز چشم تر محیط
دایم از در ماندگان فخر بزرگان میشود
وسعت و لمای روشن دید شاید کرد
سجد پیش خاکساران کن اگر خواهی شرف
دل تپی کن از هوا تا غوغا باشد ترا
و هم ما و من نقاب روی حدت میشود

از برای کشتی می شود ساغر محیط
اعتباری دارد اندر خلق از گوهر محیط
میزند از موجها بر خویش خنجر محیط
سرنند از عاجزی هر دم بکجا تر محیط
میگذارد بر سرخو از جباب افسر محیط
در نه هر یک قطره را پنهان بود بر محیط

آتش جو ر فلک میوخت رونق عالم

اشک بیتا بم گشته گریه بجز در محیط

<p>طرف زینت میدهد بر گرد آن رخسار خط کز درد دل نویسم من بسوی بار خط شرح اندوه فراقش می نوشتم اندک از پشیمانی مشتاق حرفی شد رقم جان بحق تسلیم بر وی عیاں باید نمود عرض مشتاقان ز بس نشینده میماند از د با وجود دور و مضمونش ز خاطر رفته است خامه از سبیل کنم و ز دیده آهود و آ</p>	<p>نیست جز وصف خط او دیده ام بیار خط قطره های چشم پر خونم کند گلزار خط گریه های دل زار مرا آزار خط شید ز بیتابی بگردش آه چون کار خط سجده کن از طرف بقاصد گر بگذار خط هر طرف افتاده اندر کوچه و بازار خط پاره شد شاید بدست آن بت عیار خط میفرستم باز با آن طره طره از خط</p>
--	--

میدهم رونق بقاصد باز خط بندگی

سالم آمد گر ز دستش سوی من این بار خط

رویف خط

<p>بزم بی تو ز صبای خوشگوار چه خط اگر تو بهر متاشا یسر نمی آئی کجا بوصل میر شو چنیس راحت</p>	<p>اگر فرود بود دل ز نوبهار چه خط بجای نفثانی و لهای سیه ر چه خط شب فراق تو بردم در انتظار چه خط</p>
--	--

<p>تو اول از همه جام شراب را درش شکفته شو و می از ناز با من شیدا کیکه نخت جگر نخت قدر آن داند</p>	<p>ببرم با ده چو ساقی ست هوشیار چه حظ بروز دیدن گل این دل فکار چه حظ بمنهاں شود از لعل آبدار چه حظ</p>
<p>تورفتی از چمن در رونقی بختان نیست چو بت رخت سفر گل زیر خار چه حظ</p>	
<p>چه ممکن است شود گل بوستان محفوظ هوای بال و پرافتاشش بام شیدا بجمل تو گرم ره نشد طالی نیست ز دیدن رخس آینه را که در تیات شکفته تر شده رویت بدست مشاطه میان نامه عشاق پاره مکتوبم ولای شیر و شبیر گریه دل داری خراستای شکم عیش منهای نبود به</p>	<p>ندیده ایم ولی زیر آسمان محفوظ که بود بل بیدل در آشیان محفوظ زد و برینم و باشم بر آستان محفوظ شود ز سیر چمن گرچه باغبان محفوظ که اهل فضل شود وقت امتحان محفوظ نمودی دل من گشته زیر نشان محفوظ ز حادثات نشینی بد و جهان محفوظ باب وانه شود طبع این خزان محفوظ</p>
<p>پیر حالت رونق بهر آن گل و چه غدایب شود و موسم خزان محفوظ</p>	

روغن عین

<p>در سر پر وانه گرافد هوسن یدار شمع انجمن ایست تاب گریه های زار شمع باد این از دم سر و دل پروانه ها شوق کامل را نباشد هیچ حایل در میان در شب هجرت چگویم ماجرای در دریا از جبین رستان احوال باطن روشن است نیست قدری خور و یاز این غیر از عاشقان آنگاه سر بسته است از مخزن اسرار دل</p>	<p>بال و پر سوزد که تار و شکنج گزار شمع شد گمرازی پنبه داغ و دل من تار شمع خوش بهاری در نظر دارد گل بنجار شمع مانع پروانه که گرد و گردیوار شمع سطرپی از حال دل زارم بود طومار شمع داغ دل گرد و عیان از دیدن رخسار شمع از پر پروانه باشد گرمی بازار شمع بارها که دم نظر بر مطیع افوار شمع</p>
---	---

شیرین از عیب چنان کرد پیدار وقتی

هر دم افزودن است از گلگیر دایم کار شمع

<p>مطرب شد از تو این دل پر شور در سماع واعظ بخلد هم نگویم ترک صوت خوش صبر کلیم چون نشود مطلق العنان از نعمت نیست زاهد افرو و رانناط</p>	<p>دارم سری چو کاسه طهور در سماع باشم من از صدای لب زور در سماع آید چو با هزار زبان طور در سماع ناممکن است راحت رنجور در سماع</p>
--	--

باید ردیف کاسه طنبور جام	در گوش نپیاده چو محمود در سماع
وصفت رستم چگونه نمایم که زهره را	آورد صوت و کشت از دور در سماع

رونق ز شوق ز غمزه دیگر بمن پرس
خواهم که جا کنم بلب گو در سماع

ردیف غین

نامی شود بحر دل از انتظار داغ	داریم سینه گرو صد هزار داغ
گر دید شهره آنقدر از فیض سوختن	در یوزه میکند ز دلم لاله زار داغ
چون شاخ لاله که زیناں نبال شد	از فیض گریه آمده مار با بکار داغ
هنوزش است زینت عشاق تیر و نجت	چون خال لبران شده مار انگار داغ
تا رنگ جلوه یافت ز رخسار نیکو	بهمو سیل بل تابان شد بهار داغ
وحشی نگاه کیت بدل آشنای ما	چون دیده غزال شود بقرار داغ
افکند تا نگاه بر آئینه رخس	روشن شد دست چون کمر شاهوار داغ
جز سوختن نمرود اتحاد را	دارد نبال عاشقی ما بهار داغ

رونق بشمع نیست سرو کار من در
گر دیده از لطف ره او تا بهار داغ

<p>نیست اصلاً بنظر جلوه گل با در باغ باغبان مرده ولا ترا کند احیا در باغ عند لیسان سوی گل محو تماشا در باغ چشم زخم گل خود روی اثر ما دارد کرده بهوشی دل سیر چمن افزون تر هست کافی بچمن ریزش این دیده تر گرنیابی بچمن نیست فروغی گل را سیر گلزار سخن طرفه نصارت دارد</p>	<p>خون دل ریختم از حسرت پیدا در باغ لب هر برگ گل گشته مسیحا در باغ من بیا در بخ گل رنگ قمشید در باغ مروای آفت جان هر تماشا در باغ شاخ گل میدهد م ساغر صبا در باغ ابر نیسان نخنی گریه بحب در باغ چشم منور بود در گیس شملاد در باغ عند لیسان پس ازین من نهم پا در باغ</p>
--	--

گل چو ماتم زد کال گریه سرشاری داشت
 دوش رفتم چو رونق تماشا در باغ

ردیف فاء

<p>گر بچشم مست او گردد دمی ساغر طرف از ملایم طپستان این مباحش ای فصل غیر خاموشی نه بیند صرفه دیگر بهر خویش روی جمعیت نه بیند دیگر اندر خوابم</p>	<p>میرسد سنگ طامت بر سرش از هر طرف سینه بگذازد چو گرد و درشته با گوهر طرف اگر بشو رنانه می شود محشر طرف چون شود منعم ز مستی با دل ابر طرف</p>
---	--

<p>آدمی را کی ربائی میشود از شجعت یافت رنگ و تغیر حیف چون بگ خزل بی نیازی عالمی دارد تماشا کر نیست حاجت مجنون شمع نیست در شبهای تابا</p>	<p>مهره کی آید برون گرد و چو باشد رط شد گم با اشک خوغم می حسد ط هر گدای میشود اینجا با سکن رط دید ده آهو بصحر گشته با اختر ط</p>
<p>نیت جز آینه رونق عارض گل رنگ سادگی خاصیتی دارد تکلف بر ط</p>	
<p>قاتل از رنگ خدا و دل احمر بکف دامن دشت از پرید نهایی نگم زر بکف موج می گردد نمایان از صفای عارض تا شد آن سرشار با آینه گرم اختلاط تشنه کی مانم بر وز خمر چون باشد مرا پرده های چشم ز کس فرش پا انداز است آفتاب از رهنمایی سحر طالع شود</p>	<p>میرم من هم دل صد پاره در محشر بکف خار پای من بود از آبله گوهر بکف تا نگار آتش خیم بود ساغر بکف گشت از عکس خوش همچون فلک اختر بکف ساغر صبا ز مهر ساقی کوثر بکف شاخ گل پیش خم زلفش بود مجمر بکف از تیره دل دار محکم دامن رهبر بکف</p>
<p>میکنی از کشتن رونق به سوز انگار دارم از دامان رنگین تو من محضر بکف</p>	

ر د ی ف ق ف ا ف

<p>بعد ازین دست من و چاک گریبان فراق دوستان ارم فراهم طرفه سامان فراق می نم برگردن شاطه تاوان فراق زانکه می باشد اجل یک موج عمان فراق کشتی دل را بدست آور بطوفان فراق هیچکس یارب مباد از دهر حیران فراق هر که را در باغ دیدم گشته نالان فراق اگر رود در گوش صرخ این شور و افغان فراق</p>	<p>اکی باسانی دهم از دست دامان فراق دل پریشان چشم پر خون سینه داغ تظا دید در آئینه روی خویش و رفت از پیش من غرق گردا باین دریاچه دست و پا زند جوش آب دیده گرتاراج عالم میکند گر فلک نشتر زند در حشم چندان در نیست لاله پر خون گل جگر چاک پریشان من است تا قیامت روی مجوری نه بیند عاشق</p>
--	--

رونی امید و صاشتن تا کجا دارم بیا

نیست چون یر فلک هیهات پایان فراق

<p>بسکه می بیند ز باران باری جوش خلق بهم می از ابر نیسان میشود مد هوش خلق از پی کاری اگر بیرون رود از خانه ما با وجو داین ترشح در چمن مست اوقاد</p>	<p>می نشیند سیر کجیب خویش خلق خاموش خلق از هجوم رعد دارد پنبه را در گوش خلق میگردد از درخش برق دوشادوش خلق از نگاه ساقی ما بسکه شد میسوش خلق</p>
---	--

اینقدر بارانِ حمت ز آسمانِ یش نمود	چون غریقِ بحر می کسیر بود بیوش خلق
خانهای مردمان در سجده شکر اوفتاد	برزیس سجاده را کی می نهد از دوش خلق

خامه و کافز شود از وصف بارانِ غرق است
اضطرابِ طرفه می داشت رونقِ دوش خلق

ر د ی ف ک ا ف

طبع شاد آب نمی گردد خشک	جامِ متاب نمی گردد خشک
آبِ حیوان سخن را دیدم	حرفِ سیراب نمی گردد خشک
چشمِ تر گاه نمادنی آب	صینِ سیاب نمی گردد خشک
قطره گر چکد از عارض او	باده ناب نمی گردد خشک
آبیاری کند از دیده زار	هیچ سیلاب نمی گردد خشک
مگر دوش چشم تو بیند گراشک	مثل گرواب نمی گردد خشک

چه بلایست سر شکست رونق
وایم این آب نمی گردد خشک

ما و اگر زیده اند ز بس گلر خاں نجاک	پیوسته است چشم تر عاشقان نجاک
ساقی مرز جرع می رایگان نجاک	طوفان شود ز خون دل میکشان نجاک

مجنون زیوفانی لیلیه بدر حجب
خواهی که بوسه کف پایش هم رسد
پاس فتاده لازم حال تو انگر است
خواهم که خویش را به تیره خاک انگنم
ست تغافل ز مزارم گذر کند
بیوده دل بسند بنیای بی ثبات

از اشک خود نگاشته صد دستان بخاک
همواره دار فرق تو چون آستان بخاک
دارم همیشه دیده خود آستان بخاک
منزل نموده اند ز بس دستان بخاک
هر نفس پا شود جگر خو بچکان بخاک
پامال شد سکنه ر صاحبقران بخاک

از مهر و ماه پیبه بگوش افکند فلک
رونق کند بدرد که شور و فغان بخاک

بی سبب هرگز دامن خاک پیچ قباب اشک
بسکه ریزد از دل پر داغ من سبای اشک
عقد مروارید جای یافت اندر گردنبش
وقت رقت آشنای وعظ گشتن سودیت
صافی مشرب بهاری مید حسن ترا
آتش دل را اثر ماهیت اندک غور کن
تا بدو در حشر کی بر باد رفتی تخت او

تا بگویش میرد آخر مرا سیلاب اشک
لاله زاری گل کند در کوی آزار اشک
مفت از کف ریختم این گوهر نایاب اشک
بر دین جان سخت دشوار است از غلاب اشک
سینه ام آینه گردیده ست از سیلاب اشک
شد زمین خاک تری از گرمی تیزاب اشک
اگر سیلان شتی یک گوهر سیراب اشک

شد بکوی او وطن را از فیض چشم زار
بار منت بسر داریم از گرداب اشک

طرفه اعجازت رونق دیده خونبار را
ظلمت شب را منور میکند متاب اشک

ز دور در نظر آید غبار آتشناک	رسد به زخم شکار آن سوار آتشناک
درین چمن نبود لاله زار آتشناک	سپرده اند دل اغدار آتشناک
بواجی شبنم گل سرود مری آرد بار	تو گرم خوی بسنگ بهار آتشناک
بر وی شعله جواله دیده دانستم	که بسته اند دل بقرار آتشناک
اگر بر آئینه دل نه کرده نظر	تراز چیت رخ شرمسار آتشناک
شب فراق تو اسباب عیش از ایت	بدیده شمع بود مثل خمار آتشناک
ز سیل دیده بسوز جگر زخم آب	اگر خرام کنی بر مزار آتشناک
بغیر سیل سرشکی که دارد آتش آه	ندیده ایم دگر آتش آتشناک
بخمره که ثمر دار نخت دل باشد	به ایچ نخل ندیدیم بار آتشناک
زگر محوشی آن سینه و جگر می سوخت	که دوش بود در آغوش آتشناک

بوصف نظم تو رونق بستاین و منظر
کلام پُر اثر آبدار آتشناک

ردیف کاف فارسی

<p> همچون شرر گرفته در آغوش تنگ سنگ یابد اگر ز پر تو خورشید رنگ سنگ دل چاک میشود ز جای خدنگ سنگ مجنونش است بر سر دیوانه دنگ سنگ آئینه شد بدست نگار فرنگ سنگ کاری نمی کند چو زنی بر پلنگ سنگ دارد ز سختی دلت امی شوخ تنگ سنگ شد لقمه درشت بکام ننگ سنگ </p>	<p> آمد بقصد عسره بدیده دیگر بچک سنگ عاشق ز خون دید و چمن کرد خاک را بینی همیشه ریخ ز پروردگار خیش در حیرت است ظالم از اندوه ناتوان از تاب حریف صاف شود هر سیه درو سختی کشان هر اس گیرند از جفا از نرمی طبیعت ماموم آب شد حرص است آنکه رهبر احت بود خلق </p>
---	---

رونق ز سنگ این او شد مگر متی
آید ز شوخ بر من شیدا درنگ سنگ

<p> رخسار یار و ار و عجب پایدار رنگ زین پیشتر نداشت به عالم وقار رنگ در باغ و هر گرچه بود بی شمار رنگ اکنون نظر فریب بود صد هزار رنگ </p>	<p> رنگ بقا نداشت ببلغ و بهار رنگ رنگ حامی دوست که شد مائه شرف رنگ لب تو دلکش مردم قاده است رنگی ز حسن شاید پیرنگ جلوه کرد </p>
--	--

رنگ نشاط ریخته آمد نگار من	دارم بدست خود برای تبار رنگ
رنگ سرشک گزیده محیط جهان شد	کی یافتی بروی زمین عسبار رنگ

رنگ تو رونق است پرواز هر قدر	
آید ز باد و بر رخ آن گلزار رنگ	

روغن لایم

کی رسد در خوشنمایان خسار گل	بارش نسبت ندارد دیده ام بیار گل
بسکه میسوزد ز رشک دیده خونبار گل	شعله می آید بحشم ماورین گلزار گل
نور چشم غنای جهان است در گلزار گل	باغبان بصیر فم می آری تو در بازار گل
بیتور فم سوی گلشن از پی تکیه دل	در نظر آمد مرا هیسات مثل خار گل
برگ این گلشن به پشت پرده پوش غنچه شد	شاخ از دوش آگند از شرم همچون بار گل
باغبان در بلبلاں لاف محبت میزند	لیکن از دم سروی او نماید خار گل
غنایان را بر برگ گل نشاند در چمن	باغبان آرد اگر در پیش آن دلدار گل

عالمی در سیر گلشن بخود دست و سینه چاک	
بس بود رونق مرا آن چهره گلزار گل	

رفتی تو در هجرت مرا آید چه سامان در نعل	هر نامه گلشن در بر و هر اشک نیاں در نعل
---	---

درخت یک قطره اشک و دانه شد از خاک * کی محال شود باد دیده با سه زار گل

دارم دل خوش شسته ز از روی بام و بخت	چون ابرو دار چشم من یک شعله پنهان و بخت
اندیشه میدارم که آیسبش ز سوز دل رسد	گیرد اگر از روی مهرم گاه جانان و بخت
ریزم سرشکی هر کجا باغی نماید دل کشا	گردیده ام از یاد روی او گلستان و بخت
در باغ دنیا گفتمی آنرا گل بخار حریف	وصل بتاں را اگر نبودی در دیوان و بخت
می آید آن آشوب جان از بهر قتل عاشقا	در دست تیغ خون نشان گرفته دامان و بخت
هر چند دار و بوالهوس تقلید افغان چون جبر	باشد برنگ خار خوش خاکیش پنهان و بخت
بر دل خور و صد نیشتر آتش زنداند جگر	کی میرسد آن فتنه گر بهیسات آسان و بخت

رو نقیبین آن با هر دو دیگر نماید جنگ
از هر نگاهی چشم او شمشیر عریان و بخت

عجب افتاد مرا فکر هوا و آری دل	جگرم قطره اشکی شده از زاری دل
نم اشکی نه پسندید بخود یاری دل	آفرین باد برین وضع سبکباری دل
خوبتر آنکه دل بوالهوس نگذاری	در کفت جامی خایست ز بسیار ی دل
صبر و هوش و خود و عیش بتا را حرم و د	چشم ما کشیدم ز جفاکاری دل
شده خاکستر آئینه و وصلش دریا	از گمان بود فرو این چه پرکاری دل
بر سر حرف میارید من شیدا را	دوستان بسته ام احرام پرستاری دل

بانی و هر چو تمیر فلک را میگرد	انگ الماس تراشید بعماری دل
رونق میرو پارا خبری نیست از آن جایی حمست عزیزان بگر قاری دل	
از عکس تست ساغمی بدر در بغل ضبط نفس بجاست کز اشعار ابدار بر تخت خسروی نشود باز چشم من زاهد لاف بیش که چون گنبد فلک	وز کاکل تو شیشه شب قدر در بغل دار و هزار آئینه را صدر در بغل تا شد ز گرد راه کسی صدر در بغل عمامه تراست همه غدر در بغل
رونق ز فیض صدق و صفایم بعشق یا چون گوهر است اشک مرا قدر در بغل	
در باغ از فراق تو چندان گریستم مدرنگاه من چو خیابان معطر است از یاد عارضش چو گلشن گریستم	پرمی زخون دیده نمودم بسوی گل گردیدم محو چشم من از بس بروی گل بالیده شد ز دانه اشکم غموی گل
رونق خار آس می بل است در سرم خور و دم بلغ گر چه شراب از بسوی گل	
وحشی غزال شوخ نشد رام ماهنوز	تا مدتی براه بکنیدیم دام دل

رویف میم

سر را پای اوزده فریادمی کنیم شیرینی لب تو چو مایدمی کنیم سر در کف انتظار تو جلادمی کنیم مشت غبار خویش که بر باد می کنیم عمریت ناله در ره صیادمی کنیم ویرانه عدم ز خود آباد می کنیم	صیاد دوش گفت که آزاد می کنیم ناخن بدل چو تیشه فرما می شود از گوشه نگاه توان کرد کار ما یارب بکوی یار رساند مگر نسیم بهیات نارسانی بخت است نیش کس نیست تا بوخت مجنون شود اینس
---	---

روقی هوای بوسه یارست موج زن دل را بیا دل لبش شاد می کنیم

سراپا رقص سبل بود شب جایکه من بدم بکف دامان قاتل بود شب جایکه من بدم سرو و از حلق سبل بود شب جایکه من بدم دو عالم فرو دبل بود شب جایکه من بدم مراز لفس حایل بود شب جایکه من بدم تا شاگاه او دل بود شب جایکه من بدم	لنگارم شمع محفل بود شب جایکه من بدم خوشاییداری بختی که یابد یار پریش نشاطی داشتم در بزمستان عشقش نمی بخیسدهم هیم در جلوه گاه او کند ناز جانان جذبه نهانی دارد انگر و حسن جانان جلوه گردد در عرصه امکا
---	--

ز نخلت آب میشد آرزو اندر دم روق
سختی بسیار مشکل بود شب جانیکه من دم

<p>ز فکر نیستی و هردار چشم تر شبنم خیال راحت و آسایشی و ارمی اگر شبنم چو وصل یار خواهی گریه مستانه سر کن به چشمی من شب تا سحر از در گریاں بود اگر در مسکن صلی خود پای قناعت داشت چو میخواهی سرت دارد دلی زاهد میان کن مرو آتش مزاج من بسیر گلستان هرگز قدم فمیده باید زد درین گرداب حیرانی بشها گریه کن گر عفو جرم خویش خواست</p>	<p>بهر تن قطره اشکیست مانند گهر شبنم ز پنج هستی موهومنه خود در گذر شبنم که با خورشید پیوند نظر کنی این امر شبنم چو روی مهر را دیدم نیامد در نظر شبنم بایں بی اعتبار یمانگشتی در بدر شبنم که می یابد ز تاثیرش تخم گل مقرر شبنم چمن مجر شو گل شعله میگردد شرر شبنم که در دریا یی قوت هست صدفان نظر شبنم که کار رحمت ایزد نماید در شر شبنم</p>
---	---

کسی واقف نشد از گریه مستانه روق
ز جوش در دل میرنجت اشکی تا سحر شبنم

اصل بیاض میں اس کے بعد یہ شعر لکھ رکھا تھا دیا گیا ہے۔
بجز غلطان شدن در فوج شہرت کی بگویند کہ از افتاد گہما می شود و ایدل سحر شبنم

<p>ز دربانان آن درگاه صدمت بجانم عروج نقشه و صلش قناشا کردنی دارد نگاهی نیست بر گزسوی حال خسته ام در خصوصیت مگر باشد مراد بر زم بچشم</p>	<p>اجازت گرویدم تا که سر بر آستان دارم که از دیدار او چون شیشه می سرگران دارم نماید خنده سرشار چون پیش فغان دارم تغافل هر قدر افزون کند خاطر نشان دارم</p>
<p>حریفم معنی کیست رونق جز تو در دور کزین بحر غزل در شش طرح امتحان دارم</p>	
<p>ترا سرتا پا چون خوب دیدم به بینی همچو من کامل بالفت سراپا خوبی و داری عتابی چو مجنون سوز عشقی در کنیت هنر را غیر ذلت نیست قدر رقیبم دی و دچار رگبذر</p>	<p>سراپا صورت مرغوب دیدم بشب باگریه یعقوب دیدم همین وضع ترا معیوب دیدم بچشم خویش بس مجذوب دیدم بطبع دهر این اسلوب دیدم چو منعم خواست بن غضوب دیدم</p>
<p>شدم رونق عشق یار کامل که رنج و محنت ایوب دیدم</p>	
<p>محب سوزی ز جوش ناله دارم</p>	<p>چرا دل نیست یک تنه ناله دارم</p>

<p>ز داغ دل بهار لاله دارم تپش چون شعله جواله دارم سرسک سرده چون ژاله دارم برای زیور او مال دارم محبت از می دو ساله دارم</p>	<p>ندارم رغبت سیر گلستان بیاد آتش روی بهر دم بدور سرده مریای گردون ز نسک گوهر اشک روانی برنگ زکس محمود مستش</p>
<p>ز درو آه خود رونق نظر کن رخ او را درون مال دارم</p>	
<p>ز داغهای جگر لاله زار گریه کنم اگر به جوش آن فیسوار گریه کنم بسان شیشه آتش شرار گریه کنم برنگ شیشه خالی خار گریه کنم بجای قطره خونین چنار گریه کنم ز چشمهای دچشم آبنار گریه کنم</p>	<p>بگلشنی که چو طایر زار گریه کنم مگره شود چو تابش اشک در قره دام بشوق شعله رویش ز بسکه لب ریزم ز شوق زکس محمود ساقی گلفام عجب مدار گرازیاد آن کف رنگین بیاد چادر زرتار آن گلستان رو</p>
<p>چو شیشه از پی آن روی ساده میگیم</p>	<p>نه بهر دور می و جام با ده میگیم</p>

<p>بنا چشمه بجاک اوفاده میگرم سری برانوی حسرت نهاده میگرم که سدا من صحرانفاده میگرم بکوه و دشت روم دگشاده میگرم شکست شیشه راز یاده میگرم</p>	<p>نه چو ابر بکوه ایستاده میگرم بشوق دیدن آن ماه رو چو آئینه بدر و بحر تو چون سیل استخوان زارم بهجوم مردم این شهر و ارم دل تنگ بدر و جان کنی خود نه آن قدر نام</p>
--	--

بشق ساده رخی بتلاشدم رونق
نه بهر مسند زرین و ساده میگرم

<p>طرفه عیار قدیم دارم کنیه عیار قدیم دارم که دل آزار قدیم دارم که ازان عیار قدیم دارم من خباکار قدیم دارم کای گری قمار قدیم دارم</p>	<p>یار و دلداری قدیم دارم چشم مخمور تو بر و آرام بچه صورت نکشم ناله زار آن گل روی من زاهد چهل سنگ آینه شود از خویش زلف دل بسته بهر مو گوید</p>
--	---

کاکل او رگ جانش رونق

طرف ز نارِ قدیمی دارم

زلف گوید کہ نگاری دارم	شانه لاف شب تاری دارم
چہرہ دم زد کہ بہاری دارم	کاکل آشفٹ کہ تاری دارم
بنی دماغانہ چور ہیش گیرم	گویدم دور کہ کاری دارم
بار بار دم بدل آید ہوسے	خلوتش خالی و باری دارم
اکس آن سنبل وز گس چو فتہ	گوید آئینہ بہاری دارم
خار خارم زندایں نوکِ مرہ	بسکہ در دل تو خاری دارم

روقی تازہ بدل عشقِ داد

ہوس تازہ نگاری دارم

ز چاکِ سینہ صبح بہار خندہ زخم	ز نہرِ ہر مرہ بر حویلیا خندہ زخم
بایں حیاتِ تنک یا یہ گرم جولت	ز ہستی حدش بر شرار خندہ زخم
سیاہِ بچم و از یرگی طالعِ خوش	بظلمتِ شب و گیسوی ریخندہ زخم
بریشِ واعظِ گمرہ ز چاکِ پیرہن	بسانِ رزہ زہر تار تار خندہ زخم

سلسلہ یہ تینوں غزلیں تذکرہ صبحِ وطن سے نقل کی گئی ہیں اصل نسخہ میں درج

نہیں تیں ۱۲

<p>رسیدی گرد آغوش آبی یارب چه میکردم*</p> <p>چو مهر سجدہ خاک شفا باشد بر سر کردم</p> <p>بجای گریہ بار خندہ می آرد بخ زردم</p> <p>بیاد آں قد و بالاد و بالامی شود دردم</p>	<p>بنوی وصلش ای قاصد چو از خود میزد و بزم</p> <p>بغیر از خاکساری از عدم نبود ره آوردم</p> <p>چو شاخ زعفران و گل طالع حیرتی دادم</p> <p>ز راه و بنخودی گرسوی سروشاں گذار فدا</p>
---	---

<p>از بی ثباتی دل مضطرب کنم</p> <p>گلشن تمام غرقہ بخون جگر کنم</p>	<p>حرفی اگر رشک دہ دلدار سر کنم</p> <p>آن بلبلیم کہ گر بچمن ناله سر کنم</p>
--	---

روفق بدل قناد چہ آتش کہ دمبم

از اشکباری مژدہ کار شرر کنم

<p>چو سوی ابروش نظر کردم</p> <p>رونمائیش را ز قطرہ اشک</p>	<p>سینہ خویش را سپر کردم</p> <p>جیب و دامن پر از گہر کردم</p>
--	---

ردیف نون

یہہ اور اس کے بک غزل تذکرہ معدن الجواہر و اصف سے نقل کی گئی ہے ۱۲

یہہ شعر گلزار اعظم میں ملا ۱۳

سوده ام تا بوزاب ساقی کوثر جبین
 میکند بذل ضیای و نور بر خورشید و ما
 خم شدن از بحر باشد مایه تحصیل اوج
 شد گل خورشید غرق بحر خجلت از شوق
 اینقدر محو سحر و کیستم یارب که شد

چشمه آب بقا دارد ز خجلت ترجیب
 از سجود استانش بیکه شد افورجیب
 از سجود و خاک ریها شود بر ترجیب
 تا شد از فواره مرگان من احمر جبین
 جان دل مثل سراپای تنم کبر جبین

شاهی ملک غن اگاه رار و قی

می نهد بر در گه او هر سخن پرور جبین

اکس او از خانه آینه چون آید برون
 اگر کنم وصفیه مستی چشمش در چین
 در امید جلوه رویش ز سیل گریه ام
 میکند رقص خیال او بدل گر ناله ام
 اگر باینستی گاهی سوی گلزار فگنی
 اگر سری داری بک خاکسردی بالیقین

از رگ جوهر سراپا سیل خون آید برون
 جاهای لاله از خجلت نگون آید برون
 مصحف نحت دل از بر شکون آید برون
 از سر عشرت صدای رخون آید برون
 مثل چشم آهوا ز رگس جنون آید برون
 در رهت از نقش پا صد پرنمون آید برون

بسکه مضی بزی از اگاه رونق در سخن

هر کسی از عهد نظم تو چون آید برون

پُر از گوهر شد از فیض غم دل امین گان	ز چشم خوفش گم گشته ز نگین گلشن مرگان
نیندازی ز پافت و گداز از نظر هرگز	ندوز و غیر تار اشک کس پیر این مرگان
دهد بشیار را پانزمرستان صدمه آفت	کند با خاک یکسان اشک انفریدن مرگان
تماشا کردنی دارد در حیف این سن بازی	که اشکم ترک بازی میکند برگردن مرگان
زمانی چشم بنداز دیدن دنیا تماشا کن	سیه پوشست عالم از برای شیون مرگان

چهری رونق از ناپائدار بیای مکانم

که گردد زود بر هم از بهم پیوستن مرگان

تا کی بفسر دور و دما و اگر گریستن	لازم بود به دیده شیدا گریستن
شوید غبار سینه به تنها گریستن	طاوس در رفته بصر اگر گریستن
ربطی چو کوهر است مرا با گریستن	هستی من چو اشک بود تا گریستن
بر حال خویش گریه نیست توان شمرد	تا چند غنای لب بگل با گریستن
گر گریه داغ دل برد از سینه حزن	خواهم ز غمزه اش به تنها گریستن
نظاره محو عارض گلگون یار شد	جایز بود به زکس شلا گریستن
از چشم یار سرمه برون بخت وقت بخت	خالی زفت در دل شها گریستن
تا کی چشم یاوری گریه میرسد	بچون سحاب از بهمه اعضا گریستن

<p>آهیم نمود واضح و رسوا گریستن دارد محبت بدلی ما گریستن</p>	<p>تا چند از عشق نسان در دلم بود ز گریه بار منت و احسان گرفته ایم</p>
<p>رو نطق بجوم در دلم را گرفته است یا ناوک نگاهستان یا گریستن</p>	
<p>شدم دمک دیده آهوه بیابان آید بنظر سبیل گیسو به بیابان یکسو شده از شمس زدم رو به بیابان از درد دل زار کشم هو به بیابان جان میداد از خنجر ابرو به بیابان گر دید روان از اثرش جو به بیابان این پیش کشان ناله کند او به بیابان دل میکشام الفت این بو به بیابان</p>	<p>چند یافت وطن این دل بدخوبه بیابان زنهار نه بسینی کل شتوبه بیابان ویرانه نشین راه فدا کار به عالم کونین شود خاک اگر در غم بهر آن تا دیده افیاده بسند رخ عاشق از گریه زارم خبری نیست کسی را با گریه عاشق چه کند گریه زاهد کل کرد بصره اثر گریه محزون</p>
<p>رو نطق چو سخن بر کشد از جودت صبا یا هو هوا سوز و آهوه بیابان</p>	
<p>رویف با هوز</p>	

<p>چکد جای سرشک از چشم من آئینه آئینه شدی آئینه مهتاب زنگ آلود و دشت میسر از صفوت و لهای رباب ما مگر آراست روی شاد فیض اجابت نذار میل سوغی طلس زربفت رویت سپاهی زاده غار گریه صبرست کز خیرت</p>	<p>بجای ل بود شاید مرا در سینه آئینه بکف چون داشتی جانان من و شینه آئینه بود در خرقه در ویش جای پینه آئینه نماید رنگ و لهار شب آدینه آئینه پوشد خلعتی خرقه شمشینه آئینه بر اندامش شود هیبت چار آئینه آئینه</p>
--	---

زر عنائی پردگرایتقد ز رنگ تان و نق

شود از زردی رخسار با گنجینه آئینه

<p>دارم بدل ز بجزش فصل بهار عقد مژگان یار افکند در جان زار عقد از بستگی کارم جان رسد بدم حرفی اگر بگویم که لایق عقاب است خرسندی است ما را در نار وانی کا از تیغ آبدارش امید و اشدی بود وقت شهادت خویش منصور راحتی داشت</p>	<p>وامانده بنمایم یکدل هزار عقد بی هی چنان کشایم از نوک خار عقد سرمایه حیاتم شد چون شرار عقد جانان ز کشته خویش و دل میار عقد دیوانه را چو گوهر باشد بکار عقد پیکان تیرش افکند آتش بکار عقد حل شود ز کارت بگریه دار عقد</p>
--	--

بر کس بقدر حالش از دورت شاد کامم آمد فقط بکارم زان گل عذار عقدہ

چون لطف حلقہ واری بر عارضی وطن کرد

رونق بکار خود ز دینی خستیا رعدہ

میتوان کردن علاجم را ز برگ لاله

در سراپایم بزم برق باشد ناله

از پئے ماه رخس پیدام نمودم لاله

عالی رامی فریب از صد اگوساله

تا بدست آورد از تار سرشکم ماله

از لب رنگین او شد در دلم تجالہ

ریخت آتش در دل من شعله جوالہ

رومی او دیدم تنم چون حلقہ شیرین و تالہ

گفتگوی واعظ پیو ده مشو ز نیبالہ

گشت مستغنی ز بار زیور خود آں نگار

حاجت مینا و ساغریت **رونق** ز نیبالہ

از نگاہش میکشم ہر دم می دو سالہ

ردیف یار

پر خون کشید جام دل زار اندکے

وامان خویش را تو نگہ دار اندکے

دارد ہوا می بادہ کشی یار اندکے

سرست ناز میرومی از خاک کشتگان

✽ اس شعر کے بعد اک اور شعر لکھ رکھا ہے دیا گیا ہے وہ ہذا۔

فیض حویانی می گنجشیر گفتگو از شب روزست بر اندام من و نسا

<p>شوخی کن نسیم زلف نگار من پارا نگا هدار بیا لیسیم ای اجل هر جاست بی نقاب رخ شاد بازل از لغزشت بعالم میخانه ما شود</p>	<p>فهمیده نه قدم بشب تاراندکے دارم بجاطر از قره اش خاراندکے از چشم دل حجاب تو بردار اندکے پست و بلند راه تو بھوار اندکے</p>
---	---

رواق ز عرض حال شود یار بید ماغ
بیرند پیش اولب اظهار اندکے

<p>بجاک تیره یکساں شد ز آہست گلشن قمری مباد از آتش آہ تو سوز و گلشن قمری اگر سرو ترا باشد خار سرگرافی ما اگر از بد و فطرت با قبح نوشی سرمدی اثر خالی ز رفت از گریه و افتاد سردت ز جوش آتش دل با سمند میثوی هنرمک ره عشقت و در هر گام جان باز میجو به فن عشق بازی راز دل با کس نباید گفت</p>	<p>مگر قی خونبهای بلبلان گردن ای قمری بصحرارفته خاطر خواه سر کن شیون قمری برنگ شیشه می آری تو در پیرا ہن قمری چو اساعن نمایاں شد ترا بر گردن قمری ز ہزار آب در پا حلقہ های آہن ای قمری اگر ہم طرح در فریاد گردی با من ای قمری نمی باید شد از خنجر کشیدن این ای قمری دریں رہ می شود از سایہ بیدار ہنر ای قمری</p>
---	--

بسر و آتش خوی فادہ کار ر و نق را

که مثل سرو تو صد را کشد در دامن ای قمری

<p>مستانه خرامی چو بصر چمن آئی کی دست دهد اینک در آغوش من آئی کو حوصله و طاقت گفتار و دماغ رنک رخ شیرین تو پر واز نماید صد قافله مشک بگرد تو در آید صد ویده ز گس بقدر ورم تو سفید آست</p>	<p>پیمانه شکن گربسرا بچمن آئی جان در تنم آید اگر ای سیم تن آئی گربسرا لطف و کرم ای دل شکن آئی فرهاد چو در حشر بخونین کفن آئی آهو برمد گر بخت بد و خفتن آئی در باغ زمانی برخ یاسمن آئی</p>
---	---

روشنی بفرافت همه شب دیده نه بند

ای کاش بخوابش برخ پرفتن آئی

<p>تا تو زلف دلکش خود را ز رافشان کرد مثل آئینه تحیر را چه از زان کرده والهانت را بجان دادن شده و تمام پرده از رخ چون کشاد قیامت حق جلوه عشق چون کامل شود خالی نگردد و از اثر هر سحر روشن کنی در دم چراغ آفتاب</p>	<p>در شب تاری می عجب روشن چراغان کرد با کمال سادگی یک شهر حیران کرد تا بجاف خون عاشق زیبا مان کرد اشک را از نقابت راز پنهان کرده عذیب زار گل را چشم گریان کرد آه آتش بار شمع و دلفروزان کرده</p>
--	--

زنگ بستی از مسی پان لب خود را بناز
هر که بیند وقت از عشق باز آید دلش

بهرش خون دل عاشق چه سامان کرده
شهره در زشتی چو انام نکو یاں کرده

شعر را قدری نباشد اندرین عصر نکول
خویش را رونی بنادانی غمخوار کرد

بلف ساغر چو انداز دست من بسود
بیا و تیغ خور زیش بر آرد هر دم
بطاق ز گس مستش غازی چون تو خندان
پنی گلچینی باغ جمال عنبرین مو
صفای دست رگینش مگر شرمند میداد
شدم مجنون عشقش عاقلان سازید بیک
زنگ آئینه بریز حیرت شد سزا پایم
دل بر آتش غیرت چو مرغ نیم بریان شد
خدر کن آسمان از ناوک آه جگر سوزم

ید بیضا ز جلالت میگذازد پیش رود
چهار آسار دوز از تربیت من آرزو د
که دستی غرق صها بود در آب وضو د
چو شانه چاکهای سینده ام شد مومو د
که در خون دل خود میبرد بر جان فرود
بر مشکس کاکل یارم بیا آید ز بچیر
مگر امشب بچشم جلوه سپید گشت تصویر
بفراک سبز لفت طپیدن آشت بچیر
که از زلف رسامی یار در دل خورده ام

ز پرواز غبار کوچه جانان بقیه نم شد

که صرف خاک گردیدست اینجا خانه آباد

بودار رنگ و چیں از نقش شکم داغها در دل
نیم چشم بفرش خاک شد مانی و بنزد

چوپر و پرن کند کوہ خاک راتیش آہم
دل دیوانہ ام رونق عجب کردند فرہاد

دل بگو سے یار تنہا میروی
طاقتم طاق ستامروز از فرو
سخودی از نشہ بردوش غیر
گرم جوش بہا دل داری بیاد
بعد ازیں شاید بصر میروی
دی شنید ستم کہ فردا میروی
خانہ ات ویراں چہ رسوائی
یوفا از پہلو ما میروی

تا نظر افکندہ ام سومی کے
جان کند آسودہ آہ نیم شب
خوش نمی آید مرا روی کے
زین نسیم آید مرا بوی کے

اینقدر رونق چہ از نری سر شک
الحذر از گرمی خوے کے

ضمیمہ غزلیات کہ بعد نسخہ اس اوراق دستیاب شد

نہ پہ اور اسکے بعد کی غزل تذکرہ معدن ابجاہر سے نقل لگی ہے ۱۲

قصاید

قصیدہ منقبت حضرت ایاہ حسین علی جد علیہ الصلوٰۃ والسلام موعوم بہ ہر منقبت

عزیز گشتہ پیش تباں ازاں گوہر بحیر تم کہ چنیں شہرہ چیت نیاں را دل چو مال عشق بت گہر پوش است	کہ شد مشاہد اشک ستم کشاں گوہر رساند دیدہ من تا آسماں گوہر ز چشم خویش نیارم بروں چیاں گوہر
--	---

بشبر

یہ مجھ کو رونق مرحوم کے قصاید کی بہت تلاش تھی۔ باوجود جستجو کے کہیں نہیں ملے تھے
مگر اراغ علم میں اس قصیدہ کے چند منتخب اشعار دیکھنے میں آئے تھے۔ میں مولوی
عبد الواحد صاحب و اجد فرزند مولوی عبد العلی صاحب الہ مرحوم کے تفحص و تلاش کا
ہدایت مہم نوں ہوں کہ ادنیٰ غایت سے سالم و کامل دو قصیدے دستیاب ہوئے۔
قصیدہ ہذا و الہ مرحوم کی ایک پرانی بیاض میں پایا گیا جس میں انہوں نے زمانہ طالب علمی
مختلف اساتذہ کے اشعار جمع کئے تھے اور دوسرا قصیدہ صاحب موصوف کے
کتب خانہ کی ایک قلمی کتاب کے آخر پر لکھا ہوا نظر پڑا۔ جو اتفاق سے طبعانی رود

چو آب تاب سر شکم بہ بیدار شمش
بیل گریہ من بقیہ راز شد کہ کند
ز مہر مال بود زندگی زرداران
بخانہ ان خلف نامور و ہد شرف
و بہ تنگ لال جادرون جان منعم
حصول مال بنیاست عقدہ خاطر
گداز صحبت منعم ہمیشہ دار و عار
ز آبرو نہ پسندم بخوش ننگ سوال
ہمیشہ اہل ہنر در سپاس احسانند
زود آہ صفای سر شک من گم شد
مدام کار تیمان زغیب گیر و نظم

بخوش تیغ کشد از صدف نہاں گوہر
ز رشتہ با خط زہار را عیان گوہر
بقالب صدف آمد برنگ جان گوہر
خزود منزلت و قدر بحر و کان گوہر
کہ یافت در تہ دریا از آن مکان گوہر
ز کار بستہ بخوش ست سر گراں گوہر
جد افتادہ ز دریا بر اسے آن گوہر
بخوریں کہ ز نقد فضل بردہاں گوہر
کہ شد پیش صدف سر بر آستان گوہر
کہ بے جلا شود از کثرت دغاں گوہر
کہ یاقہ ز صدف طرفہ سائبان گوہر

بقیہ صفحہ ۱۰۴

کی لٹ سب سے بچ گئی تھی افوس ہے کہ اس کتب خانہ کو جس فارسی کتب کا بنیاد
نایاب ذخیرہ جمع تھا اور جس میں مدراس کے اہل کمال کی نادر الوجود تصانیف موجود
ہیں سیلاب کے ہاتھوں ناقابل تلافی نقصان پہنچا ۱۲ جامع دیوان

ز رخنه بهریم یافتہ زیان گوهر	ز حبت مال دل اغنیما شود ناسور
که کرد ظلمت شب فلس ماہیاں گوهر	کمال یافته ناچیز از سیہ بختاں
که نزدی بحصارست جاوداں گوهر	مدام اہل ہنر گوشت گیر می باشند
کہ در خزانہ ادہست میہیں گوہر	بمال عاریتی نازش تو نگر حییت
ز آب خویش خبر کرد بی زبان گوہر	بخامشی ہنر صاف دل عیاں گردد
ز موج نور بر رخ بست طلیاں گوہر	بابل شرم نکرد و خلل ز عیاںی
ندیدہ ام کہ بود زیب کہکشاں گوہر	بغیر فرق گہ پوش آن نزاکت بار

مطلع ثانی

شود چو قبلہ نما پیش ز اہد اں گوہر	خیال ابروش آرچو در گسں گوہر
بگو شوارہ او کرد آشیان گوہر	سزای خویش نہ است تہیہیچ جاز ازو
ز عکس او شدہ ہمرنگ ز عرفاں گوہر	بیسیر بحر چو رفت آن نگار ز ریں پوش
بینہ بستہ چرا شوخ را یگان گوہر	سر شک ما ز صفای رخس منور شد
بچشم میل کشد سچو سرمہ داں گوہر	زور و ہجر با گوش یار حیراں ست
ستایش دُر دندان اوبیاں گوہر	ہم رساندہ ز باسن ز رشتہ میازد
رواں نمود ز انجم بار معفاں گوہر	لباس گوہر او چون فلک تماشا کرد

بیشتر

تات

ز سینه صافی جانان صدف کد خبر
 مگر بخل خود کرده گیسو ریزی
 بجز تم بخیل رخ که گر یا غم
 بفکر مریح کد این گیسو فرو زامشب
 در شای که طبع مرا صیابخشید
 بوصف گوهر بحر بنو تم مائل
 امام و قلعه کونین سید الشهدا
 بهار گلشن ایمان صیای دیده دی
 فروغ دیده زهر اسکون جان علی
 حسین صابر مطنوم راضی از نقیر
 ز گرد کویش اگر تخفیه برد همراه
 ز نقد فیض کلامش غنی شود عالم
 اگر ز عارض او پرتو سفتد و بحر
 ز روی خشم به نیاں اگر نگاه کند
 ز جوش مهر بشنم کشاید ار چشمه

رنگی دهنش میدهندش گوهر
 که جای اشک براید ز شمعان گوهر
 که گشت قطره اشکم عجب گران گوهر
 ز بحر طبع چنین میشود روان گوهر
 رسانده ام زرقم تا بقرقدان گوهر
 که نقش نقطه شود در شک یک جهان گوهر
 ز فیض خاک درش یافت عز و شان گوهر
 که شد به پیش بختهاش قطره سان گوهر
 که از محیط رسالت برآمد آن گوهر
 ز خون دل نغم او شد ارغوان گوهر
 عجب کمن که شود بار کاروان گوهر
 که در سخن ز لبش ریخت یک جهان گوهر
 شود دجتم شک خوار و ناتوان گوهر
 شود بینه دریا شرر فشان گوهر
 ز انفصال نیارند بردگان گوهر

میکنم
 سبب

ز روی وعظ اگر جمع مال منع کند
 شهی که بهر ظهور رواج احکامش
 شمیم خلقش اگر بگذرد بدریا بار
 بگیریم نگاهش سعادتی اندوخت
 کف عطایش اگر یایل سخا گردد
 بشان خیمه او کن نظر که بهر شرف
 ز مطلع و گریه میکنم شروع خطاب

شود ز قطر گی خویش تر جان گوهر
 بمنعمان جهان ست تر ز باں گوهر
 ببر گرفته رسد جز و گلستان گوهر
 که شد به تخت صدف شا کلام گوهر
 غنی طمع کند از دست مفسدان گوهر
 ز تار موج با و بسته ریسان گوهر
 که کسب نور تمنا کند باں گوهر

مطلع ثالث

بفیض مدح تواند و ختم چنان گوهر
 بکارخانه عالم کف نوال تورخیت
 نمود و عکس جبین تو چرخ را روشن
 بوصف تو سنت اندیشه را کجا طاعت
 رحمتش چو بهایار قم کنم حرفی
 سکون سرعت او دید هتخت حیران شد
 بمدح جوهر تیغ قلم چو یایل شد

بگو شواره طلب کرد و حور از ان گوهر
 بنگ لعل بدریا بے بیکران گوهر
 ندیده است کسی اینقدر کلاں گوهر
 ز نسبت عرش میشود رواں گوهر
 چو برق میشود از دیدنش تپان گوهر
 بچرخ برق و بدریا بے بیکران گوهر
 بیایش آمده زنجیر از گران گوهر

بخوابد ابر کند از ابل حرص قطع ابل
 ز لعل آب و زخو رشید تاب بردار
 چنان شرف بود آن روضه مقدس
 برای کسب شرف بر چراغ مشهد
 قوی که گوهر نامت ضیای کوینست
 چو هست گوهر مهر تو در خوانه دل
 چه عرض دارم از احوال خوشین شاه
 ز دست جو رفلک سخت زار و نالام
 کشاد کار ندیدم بد و رایس بیرحم
 بر آید از فلک سفله کام کم ظرفاں
 ز اشک خویش بیادت دلم افان باید
 ز مهر خویش به من بخش گوهرایاں
 ز فیض مدح تو طعم چنان ضیاءند
 ز شعر من گهر شب چراغ شد روشن
 قصیده با گهر منقبت شود موسوم

شرارتیخ تو وز جسر بیکراں گوهر
 بعر خویش ندیدیم آتچیناں گوهر
 بخاک در گد او نیست هم قراں گوهر
 ز فرط شوق شود مثل تابداں گوهر
 گدای کوی تو بخشد بخمر و اں گوهر
 و گطلب چه کنم پیش این و اں گوهر
 که آرزوی دل زار شد هجاں گوهر
 کند بیدین آن اشک رار و اں گوهر
 چه سنگ بازند آرم چو بر زبان گوهر
 گرفته است بکف گنج شایگان گوهر
 بغیر آب ندارد دنگا هب اں گوهر
 بگرد او نشود گاه همعن اں گوهر
 که جای حرف در آمد بدات اں گوهر
 ندیده است چنین چشم باهراں گوهر
 که تانار نمایند انس جاں گوهر

سخن کند بد عایه محقر رونق
همیشه تاشود از پر تو بختی غیب
نثار روضه پر نور تو شود هر دم

دعای
ن

گرفته قدر ز تو اسے خدایگان گوهر
بگسل و بدریا کند مکان گوهر
بجوش در دلد از چشم زایران گوهر

اشک

قصیده مسمی به وصف حش عظیم که تنینیت بیله خوانی نواب عظیم جان

عروس طالع ایام جلوه آراشد
پیر طرف که نظر رفت طرفه سر سبز است
صفا پذیر چنان گشته است روی می
مگر سحاب درین فصل رنگ می بارد
تمام خلق چنان چون افق شفق پوش است
ز رنگ عیش چنان جام دل بود بزر
تمام اهل سخن گرم شعر خوانیها
سه پاس روز پئے سیر چون بروی فتم
درون ز فکر سخن دیدمش پریشان صبح
باو سوال چو کردم ز وجیه این تلویش

بشیر

باز

که در حدیقه گیتی گل طرب و ایش
جو گلزمین سخن شهر و دشت خضر ایش
که سطح کوه چو آئینه مصفا شد
که پیرهن به بن ایل ز بهر حمرا شد
لباس سرخ باغوش پیر و برنا شد
که جوش خنده عشرت برنگ صبا شد
ز سر دهری دوران اگر چه نفا شد
برگزار دو چارم یک اهل معنی شد
عجب بطبع من خسته حال پیدا شد
بطر گفت شناسم که عقلت از جا شد

هنوز بخیر اوقا و بکجه خویش
بفکر قطعه باغ غزل قصیده در آ
چو این نوید بگوشت دلم رسید بوجد
بوصف جشن عظیمی غزل سرگشتم

ز جشن مکتب نواب شور و غوغا شد
اگر هوا می سخن در سرش همیاشد
دماغ شاعریم نیز خامه سرش
که قفل کار فرو بسته راست این داشت

مطلع ثانی

چه شور عیش در آفاق باز پیدا شد
و میکه خرد و انجم نظر بر حمت داشت
خیال زینت و ترتیب بزم عالی شال
چه شاه آنکه عظیم ست نام با جاهش
سکندر ست و فریدون و پیشگاران
غرض معاینه بزم خاص دلکش داشت
هزار مایه فیض عالمی گسترده
ز وصف فیض و نوالش زبان شود چهار
هزار خلعت زرین و جامه طلسم
هزار خوان پُر از الوان نعمت دور

که ساز و برگ جهانی از آن میاشد
سعادتی ازلی را چو جوش دریا شد
بجشن مکتب نواب شاه مارا شد
کمینه چاکر درگاه او چو دارا شد
دوران زمانه که جمشید جام پیرا شد
که شاه کشور ایران باین تمنا شد
که حیرت طمع هم ز مال دنیا شد
بهج حشمت او خامه عمر فرسا شد
بصبح و شام بدوش کهار برپا شد
بهر محله و کوچه شربت نظر را شد

ز جا بهای گران قیمتی که در این جشن
 محاسب خردست از شمار آن عاجز
 بر و ز بسکه خوانی خسرو آفاق
 و بان پیر فلک شد حلاوت آلوده
 بصد کمال فصاحت چو خواند بسم الله
 نوای تهنیت از جان قدسیان برخاست
 بر زیر سایه والای عمق حده خویش
 ز فرط روشنی و زیب و زینت محفل
 هزار سر و بلورین نظر فشریدی کرد
 قطار فرشتگان دایل هر دو جانب
 بر نگبازی و آتش فروزی اقسام
 بدست پیرو جوان بود رنگ افشانی
 چو یافتند اجازت برنگ بازیها
 به بزم تهنیتش صف کشد رقاصان
 سماع زهره جینان ز بسکه رفته چرخ

عطای مردم سرکار فیض پیرا شد
 و بیر عقل در اظهار آن باخفا شد
 بناسه ها که به تقسیم طفل و برناش
 بهای گوهر انجم خم عسره قهاش
 صدای نوبت و تقاره تاثریاش
 ندای حسن و آیین بزم اعلیاش
 رسد بعمربسیعی که بس همتاش
 گهر فروز حریم دلم چو هجر جاش
 به پیش تخت شاهی هر که گام پیماش
 کمال حرم در آن بار که مودعیاش
 چه عیشها که بخت بزم والا شد
 درون خیمه که در صحن خانه برپا شد
 برنگ معنی رنگین بدن برپا شد
 که ام نوشه دولت جلوس فرماش
 هزار و نوله در خاطر میجا شد

ز جوش رقص که تا بهفته شور عشرت داشت	بطبع پیرو جوان لذت میباش
او اگر شمه رقاصگان خوش بکیر	خلایع فاختره در بر چه قدر افزا شد
یکی بنا زو ادول ربودی از محفل	یکی بنغمه شیرین حلاوت آرا شد
بهر مقام میسر بحاص و عام طرب	زبان و عطر و گل و قهوه توده هر جا شد
بعرض حال کنم مطلع دگر انشا	کمال قدر حضورش چو آشکارا شد

مطلع شالشت

شهادتیکه نوال تو گنج پیرا شد	کف عطای تو دیدم که رشک دریا شد
چو یافت طالع دوران قران بهبودی	ز رحمت ازلی چون تو کار فرما شد
بهز شناس ترجم اساس و نیک قیاس	سپاس لطف تو افروز زهره و طلا شد
بهر کمال دبی داد قدر و اینها	علی الخصوص سخن را که از تو هر جا شد
ترا چو هست خدا داد طبع موزونی	که بے تامل و دقت بنظم و انشا شد
بعید نیست ز تو قدر شعری رتبه	که مستحق درگوش زهره یما شد
بسمع شهره این فیض و قدر و اینها	بر آستان تو رونق ز بهر مجرا شد
بساط بوس حضورت چو گشت از خوبی	نخست زحل از طالعش خلا شد
بفن نظم نموده است گرچه عمره صرف	ز دست جوهر فلک جمله محو و فنی شد

ز چند سال گرفتار بیمعاشیهاست
 ز عهد شاه شهادت پناه استحقاق
 قد اقمش محقق ز چار پست و یک
 بفیض صحبت جد گشته چون ممتاز
 چو بصله نشد از در گهت سخن سخن
 بصداب کم از آرزوی خوش رقم
 باو ستادی شهزاده سرفرازم کن
 بفارسی سخن نظم و نثر داوم بهر
 ز قدر و رتبه و آداب صحبت امرا
 شد این مراد تور و نطق قبول در گش
 همیشه تا چمن و هر از سحاب کرم
 خجسته ماند و گیتی شود شاخ و انت
 که باد ظل تو پاینده بر مفارق خلق
 شد این قصیده مسمی بوصف جشن عظیم

محقر نظیر استر با اجا باشد
 درین ریاست فیاض الدش را شد
 بکم نصیبی دور از حضور والا شد
 همیشه محشر ز کار و بار او فی شد
 بر آستانه تو عرض بنده بر جاشد
 ز عجز با سرم این خیال پیدا شد
 که در ضمیر من خسته این تناشد
 گهر شناس خریدار عده کالاشد
 مرا سلیقه ز فیض حضور اعلی شد
 کف دعای تو پر دوز آرزو باشد
 بباغبانی دستت که بر امطر باشد
 دعای بنده در گاه این موعده شد
 توئی که آهن در روی از کف مطلق شد
 هزار شور و شغب ان بسط غبار شد

تمت بالخیر

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

[illegible]

